﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾ ﴿......اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد23 — جمعۃ المبارک24جون 2016ء — شمارہ26

18رمضان 1437 ہجری قمری ❁ 24احسان 1395 ہجری شمسی

فضائلِ رمضان

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے رمضان کے روزے ایمان کی حالت میں اور اپنا محاسبہ نفس کرتے ہوئے رکھے اس کے گزشتہ گناہ معاف کردیئے جائیں گے اور اگر تمہیں معلوم ہوتا کہ رمضان کی کیا کیا فضیلتیں ہیں تو تم ضرور اس بات کے خواہشمند ہوتے کہ سارا سال ہی رمضان ہو۔

(الجامع الصحیح مسند الامام الربیع بن حبیب، کتاب الصوم باب فی فضل رمضان)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

اے اسلام کے علماء اور مخلوق میں سے بہترین وجود (محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) کی ملّت کے فقہاء! مجھے ایک ایسے شخص کے بارہ میں فتویٰ دو جس نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ وہ خدائے کریم کی طرف سے ہے اور وہ اللہ کی کتاب اور اُس کے شفیق اور مہربان رسول پر ایمان لاتا ہے۔ اور اللہ نے اس کے لئے خارق عادت امور دکھائے اور روشن کرنے والے نشانات اور نصرت کے عجائب ظاہر کئے۔ یہ مدّعی اس زمانے میں ظاہر ہوا جس میں فتنوں اور بدعات کی کثرت تھی اور اسلام پر ضعف طاری تھا۔ اور اس کے عمل میں بھی کوئی ایسی چیز نہیں پائی گئی جو خیرالانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مخالف ہو۔ بلکہ وہ ان تمام احکام اور پیش گوئیوں پر ایمان رکھتا ہے جو رسول کریمؐ لے کر آئے تھے۔

”بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام کے ساتھ جو بے انتہا رحم کرنے والا، بِن مانگے دینے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

ہم بزرگ و برتر اللہ کی ستائش کرتے اور اس کے رسول پر درود بھیجتے ہیں۔

اے ہمارے ربّ! ہم تیرے حضور مظلوم بن کر آئے ہیں سو تو ہمارے اور ظالم قوم کے درمیان فرق فرما۔ آمین

بعد ازیں، اللہ تم پر رحم فرمائے، جان لو کہ میں نے اس رسالے کو دو حصوں اور دو بابوں میں تقسیم کیا ہے۔ اور اس سے غرض معاندین پر اتمام حجت کرنا ہے۔ اور مَیں نے اسے آنسوؤں کے پانی اور دل کی حرارت سے تحریر کیا ہے اور بندوں کے ربّ پر توکّل کرتے ہوئے اُسے ایک خاتمہ پر ختم کیا ہے۔ (☆ہم نے اس رسالہ کو اپنی کتاب حقیقۃ الوحی کے ساتھ شامل کیا ہے اور اسے اس کتاب کا ضمیمہ بنایا ہے اور ہم نے اس کے کچھ نسخے الگ بھی شائع کئے ہیں۔)

استفتاء کا پہلا باب

اے اسلام کے علماء اور مخلوق میں سے بہترین وجود (محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) کی ملّت کے فقہاء! مجھے ایک ایسے شخص کے بارہ میں فتویٰ دو جس نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ وہ خدائے کریم کی طرف سے ہے اور وہ اللہ کی کتاب اور اُس کے شفیق اور مہربان رسول پر ایمان لاتا ہے۔ اور اللہ نے اس کے لئے خارق عادت امور دکھائے اور روشن کرنے والے نشانات اور نصرت کے عجائب ظاہر کئے۔ اور وہ ایسے زمانے میں ظاہر ہوا جو دین کے لحاظ سے ایک عُریاں کی طرح ہے۔ اور اسلام کے سینے پر ایک برچھی کی طرح (پیوست) ہے۔ اور علماءِ وقت ایک ایسے شخص کی مانند ہیں جس کی دونوں ٹانگیں اس کا ساتھ نہیں دے رہیں۔ اور جس میں پادری لوگ ایک ایسے بہادر مرد کی طرح باہر نکل آئے ہیں جس کے پاس دو تیر ہیں۔ ایک تیر وہ جسے وہ اپنی فریب کاریوں اور مختلف النوع بہتانوں کے ساتھ ملت اسلام کو مجروح کرنے کیلئے تیز کرتے ہیں۔ اور دوسرا تیر وہ ہے جسے وہ لوگوں کو عیسائیت میں داخل کرنے کیلئے اپنی کمان پر چڑھاتے ہیں۔ تم ان (پادریوں) کو ایک تہس نہس کرنے والے تباہی پھیلانے والے بھیڑیئے کی طرح یا اثاثہ لوٹنے والے چور کی طرح پاؤ گے۔ اور ان کے پاس صرف روایات ہیں اور وہ کچھ ہے جسے عقل قبول نہیں کرتی۔ اُن کے دین کا ستون صرف کفّارہ کی لکڑی ہے، اور اس سے نفسِ امّارہ کیلئے ہر دروازہ کھول دیا گیا ہے۔ پھر کیا اس سے بڑھ کر کوئی وحشت ناک فحش اور سعید طبائع کیلئے انتہائی نا قابلِ قبول عقیدہ ہو سکتا ہے؟ مزید برآں وہ (پادری) اللہ کے دین اور خیر الانام (حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم) کو گالیاں دیتے ہیں، اور یہ اسلام پر ایک نہایت شدید مصیبت ہے۔ اور ایسا دین جو محض ایک لکڑی پر قائم ہو اُس کی تحقیق کی کوئی ضرورت نہیں، اور نہ عقل اس کی تصدیق کی طرف رہنمائی کرتی ہے۔ بلکہ پاک فطرت اس سے نفرت کرتی اور ایسی باتوں سے بھاگتی ہے اور تثلیث کے مذہب کو تین طلاقیں دیتی ہے اور رہا (حضرت) عیسیٰؑ کے صعود اور نزول کا مسئلہ تو اسے عقل اور اللہ کی کتاب قرآن جھٹلاتی ہے۔ اور وہ محض ایک لوری کی طرح ہے جس سے بچوں کو سلایا جاتا ہے یا گڑیاں ہیں جن سے لڑکیاں اور لڑکے کھیلتے ہیں۔ جس پر نہ تو کوئی دلیل قائم ہوئی ہے اور نہ کسی برہان نے اس کی گواہی دی۔ پس خلاصۂ کلام یہ کہ یہ مدّعی اس زمانے میں ظاہر ہوا جس میں فتنوں اور بدعات کی کثرت تھی اور اسلام پر ضعف طاری تھا۔

نیز اس دعویٰ سے پہلے اس کے احوال میں جھوٹ اور افترا کی کسی عادت کا شائبہ تک نہیں پایا گیا۔ نہ بڑھاپے کے زمانے میں اور نہ جوانی کے عالم میں۔ اور اس کے عمل میں بھی کوئی ایسی چیز نہیں پائی گئی جو خیرالانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مخالف ہو۔ بلکہ وہ ان تمام احکام اور پیش گوئیوں پر ایمان رکھتا ہے جو رسول کریمؐ لے کر آئے تھے۔ اور ہر اس بات پر ایمان رکھتا ہے جو تمام متقیوں کے سردار ہمارے نبی (ﷺ) سے ثابت ہے۔ اور وہ ایمان رکھتا ہے کہ آپؐ نفسانی خواہشات کے معالج ہیں۔ آپؐ نے تمام گناہوں کے زخموں کا علاج اور مداوا کیا اور آپؐ اس لئے تشریف لائے تا کہ آپؐ تمام جہان کی اصلاح فرماویں۔ اور آخری امّت کا رشتہ پہلی امتوں سے جوڑیں۔ اور اگر تو اس کے اعمال کے نمونہ کا متلاشی ہے تو ضرور اُس میں مصطفیٰؐ کا اُسوہ پائے گا۔ ہدایت کی تمام راہوں میں وہ آپؐ کی پیروی کرتا ہے۔ دشمنوں نے پوری کوشش کی اور بلا کی طرح اس پر ٹوٹ پڑے۔ اور اس کے معاملہ کی پوری چھان بین کی تا کہ اس کے کسی ایسے قول پر اطلاع پاویں جس میں ملّت بیضاء کی مخالفت ہو۔ اور بمقتضائے بغض وعناد وہ اس کے سوانح کے مطالعہ میں جُت گئے لیکن اپنی شدت عداوت کے باوجود وہ جرح وقدح اور نکتہ چینی اور تحقیر کے لئے کوئی راہ نہ پا سکے۔ اور نہ ہی انہوں نے کوئی ایسا طریقِ کار پایا جسے خودغرضی اور خواہشات پر محمول کیا جا سکے۔“ (الاستفتاء مع اردو ترجمہ صفحہ 1 تا 4۔ شائع کردہ نظارت اشاعت صدر انجمن احمدیہ پاکستان۔ ربوہ)

تربیتِ اولاد اور انصار اللہ کی ذمہ داریاں

(قرآن وحدیث اور حضرت اقدس مسیح موعودؑ اور آپ کے خلفاء کرام کے ارشادات کی روشنی میں)

قسط 9

نوجوانی کی عمر میں بچوں کی تربیت کے لئے بعض اہم امور

☆ قیامِ نماز کی مسلسل تلقین اور نماز میں لذّت کے حصول کے لئے راہنمائی:

7 سال کی عمر میں بچے کو نماز کی تلقین اور پھر 10 سال کی عمر میں اُسے سختی سے اس پر کاربند کرنے کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے۔ نوجوانی کی عمر میں اِس کی عادت پڑ جانے کے باوجود سستی اور لاپرواہی کے امکانات موجود رہتے ہیں اس لئے اس عمر میں بھی بچے کو اس طرف بار بار توجہ دلاتے رہنا چاہئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 19/نومبر 1982ء میں فرمایا:

"نماز کو قائم کرنے کا گُر بتاتے ہوئے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی مثال پیش کی گئی ہے۔ (اللہ تعالیٰ) فرماتا ہے۔ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ رَسُوْلًا نَّبِيًّا۔ وَكَانَ يَاْمُرُ اَهْلَهٗ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّكٰوةِ وَكَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا (مریم 56,55) کہ اسمٰعیل کی ایک بہت پیاری عادت یہ تھی کہ وہ اپنے اہل کو نماز اور زکوٰۃ کی ادائیگی کی تعلیم دیا کرتا تھا اور خدا کو بہت پیارا لگتا تھا كَانَ عِنْدَ رَبِّهٖ مَرْضِيًّا اس کی یہ ادائیں اللہ کو بہت پسند تھیں کہ وہ ہمیشہ باقاعدگی کے ساتھ اپنے اہل وعیال کو نماز کا حکم دیتا تھا۔ اس میں یہ نکتہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ نمازوں کا قیام اور ان کا استحکام گھروں سے شروع ہوتا ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا (طٰہٰ: 133) کہ اے محمد ﷺ! تو بھی اپنے اہل کو نماز کا حکم دیا کر، وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لیکن یہ ایسی بات نہیں ہے کہ ایک دفعہ کہنے سے اس پر پوری طرح عمل شروع ہو جائے گھروں میں اگلی نسلوں کو نماز کی عادت ڈالنی ہو تو مستقل مزاجی کے ساتھ تلقین کی عادت اختیار کرنی پڑتی ہے۔ ایک دو دفعہ یا ایک دو دن یا ایک دو ماہ یا چند سالوں کا کام نہیں۔ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا کا مطلب یہ ہے کہ جب تک تو زندہ رہے جب تک تجھ میں طاقت ہے اس عادت پر صبر سے استقامت اختیار کر لے۔ اس عادت کو کبھی چھوڑنا نہیں۔۔۔ اگر گھر اپنے بچوں کی نماز کی حفاظت نہیں کریں گے تو بیرونی دنیا لاکھ کوشش کرے وہ اس قسم کے نمازی پیدا نہیں کر سکتی جو گھر کی تربیت کے نتیجے میں پیدا ہوتے ہیں۔ پس میں تمام گھروں کو یہ تلقین کرتا ہوں کہ وہ بڑی ہمت اور جدوجہد کے ساتھ نمازی پیدا کرنے کی کوشش کریں اور ہمارے ماضی میں جو نیک مثالیں ستاروں کی طرح چمک رہی ہیں ان کی پیروی کریں۔"

(خطبات طاہر۔ جلد اوّل صفحہ 285,284)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اصحاب میں یہ بات بہت نمایاں نظر آتی ہے کہ وہ اپنے اہل وعیال کو نماز کے متعلق تلقین کیا کرتے تھے۔ اور کبھی کسی حالت میں بھی ایسا نہیں ہوا کہ انہوں نے نماز کی تلقین کرنی چھوڑ دی ہو۔

☆ تعلیم القرآن کی طرف خصوصی توجہ دینا:

سات سال کی عمر تک قاعدہ یسرنا القرآن اور قرآن کریم پڑھنا اور پھر 7 سال کے بعد کی عمر میں ترجمہ سیکھنا اور روزانہ با آواز بلند تلاوت قرآن کریم کرنے کا ذکر پہلے ادوار میں کیا جا چکا ہے۔ اکثر والدین بچے کو قرآن کریم پڑھانے اور اس کی آمین تک تو زیادہ توجہ رکھتے ہیں بعد میں اس طرف توجہ کم ہو جاتی ہے۔ حقیقی علوم کا سرچشمہ تو قرآن کریم ہی ہے اس لئے نوجوانی کی عمر میں بچوں کو روزانہ تلاوت کرنے کے ساتھ ساتھ قرآن کریم کے علوم کو سمجھنے، اس کی گہرائی میں اُترنے اور اس پر عمل کرنے کی طرف بار بار توجہ دلاتے رہنا چاہئے۔ کیونکہ قرآن کریم پر ہی عمل کرنے سے اللہ تعالیٰ سے صحیح تعلق پیدا ہوتا ہے۔

☆ خلیفہ وقت سے ذاتی تعلق اور حضور انور کے خطبات باقاعدگی سے سننا:

سات سال کی عمر کے بعد بچوں کی تربیت کیلئے اہم امور کے ذکر میں اُن کے دل میں خلیفہ وقت کی محبت پیدا کرنا اور ان سے ذاتی تعلق قائم کروانا اور انہیں دعا کی غرض سے خطوط لکھنا اور بچوں سے لکھوانا، اسی طرح ان کے خطبات سے استفادہ کرنے کی اہمیت بیان کی جا چکی ہے۔ لیکن نوجوانی کے دور میں جب اکثر بچوں کو حصولِ تعلیم یا روزگار کے سلسلے میں گھر سے باہر ہوسٹل وغیرہ میں رہنا پڑتا ہے تو تعلیمی یا دیگر مصروفیات کی بنا پر ہر جمعہ کے روز حضور انور کے خطبہ سے براہِ راست استفادہ میں مشکل بھی ہو سکتی ہے لیکن خلیفۂ وقت سے تعلق اور آپ کے خطبات سے باقاعدگی کے ساتھ استفادہ تربیت کے لئے نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ اس لئے اُنہیں مسلسل اس طرف توجہ دلاتے رہنا بے حد ضروری ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"اپنی اولاد کو خطبات سنانے کا انتظام کریں اور انہی الفاظ میں سنائیں اور خلاصوں پر راضی نہ ہوں...... اپنی اولادوں کو ہمیشہ خطبات سے جوڑ دیں۔ اگر آپ یہ کریں گے تو ان پر بڑا احسان کریں گے، اپنی آئندہ نسلوں کے ایمان کی حفاظت کرنے والے ہوں گے۔"

(خطباتِ طاہر۔ جلد 10 صفحہ 473)

☆ بچوں میں محنت، سختی اور مشقت کی عادت ڈالنا:

بچوں میں جفاکشی اور محنت کی عادت پیدا کرنا بھی بہت ضروری ہے کیونکہ یہ بات اصلاحِ نفس اور دنیوی ترقی دونوں میں یکساں طور پر مفید ہے۔ انفرادی اور اجتماعی وقارعمل اس کا بہترین ذریعہ ہے۔ بڑوں کو خود بھی وقارعمل کرنا چاہیئے اور بچوں کو بھی ساتھ شامل کیا کریں۔

☆ کسی نقصان رساں چیز کی عادت نہ ڈالنا (سگریٹ ودیگر منشیات وغیرہ):

معاشرے کے ہر گند سے اپنے آپ کو پاک کرنے کی کوشش کرتے رہنا چاہئے اور معاشرے کی جتنی برائیاں ہیں ان سے بچنے کی کوشش کرتے رہنا چاہئے۔ اس ضمن میں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں "مثلاً یہ آج کل عام بیماری ہے اور سکول میں 15-16-17 سال تک کی عمر کے بچوں کو سگریٹ کی عادت ڈالی جاتی ہے اور پھر سگریٹ میں بعض نشہ آور چیزیں ملا کے اس کی عادت ڈالی جاتی ہے...... اس پر بھی ماں باپ کو نظر رکھنی چاہئے۔ کسی قسم کی معاشرے کی برائی کا اثر نہ ہم پر نہ ہمارے بچوں پر ظاہر ہو۔"

(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 332)

سگریٹ نوشی کے علاوہ، حقہ، شیشہ، گٹکا، نسوار، افیم، چرس، ہیروئن، شراب وغیرہ سب نہ صرف انسانی صحت کیلئے حد درجہ نقصان دہ بلکہ ہمیں ہماری پیدائش کے مقصد سے دُور لے جانے والی اور ہماری اخلاقی، رُوحانی، مادی ترقی کے لئے بلاشبہ تباہ کن ہیں۔

☆ بے مقصد اور فضول مشاغل کی حوصلہ شکنی کرنا:

نوجوانی کی عمر میں داخل ہوتے ہوئے بھی بچوں کو سورۃ المومنون آیت 4 کی روشنی میں یہ بات سمجھاتے رہنے کی ضرورت ہے کہ عقلمند لوگ اپنی قوتوں اور صلاحیتوں کو بیکار اور بے معنی مشاغل میں ضائع نہیں کرتے۔ ہلکی پھلکی تفریح کے لئے کچھ وقت نکال لینا کوئی بُری بات نہیں اور نہ ہی ہمارا مذہب اس سے منع کرتا ہے۔ لیکن اگر اس قسم کی تفریح سے معاشرے پر بحیثیتِ مجموعی بُرے اثرات مرتب ہوتے ہوں تو پھر یقیناً اس کی حوصلہ افزائی نہیں کی جائے گی۔ تفریح کا مقصد تو زندگی کی مصروفیات کے باعث پیدا ہونے والے ذہنی دباؤ اور پریشانیوں میں کمی کرنا ہے لیکن اگر تفریح بذاتِ خود ایک مقصد بن جائے اور زندگی کے اہم معمولات میں حارج ہو اور اس کے نتیجہ میں وہ قیمتی وقت ضائع ہو جس کا کوئی اور بہتر مصرف ہونا چاہئے تھا تو قرآن کریم کی اصطلاح میں اسے لغو کہا جائے گا جس کے معنی بیکار فضول اور بے مقصد کام کے ہیں۔

نوجوانی کی عمر کے آغاز میں بھی ٹیلی ویژن کے فضول پروگرام دیکھنے میں بہت سا وقت ضائع کر دیا جاتا ہے۔ اکثر پروگراموں میں جرائم کو اس انداز سے پیش کیا جاتا ہے کہ بچوں کے دلوں میں جرم سے نفرت کی بجائے اس کی طرف رغبت پیدا ہونے لگتی ہے۔ خاص طور پر بچوں کے لئے بنائے گئے پروگراموں میں بچوں کے مقبول کردار ایسی ایسی چالاکیاں اور ناواجب شرارتیں کرتے ہوئے دکھائے جاتے ہیں جن کے نتیجہ میں گھروں کا امن اور سکون برباد ہونے لگتا ہے۔ یہ پروگرام کتنے ہی دلچسپ کیوں نہ ہوں سبق آموز ہرگز نہیں ہوتے اور بلا شبہ ٹیڑھے مزاج کے کئی بچے ایسے ہی پروگراموں کی پیداوار ہیں۔ ایسے بچوں میں مجرم بننے کی ایک مخفی خواہش پہلے ہی سے کروٹیں لے رہی ہوتی ہے۔ پھر بڑے لوگوں کے لئے بھی جو ٹی وی پروگرام بنائے جاتے ہیں اُن میں بھی نادانستہ طور پر جرم کے نئے سے نئے طریقے سکھائے جاتے ہیں اور دیکھنے والا زندگی کو محض آرام طلبی اور کھیل کود سمجھنے لگتا ہے، حالانکہ ہمارے لئے یہ جاننا از حد ضروری ہے کہ خوابوں کی دنیا حقیقی دنیا سے کتنی مختلف ہوتی ہے۔

پس ہمیں بچوں کو تلقین کرتے رہنا چاہئے کہ وہ ٹی وی کے فضول پروگراموں، پلے اسٹیشنز، ویڈیو گیمز اور تفریح کے دیگر ایسے طریقوں میں اپنا قیمتی وقت ضائع نہ جانے دیں۔

☆ خود اعتمادی پیدا کرنا:

چھوٹے چھوٹے کام بچوں سے کروا کے اُن میں خود اعتمادی پیدا کرنے کی کوشش کریں جس کے نتیجے میں وہ کل بڑے بڑے کام خود سر انجام دے کر معاشرے کا مفید اور کارآمد وجود بن سکیں گے۔

سکول کے زمانے سے ہی بچے کو بعض باتوں میں خود فیصلہ کرنے کا اختیار دینا چاہئے مثلاً بچے کے کمرے میں فرنیچر وغیرہ کی ترتیب، بچے کے جوتوں اور کپڑوں کا انتخاب، اسکے علاوہ گھریلو اُمور میں جب کوئی فیصلہ کرنا ہو تو بچے کو بھی مشورہ میں شامل کرنا چاہئے اور حتمی فیصلہ کرنے پہ اُس کی وجہ، فوائد، ممکنہ نقصانات بتانے چاہئیں۔ یوں بچہ تمام اُمور میں دلچسپی لیتا ہے اور اُس کا علم بڑھنے کے علاوہ اُسکے والدین پہ اعتماد اور تعلق میں مضبوطی آتی ہے اور خود اس میں خود اعتمادی، ذمہ داری اور فیصلہ کرنے کی قابلیت پیدا ہوتی ہے۔ بصورتِ دیگر بچگانہ ذہنیت بڑے ہو جانے پر بھی کافی دیر تک قائم رہ سکتی ہے۔

☆ اسلام کے ظاہری احکام، شعار اور آداب کی پابندی کرنا:

بچوں کو اسلام کے ظاہری احکام، شعار اور آداب کی پابندی کرنی چاہئے جن کو ہر ایک شخص دیکھ سکتا ہے اور رائے قائم کر سکتا ہے کہ یہ اپنے شعار کی پابندی کرتے ہیں یا نہیں۔ مثلاً داڑھی رکھنا اور پردہ کا خیال۔ اسی طرح باہوں میں باہیں ڈال کر نہ پھرنا یا دوسرے کے کندھے پر کہنی ٹیک کر کھڑے نہ ہونا وغیرہ کے بارے میں بھی بچوں کو مناسب تلقین کرنا اُن کی تربیت کے لئے بہت ضروری ہے۔

☆ بچوں کو اپنے سے مانوس رکھیں اور نیکیاں پیدا کرنے والا تعلق جوڑیں:

بچپن سے ہی اپنے بچوں کو اپنی طرف مائل رکھیں، اُنہیں وقت دیں۔ محبت سے ان کے سوالات کے جواب دیں۔ اُن کے نیک اعمال کی تعریف کریں، محض دنیاوی طور پر اُن کا کچھ حاصل کرنا آپ کے لئے تسکین کا موجب نہ بنے۔ بچوں سے ایسا تعلق جوڑیں جو اُن کے اندر نیکیاں پیدا کرنے والا ہو۔

نوافل ادا کرنے کی تلقین، عبادات اور اخلاقی تعلیم کے ساتھ اس کا فلسفہ اور حکمت بھی سمجھائیں۔ روزہ رکھنے کی عادت بھی ڈالیں۔ محبت الٰہی اور ایمانی غیرت پیدا کریں۔ وعدوں کی پابندی اور لین دین کی صفائی جیسی خوبیوں کو رائج کریں اور بچوں کا نیکیوں سے ذاتی لگاؤ پیدا کریں۔

☆ اولاد میں نیکی دیکھ کر خوش ہونا اور اُن کی دنیا کی ترقیات کو سرسری نظر سے دیکھنا:

اس بارے میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"پس اپنی اولاد میں نیکی دیکھ کر خوش ہوا کریں اور دنیا کی ترقیات کو سرسری نظر سے دیکھا کریں۔ ہو جائیں تو ٹھیک، نہ ہوں تو وہ غم کی بات نہیں۔ لیکن اگر نیکی نہ ہو تو غم میں گھل جانا اور ایسی تکلیف محسوس کرنا کہ اولاد دیکھ لے کہ ہمارے ماں باپ ناخوش ہو گئے ہیں اور تکلیف میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ یہ وہ جذبہ ہے جو حقیقت میں آپ کی دعاؤں کو طاقت دے گا... اگر ایک ماں باپ ایسے ہیں جو ہر وقت اپنی اولاد میں نیکی تلاش کرتے ہیں اور نیکی نظر نہ آئے تو ان کے دل سے آہ نکلتی ہے، وہی آہ ان کی دعا ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ اس پر محبت اور پیار کی نظر ڈالتا ہے اور وہ جو دنیا پر راضی ماں باپ ہیں وہ بعد میں اپنی اولاد کو جب بے راہ رَو ہوتے دیکھتے ہیں... تو پھر وہ روتے ہیں پیٹتے ہیں اور دعاؤں کے لئے لکھتے ہیں۔" (خطباتِ طاہر۔ جلد 9 صفحہ 376-377)

☆ خاندان کی عزت کے حوالہ سے بھی نیکی کرنے اور بدی چھوڑنے کی تلقین:

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

"جب ماں باپ اپنے بچوں کی تربیت کی طرف توجہ دیتے ہیں تو بعض اوقات بچوں میں یہ احساس بھی پیدا کرتے ہیں اور ان کے اس احساس کو بیدار کرتے ہیں کہ تم ہماری عزت اور ہمارے خاندان کی عزت کی خاطر یہ یہ بُری باتیں چھوڑ دو اور نیک عمل کرو۔ ایسی باتیں نہ کرو جس سے دوسروں کے سامنے ہماری سُبکی ہو۔ نگران کا ان کے ان جذبات کو اُبھارنا بھی ان کی اصلاح کا ایک حصہ ہے، ایک کام ہے۔ پس ہر فردِ جماعت جو حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کی طرف منسوب ہوتا ہے یہ بات یاد رکھے کہ حضرت مسیح موعودؑ کی طرف منسوب ہو کر آپؑ کو بدنام نہیں کرنا۔" (خطباتِ مسرور۔ جلد 5 صفحہ 136)

باقی صفحہ 12 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر 406

مکرم فہد محمد سلیم غزو صاحب

مکرم فہد محمد غزو صاحب کاتعلق بلاد شام کے ایک عرب ملک سے ہے جہاں ان کی پیدائش 1989ء میں ہوئی۔ پھر انہیں 2011ء میں بیعت کرنے کی توفیق ملی۔ وہ احمدیت کی طرف اپنے سفر کامختصر احوال یوں بیان کرتے ہیں:

سابقہ دینی عقائد اور خیالات

احمدیت قبول کرنے سے پہلے میرا تعلق اہل سنّت والجماعت کے اس طبقے سے تھا جوشاید اپنے عقائد کی خرابی کا علم ہونے کے باوجود اس بارہ میں سوچنا نہیں چاہتا یا پھر وہ اس حد تک لاعلم اور جاہل ہے کہ اس کا عقیدہ محض اپنے آباؤاجداد کی اندھی تقلید کے سوا کچھ نہیں۔

مَیں نے امام مہدی اور عیسیٰ ابن مریمؑ کے ظہور کے بارہ میں احادیث بھی سن رکھی تھیں، لیکن دونوں شخصیات کے بارہ میں مروّجہ تصور ایک طرف تو افسانوی رنگ لئے ہوئے تھا جبکہ دوسری طرف اسلام کی ترقی کی بے شمار خبریں ان سے وابستہ ہونے کی وجہ سے بہت اہمیت کا حامل تھا۔ مختلف مولویوں سے پوچھنے کے بعد مَیں یہی سمجھا تھا کہ امام مہدی اور عیسیٰ ابن مریم کا ظہور مستقبل بعید میں ہوگا۔

جماعت سے تعارف، رابطہ اور بیعت

مَیں نے کبھی جماعت احمدیہ کا نام تک نہ سنا تھا۔ لیکن ایک روز میں اپنے ریسیور میں نئے چینلز کو انسٹال کر رہا تھا کہ کئی نئے چینلز کے ساتھ ایم ٹی اے العربیہ بھی انسٹال ہو گیا۔ میں نے اس پر ایک تصویر دیکھی جس کے نیچے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی امام مہدی و مسیح موعود کے الفاظ تحریر تھے۔ مجھے یہ پڑھ کر حیرانی ہوئی۔ چنانچہ حقیقت جاننے کی خاطر مَیں نے کہا کہ دیکھتے ہیں کہ یہ بات کس حد تک درست ہے۔ چنانچہ جب میں نے اس چینل کے پروگرام دیکھنے شروع کئے تو ہر پروگرام اور اس میں پیش کئے گئے خیالات مجھے بہت پسند آئے اور کسی بات کے انکار کی گنجائش نہ رہی۔ کچھ عرصہ کے بعد مَیں نے پروگرام الحوار المباشر میں بات کرنے کے لئے فون کیا تو مجھ سے پوچھا گیا کہ کیا تم احمدی ہو؟ مَیں نے کہا ایسے ہی لگتا ہے کہ دل سے تو میں احمدی ہو چکا ہوں لیکن ابھی بیعت نہیں کی۔ کچھ عرصہ کے بعد مجھے میرے ملک سے ہی ایک شخص کا فون آیا اس نے اپنا تعارف کروایا تو مجھے پتہ چلا کہ میرا فون نمبر لندن سے یہاں رابطہ کے لئے ارسال کیا گیا تھا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ آپ جمعہ کہاں پڑھتے ہیں؟ نیز اگر کوئی احمدی میرے شہر میں بھی ہو تو مجھے آگاہ کردیں۔ چنانچہ مجھے ایک شخص کا فون دے دیا گیا۔ پھر جب میں اس سے رابطہ کر کے ملا تو وہ مجھے نماز سنٹر میں لے گیا جہاں میری دیگر احمدیوں سے بھی ملاقات ہوگئی۔ میں دل سے تو پہلے ہی مطمئن ہو چکا تھا اس لئے یہاں معمولی سوال و جواب کے بعد میں نے 2010ء میں بیعت کرلی۔

شدید مخالفت اور ظلم و ستم کا سامنا

مَیں اس وقت پولیس میں سپاہی کے طور پر ملازمت کرتا تھا اور بیعت کے بعد نماز جمعہ کے لئے خصوصی طور پر چھٹی لے کر احمدیہ نماز سنٹر پہنچتا۔ جب میرے والد صاحب نے یہ دیکھا کہ میں نے علاقے کی جامع مسجد کی بجائے کسی اور جگہ نماز ادا کرنی شروع کردی ہے تو انہوں نے میری مخالفت شروع کردی۔ پھر جب انہیں یہ پتہ چلا کہ میں ان کی مسجد کو چھوڑ کر احمدیوں کے پاس جاتا ہوں تو اس بارہ میں استفسار کے لئے وہ مولوی حضرات کے پاس جا پہنچے، چنانچہ جب مولوی حضرات نے حسبِ معمول کہا کہ یہ جماعت کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے تو والد نے مجھ پر مزید سختی کرتے ہوئے مجھے اور جماعت کو گالی گلوچ کا نشانہ بنانا شروع کردیا۔ جب انہوں نے دیکھا کہ اس بات کا بھی مجھ پر کوئی اثر نہیں ہوا تو انہوں نے میرے قصبے سے چلنے والی گاڑیوں کے ڈرائیوروں کو میری نسبت سختی سے کہا کہ اسے اپنی گاڑی میں سوار نہیں ہونے دینا۔ پھر جب ان کا یہ حربہ بھی کارگر ثابت نہ ہوا تو انہوں نے میرے چچاؤں کے ساتھ مل کر میرا تعاقب کرنے کا پلان تیار کیا اور پھر ایک دن میرے پیچھے پیچھے نماز سنٹر آن پہنچے۔ جب میں نماز پڑھ کر نکلا تو دیکھ کر حیران رہ گیا کہ میرے تایا، والد صاحب اور دو چچا میرے سامنے کھڑے تھے۔ انہوں نے زبردستی مجھے اپنی گاڑی میں بٹھانے کی کوشش کی۔ میرے انکار پر میرے ایک چچا نے میرے منہ پر زوردار طمانچہ رسید کردیا جبکہ دوسرا چچا بھی اس ’’کارخیر‘‘ میں اپنا حصہ ڈالنے کے لئے آگے بڑھا تاہم لوگوں نے چھڑا لیا۔ اس کے بعد میں اپنے گھر تو نہ جاسکا تاہم میرے ایک ہمسائے نے کچھ عرصہ کے لئے مجھے پناہ دی جس کے بعد ایک احمدی نے ایک حکومتی آفیسر سے بات کی جس کی وساطت سے میرے معاملات کسی حد تک درست ہوگئے اور میں بلا روک ٹوک احمدیوں سے ملنے اور ان کے ساتھ نمازیں ادا کرنے لگا۔

نوکری سے فراغت اور گھر بدری

کچھ عرصہ ہی گزرا تھا کہ میرے ایک چچا نے سی آئی ڈی والوں کو فون کر کے میرے بارہ میں کہا کہ یہ پولیس کی نوکری کیسے کرسکتا ہے جبکہ اس کا تعلق ایک ایسی مذہبی جماعت سے ہے جسے علماء کافر قرار دے چکے ہیں۔ چنانچہ اس شکایت پر میری جواب طلبی ہوگئی۔ مجھ سے جماعت اور حضرت بانیٔ جماعت احمدیہ کے بارہ میں معلومات اور سوال وجواب کے بعد سیکیورٹی فورسز کے ایک مفتی کے حوالے کردیا گیا۔ میں نے اس سے بات کی اور اسے جماعت احمدیہ کے دیگر مسلم جماعتوں سے فرق کے بارہ میں بتایا لیکن اس کی تسلی نہ ہوئی۔ چنانچہ اس نے فوج کے دارالافتاء میں ایک کیپٹن کی ڈیوٹی لگادی کہ وہ ہفتہ وار میرے ساتھ بیٹھے اور مجھے احمدیت سے تائب کرانے کی کوشش کرے۔

ہم دونوں ہفتہ وار بیٹھتے تو ہم میں سے ہر ایک دوسرے کو اپنا ہم موقف بنانے کی کوشش کرتا لیکن ہم میں سے کوئی بھی اپنی کوشش میں کامیاب نہ ہوسکا، تاہم ہماری بحثوں کا یہ نتیجہ ضرور نکلا کہ کچھ عرصہ کے بعد مجھے نوکری سے فارغ کردیا گیا۔

نوکری سے فارغ ہونے سے قبل میرے والد صاحب کی سخت کلامی اور گالی گلوچ عروج پر پہنچ چکا تھا۔ وہ اکثر میری چیزیں اٹھا اٹھا کر باہر پھینکنا شروع کر دیتے اور مجھے کہتے کہ میرے گھر سے نکل جاؤ۔ چنانچہ چاروناچار مجھے گھر سے نکلنا پڑا۔ میں نے اسی علاقے میں ایک گھر کرائے پر لے کر رہنا شروع کردیا۔ ان دنوں میری والدہ کینسر کے مرض میں مبتلا تھیں اور شدید علیل تھیں۔ اس حالت میں بھی وہ حضرت امام مہدی علیہ السلام اور آپ کی جماعت کو برا بھلا کہنے سے پرہیز نہ کرتی تھیں۔ بہرحال کچھ عرصہ کے بعد ہی ان کی وفات ہوگئی تو مَیں دوبارہ گھر لوٹ آیا کہ شاید اب حالات کچھ بدل گئے ہوں۔ یہ وہی دن تھے جب مجھے نوکری سے بھی فارغ کردیا گیا تھا۔ جب میرے والد صاحب کو میری نوکری سے فراغت کا علم ہوا تو وہ سیخ پا ہوگئے اور مجھے زبردستی گھر سے نکال دیا۔ تب میں نے مجبور ہوکر اس علاقے کو ہی چھوڑنے کا فیصلہ کیا اور دارالحکومت کی طرف عازم سفر ہوا۔

دعوت الی اللہ کا شوق اور ثمرات

دارالحکومت پہنچ کر مجھے اپنے اور اپنے مستقبل کے بارہ میں کچھ سوچنے کا موقع ملا تو بالآخر مَیں اسی نتیجہ پر پہنچا کہ دنیا کی زندگی تو چار روزہ ہے اور خدا کے راستے کی طرف بلانے سے بہتر اور کوئی کام نہیں۔ چنانچہ میں نے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ کی خدمت میں جامعہ احمدیہ میں تعلیم حاصل کرنے کی خواہش پر مشتمل خط لکھ دیا۔ حضور انور نے ازراہ شفقت جامعہ احمدیہ غانا میں پڑھنے کا ارشاد فرمایا اور میں اب بفضلہ تعالیٰ یہیں پر تعلیم حاصل کر رہا ہوں۔

اگست 2015ء میں مَیں بعض دوستوں کے ہمراہ قریبی شہر cape coast میں سیر کے لئے گیا۔ وہاں ساحل پر ایک ہوٹل میں ہماری ملاقات ایک یورپین سے ہوئی جو ملحد تھا اور اس وقت شراب پی رہا تھا۔ ہم نے اسے اسلام کا پیغام پہنچایا۔ اس نے کسی دلچسپی کا اظہار نہ کیا، تاہم اتنا ضرور کہا کہ ایسا پہلی مرتبہ ہوا کہ شرابی ہونے کے باوجود مجھے کسی مسلمان نے اپنے پاس بیٹھنے کے لئے بلایا ہے۔

ہم وہاں سے لوٹ ہی رہے تھے کہ اس وقت ایک عربی شخص ہوٹل میں داخل ہوا۔ ہمارے سلام کرنے پر اس نے بتایا کہ وہ ڈاکٹر ہے اور اس شہر میں ہی مقیم ہے۔ وقت کی کمی کے باعث میں نے اسے محض اتنا ہی کہا کہ میرا تعلق جماعت احمدیہ سے ہے جس کا ایمان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق امت محمدیہ میں امام مہدی ظاہر ہوچکے ہیں۔ اس نے کہا کہ میں نے ٹی وی پر آپ کا جلسہ سالانہ دیکھا تھا۔ میں نے اسے بتایا کہ ہماری جماعت کا بڑا ہدف دنیا میں امن وسلامتی اور محبت کو عام کرنا ہے۔ اس نے کہا کہ ایسے پیغام کو دنیا میں پھیلانے کے لئے مجھے بھی اپنے ساتھ ہی شمار کرلیں۔

مَیں نے اس کا فون نمبر لے لیا اور رابطہ کا وعدہ کر کے ہم رخصت ہوگئے۔ وہ جماعت کے بارہ میں جاننے کے لئے کافی پُرجوش نظر آتے تھے۔

مَیں نے واپس آکر جامعہ احمدیہ کے پرنسپل صاحب کو اس مصری ڈاکٹر صاحب کے بارہ میں بتایا تو انہوں نے کہا کہ جامعہ میں ہونے والی نعتیہ مجلس میں اسے بلائیں۔ میں نے اسے بلایا تو وہ چلا آیا۔ اس مجلس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رفیع شان کے بارہ میں اقوال بھی پیش کئے گئے۔ مصری ڈاکٹر صاحب کو یہ پروگرام بہت پسند آیا۔ آخر پر اسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دو کتابیں اور ایک سی ڈی بھی دی گئی۔ پھر اکتوبر 2015ء کے آخر پر میں نے جب اسے فون کیا تو اس نے بتایا کہ وہ ملنے کے لئے بے چین ہے کیونکہ وہ بیعت کرنا چاہتا ہے۔ والحمد للہ علی ذالک۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ دعوت الی اللہ کا فریضہ کماحقّہ ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

☆☆☆☆☆

مکرمہ ایمان عزت جلال صاحبہ

مکرمہ ایمان عزت صاحبہ کا تعلق مصر سے ہے۔ ان کے بھائی مکرم خالد عزت صاحب 90 کی دہائی میں پروگرام لقاء مع العرب کے ذریعہ احمدیت کی صداقت کے قائل ہوگئے تھے اور خود کو احمدی سمجھتے تھے۔ پھر جب پروگرام الحوار المباشر کی ابتدا ہوئی اور ایم ٹی اے العربیہ شروع ہوا تو ان کا جماعت سے رابطہ ہوگیا اور انہوں نے باضابطہ طور پر بیعت کرنے کی بھی سعادت حاصل کی۔ ان کی تبلیغ سے ان کے والدین، ان کی اپنی فیملی اور اس بہن نے بھی بیعت کرلی جو اپنی بیعت کا مختصر احوال کچھ یوں بیان کرتی ہیں:

اس زمانہ میں حضرت امام الزمان علیہ السلام کی بیعت میں آنا اور انہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سلام پہنچانا اور خلیفہ وقت کو اسی طرح مخاطب کرنا جیسے اس سے پہلے خلفاء راشدین سے صحابہ اور تابعین مخاطب ہوتے تھے، اتنی بڑی سعادت اور اعزاز ہے کہ جس کے بیان کے لئے الفاظ میسر نہیں ہیں۔

میری بیعت میں خدا کے فضل کے بعد میرے بھائی خالد عزت صاحب کا بہت دخل ہے۔ ان کی مسلسل تبلیغ کے باوجود شروع شروع میں مجھے جماعت میں کوئی دلچسپی نہ تھی کیونکہ یہی وہ موضوع تھا جس کی وجہ سے بھائی اور بھابھی میں اختلاف شدت اختیار کر گیا تھا۔ میں اپنی بھابی عبیر صاحبہ کا دفاع کرتی تھی، اور اپنے بھائی کو قصوروار سمجھتی تھی لیکن کچھ عرصہ کے بعد ہی وہ قائل ہوگئیں اور یوں دونوں میاں بیوی ایک ہی کشتی میں سوار ہوگئے۔

اس کے بعد میری بھابھی نے مجھے جماعت احمدیہ کے تعارف پر مبنی ایک کتاب دی اور تبلیغ کرنی شروع کی۔ جماعتی عقائد وخیالات سمجھنے اور قبول کرنے میں میرا زیادہ وقت نہیں لگا خصوصاً وفات مسیح اور ناسخ ومنسوخ وغیرہ۔

قلبی وذہنی طور پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کی قائل ہونے کے بعد میرے سامنے بیعت کے سوا کوئی چارہ نہ رہا۔ خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ بیعت میں مجھے کسی پریشر کا سامنا نہیں کرنا پڑا چنانچہ میرے میاں نے اگرچہ بیعت نہیں کی لیکن میری بیعت میں بھی کوئی روک نہیں بنے۔

بیعت کے بعد میں نے جماعتی کتب کی کاپیاں کر کے اپنے پاس رکھ لی ہیں اور ان کے مطالعہ سے علم وحکمت کے قیمتی موتی اکٹھے کرتی رہتی ہوں۔ ان کتب کے مطالعہ کا فائدہ یہ ہوا کہ ایک دفعہ فیس بک پر ایک شخص نے جماعت اور امام الزمان پر حملہ کیا تو میں نے حضور علیہ السلام کے علوم سے اس کا بھرپور جواب دیا۔ اگرچہ میں اسے قائل تو نہیں کرسکی لیکن یہ تسلی ہوگئی کہ میں صحیح اور مضبوط موقف پر قائم ہوں۔ مجھے محسوس ہوتا ہے کہ ابھی تک بہت سے لوگوں کی آنکھوں کے آگے پردہ پڑا ہوا ہے۔ انہیں دیکھ کر خدا تعالیٰ کی اس نعمت پر مزید شکر کے جذبات پیدا ہوتے ہیں کہ اس نے محض اپنے فضل سے امام الزمان کی بیعت کی توفیق دی۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

..........................**(باقی آئندہ)**

جماعت احمدیہ جاپان کے 33ویں جلسہ سالانہ کا بابرکت انعقاد

مسجد بیت الاحد میں منعقد ہونے والا پہلا جلسہ سالانہ۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا ایمان افروز پیغام

مختلف علمی و تربیتی موضوعات پر تقاریر۔ یوم پیشوایانِ مذاہب کا انعقاد اور کثیر تعداد میں جاپانی مہمانوں کی شرکت

(رپورٹ مرتبہ: انیس احمد ندیم، مبلغ سلسلہ جاپان)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ جاپان کو اپنا 33واں جلسہ سالانہ مؤرخہ 4,3 مئی 2016ء مسجد بیت الاحد جاپان میں منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ 1981ء سے جاپان میں جلسہ سالانہ کا انعقاد شروع ہوا۔ پہلا جلسہ سالانہ ٹوکیو میں منعقد ہوا جس میں 5 احباب جماعت اور 3 جاپانی مہمان شامل ہوئے۔ بعد ازاں جلسہ ہائے سالانہ Shizuoka,Gotemba,Okazak,Owariasahi Nagoya, میں مختلف کمیونٹی سنٹرز میں منعقد ہوتے رہے۔

نومبر 2015ء میں مسجد بیت الاحد جاپان کے افتتاح کے بعد یہ پہلا جلسہ سالانہ ہے جو جماعت احمدیہ جاپان کے اپنے premises میں منعقد ہوا۔ مسجد بیت الاحد جاپان کو دنیا کے مختلف ممالک کے جھنڈوں اور چراغاں کے ذریعہ سجایا گیا تھا۔ جلسہ سے صرف ایک دن قبل مسجد بیت الاحد کی مشرقی دیوار پر Love for all,hatred for none جاپانی ترجمہ کے ساتھ لکھوایا گیا۔ اس کی لمبائی تقریباً 15 میٹر بنتی ہے۔

جلسہ سالانہ سے چار ماہ قبل جلسہ سالانہ کی انتظامیہ تشکیل دی گئی۔ مکرم مبشر احمد زاہد صاحب کو افسر جلسہ سالانہ، مکرم طلعت محمود احمد صاحب کو افسر جلسہ گاہ اور مکرم احسان رحمت صاحب کو افسر خدمت خلق مقرر کیا گیا اور جلسہ سالانہ کی باقاعدہ تیاریوں کا آغاز ہوگیا۔ جماعت احمدیہ جاپان کی ویب سائٹ، سوشل میڈیا اور پریس ریلیز کے ذریعہ جلسہ سالانہ کی تاریخوں اور پروگراموں کو مشتہر کیا جاتا رہا۔

افراد جماعت احمدیہ جاپان کے علاوہ امسال ملائشیا، انڈونیشیا، سری لنکا، امریکہ، پاکستان اور متحدہ عرب امارات سے مہمانان کرام شامل ہوئے۔ جلسہ سالانہ کے دو دنوں کے دوران مذہبی راہنماؤں، یونیورسٹیوں کے پروفیسرز، سکولوں کے اساتذہ اور طلباء سمیت 68 جاپانی مہمان جلسہ سالانہ کے مختلف سیشنز میں شریک ہوئے۔

جلسہ سالانہ کی روایات کے مطابق جلسہ سالانہ کا باقاعدہ آغاز پرچم کشائی کی تقریب سے ہوا۔ جاپان کا پرچم مکرم محمد اویس کوبایاشی صاحب (مترجم قرآن کریم) اور لوائے احمدیت خاکسار نے لہرایا۔ پرچم کشائی کی تقریب میں 40 کے قریب جاپانی مہمان شامل ہوئے۔

پہلا سیشن

پرچم کشائی کے فوری بعد جلسہ سالانہ کا پہلا سیشن تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوا۔ اس کے جاپانی ترجمہ اور نظم کے بعد خاکسار نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں جلسہ سالانہ کی عظمت اور جلسہ کے مقاصد بیان کئے۔ دعا کے بعد نو احمدی مسلمان مکرم Abdullah Giovanni نے "اسلام اور انسانیت" کے موضوع پر انگریزی میں تقریر کی۔ اس سیشن کی دوسری تقریر مکرم عمر احمد ڈار صاحب کی تھی جنہوں نے "جلسہ سالانہ کے آداب اور برکات" کے موضوع پر جاپانی زبان میں اظہار خیال کیا۔

دوسرا سیشن

جلسہ سالانہ کا دوسرا سیشن نماز ظہر و عصر اور کھانے کے وقفہ کے بعد مکرم محمد اویس کوبایاشی صاحب (مترجم قرآن کریم) کی زیر صدارت شروع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد مکرم ثناء سیکی گوچی صاحب نے حضرت مصلح موعودؓ کا کلام "ہے دست قبلہ نما۔ لا الٰہ الا اللہ" پیش کیا۔ اس سیشن کی پہلی تقریر "انفاق فی سبیل اللہ کی برکات" جاپانی زبان میں مکرم احمد فتح الرحمٰن صاحب (سیکرٹری تعلیم) نے پیش کی۔ اسی موضوع پر اردو زبان میں مکرم مقصود احمد سنوری صاحب (صدر مجلس انصار اللہ جاپان) نے تقریر کی۔ مکرم انور احمد صاحب نے "تاریخ احمدیت جاپان" کے موضوع پر اردو زبان میں تقریر کی جبکہ اسی موضوع پر جاپانی زبان میں مکرم ناصر ندیم بٹ صاحب نے تقریر کی۔

تیسرا سیشن

جلسہ سالانہ کا تیسرا سیشن 4 مئی 2016ء کو مکرم محمد عصمت صاحب مربی سلسلہ سری لنکا کی زیر صدارت شروع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور اس کے جاپانی ترجمہ اور نظم کے بعد اس سیشن کی پہلی تقریر "مسجد۔ امن و سلامتی کا مرکز" کے موضوع پر مکرم محمد عصمت صاحب مربی سلسلہ سری لنکا نے پیش کی۔ اس کے بعد مکرم محمد عصمت اللہ صاحب نے "خلافت احمدیہ۔ امن و سلامتی کا استعارہ" کے موضوع پر جاپانی زبان میں تقریر کی۔ اس سیشن کی آخری تقریر مکرم حزقیل احمد صاحب نے "مسجد۔ امن وسلامتی کا مرکز" کے موضوع پر جاپانی زبان میں کی۔

چھٹی بین المذاہب کانفرنس کا انعقاد

جلسہ سالانہ کے دوسرے روز جماعت احمدیہ جاپان کو اپنی چھٹی بین المذاہب کانفرنس منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ اس کانفرنس میں اسلام، بدھ ازم اور عیسائیت کے نمائندگان نے شرکت کی۔

چوتھا سیشن

جلسہ سالانہ کا چوتھا اور اختتامی سیشن مؤرخہ 4 مئی 2016ء کو نماز ظہر و عصر کی ادائیگی کے بعد تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوا۔ تلاوت اور نظم کے بعد اس سیشن کی پہلی تقریر اردو زبان میں مکرم حافظ محمد امجد عارف صاحب نے کی۔ ان کی تقریر کا موضوع تھا "خلافت احمدیہ۔ امن وسلامتی کا استعارہ"۔ اس کے بعد نیشنل سیکرٹری تعلیم جاپان نے امسال قرآن کریم اور عام دنیوی تعلیم کے میدان میں نمایاں کارکردگی دکھانے والے طلباء میں ایوارڈز کی تقسیم کا اعلان کیا۔ امسال درج ذیل بچوں اور بچیوں نے ایوارڈز حاصل کیئے۔

1۔ عزیزم یاسر جنود صاحب (سورۃ یٰسین اور سورۃ رحمٰن حفظ کرنے پر) 2۔ عزیزہ ماریہ جنود صاحبہ (سورۃ رحمٰن حفظ کرنے اور کلاس میں اعلیٰ پوزیشن حاصل کرنے پر) 3۔ عزیزم خواجہ حیات احمد (قرآن کریم کا دور مکمل کرنے پر) 4۔ عزیزم نوید احمد (قرآن کریم کا دور مکمل کرنے پر)

اس کے بعد سیدنا حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طرف سے 33ویں جلسہ سالانہ جاپان کے موقع پر عطا فرمودہ پیغام کا جاپانی ترجمہ مکرم محمد اویس کوبایاشی صاحب (جاپانی احمدی مسلمان اور مترجم قرآن کریم) نے پڑھ کر سنایا۔ جس کے بعد اختتامی تقریر میں دعا سے قبل خاکسار نے سیدنا حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی طرف سے عطا فرمودہ اردو پیغام پڑھ کر سنایا اور اس کے ساتھ ہی دعا کے ساتھ 33واں جلسہ سالانہ جاپان بخیریت اختتام کو پہنچا۔

پیغام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

پیارے احباب جماعت احمدیہ جاپان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہ جان کر خوشی ہوئی ہے کہ جماعت احمدیہ جاپان کو اپنا 33واں جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی توفیق مل رہی ہے۔ میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کے اس جلسہ کو آپ کے لئے روحانی فیوض و برکات کا ذریعہ بنائے۔ آپ اپنے اندر نیک اور پاک روحانی تبدیلی پیدا کرنے والے ہوں۔

یاد رکھیں کہ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جماعت کا قیام اس لئے فرمایا ہے کہ اس میں داخل ہونے والے اپنے اخلاق اور اعمال اور تقویٰ میں ترقی کریں تا کہ خدا تعالیٰ کی نصرت اور محبت کا فیض ان کو حاصل ہو۔ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں:

"خدا اس جماعت کو ایک ایسی قوم بنانا چاہتا ہے جس کے نمونہ سے لوگوں کو خدا یاد آوے اور جو تقویٰ اور طہارت کے اوّل درجہ پر قائم ہوں اور جنہوں نے درحقیقت دین کو دنیا پر مقدم کرلیا۔" (روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 78)

نیز فرمایا: "تم جو میرے ساتھ ایک سچا تعلق پیدا کرتے ہو۔ اس سے یہی غرض ہے کہ تم اپنے اخلاق میں، عادات میں ایک نمایاں تبدیلی کرو جو دوسروں کے لئے ہدایت اور سعادت کا موجب ہو"۔

(ملفوظات جلد 1 صفحہ 151)

پس جماعت احمدیہ کے قیام کے یہ اغراض و مقاصد ہیں۔ آپ میں سے ہر احمدی کو یہ مقاصد ہر وقت اپنے مدّ نظر رکھنے چاہئیں۔ اخلاق میں اور عادات میں پاک تبدیلیاں پیدا کریں۔ عبادات کے اعلیٰ معیار قائم کریں۔ آپس میں پیار و محبت کی فضا قائم کریں۔ اپنے جذبات نفس سے پاک ہونے اور نفسانیت اور اپنی اَناؤں کو چھوڑ کر خدا تعالیٰ کے ارادوں کے اندر چلنے کے لئے جد و جہد کریں۔ اپنا ایسا نمونہ پیش کریں جس سے جماعت کا وقار قائم ہو۔ کیونکہ آپ نے اس زمانہ کے امام کو مانا ہے اور آپ کے اعمال کا اثر آپ کی اپنی ذات تک محدود نہیں بلکہ حضرت مسیح موعودؑ بلکہ خدا کی ذات تک پہنچتا ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

"میں پھر ایک بار ان لوگوں کو مخاطب کر کے کہتا ہوں جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور وہ تعلق کوئی عام تعلق نہیں بلکہ بہت زبردست تعلق ہے اور ایسا تعلق ہے جس کا اثر نہ صرف میری ذات تک بلکہ اس ہستی تک پہنچتا ہے جس نے مجھے بھی اس برگزیدہ انسانِ کامل کی ذات تک پہنچایا ہے جو دنیا میں صداقت اور راستی کی روح لے کر آیا ہے۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ اگر ان باتوں کا اثر میری یہی ذات تک پہنچتا تو مجھے کچھ اندیشہ اور فکر نہ تھا اور نہ ان کی پرواہ تھی۔ مگر اس پر بس نہیں ہوتی۔ اس کا اثر ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور خود خدائے تعالیٰ کی برگزیدہ ذات تک پہنچ جاتا ہے۔ ...... اس سے زیادہ اور میں کچھ نہیں کہتا کہ تم لوگ ایک ایسے شخص کے ساتھ پیوند رکھتے ہو جو مامور من اللہ ہے۔ پس اُس کی باتوں کو دل کے کانوں سے سنو اور اس پر عمل کرنے کے لئے ہمہ تن تیار ہو جاؤ تا کہ اُن لوگوں میں سے نہ ہو جاؤ جو اقرار کے بعد انکار کی نجاست میں گِر کر ابدی عذاب خرید لیتے ہیں" (ملفوظات جلد 1 صفحہ 104 تا 105)

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی جماعت کے وقار کو قائم رکھنے کی ہر دم کوشش کریں۔ اپنی اَناؤں کو ختم کریں اور محض لِلّٰہ کام کریں۔ اپنے نیک عملی نمونہ سے اسلام احمدیت کی تبلیغ کریں۔ آپ کا نیک نمونہ ہی ہے جس کو دیکھ کر لوگ اسلام احمدیت کی طرف آئیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ کا ایک عظیم انعام خلافت کی صورت میں آپ کو عطا ہوا ہے جس کی برکت سے آپ وحدت کی لڑی میں پروئے

باقی صفحہ نمبر 17 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

انشاء اللہ تعالیٰ تین چار دن تک رمضان المبارک کا مہینہ شروع ہونے والا ہے۔ ان دنوں میں روزے لمبے دن ہونے کی وجہ سے گرم ممالک میں بڑے سخت بھی ہوتے ہیں لیکن اس کے باوجود ہر صحت مند بالغ پر یہ فرض ہیں۔ ہاں بعض حالات میں روزے رکھنے میں سہولت بھی دی گئی ہے۔

اسلام کے جو بنیادی رکن ہیں ان کے مسائل کا علم ہونا ضروری ہے۔ اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا ہے اور حَکَم اور عدل بنا کر بھیجا ہے جنہوں نے اسلام کی تعلیم پر بنیاد رکھتے ہوئے ہر معاملے کا فیصلہ کرنا تھا اور کیا اور ہر مسئلے کا حل بتانا تھا اور بتایا۔ پس اس لحاظ سے اس زمانے میں ہمیں اپنے مسائل کا حل اور علم میں اضافے کے لئے آپ علیہ السلام کی طرف دیکھنے کی ضرورت ہے۔ ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ اس زمانے میں شرعی احکامات کے بارے میں آپ علیہ السلام کا حکم یا نظریہ ہی ہمارے لئے اس مسئلے کا فقہی حل اور فیصلہ ہے۔

قرآن و حدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات و ہدایات کی روشنی میں رمضان المبارک کے آغاز، سحری و افطاری، مسافر اور مریض کے روزہ، فدیہ رمضان، روزہ رکھنے کی عمر، نماز تہجد و تراویح وغیرہ کے مسائل کا تذکرہ

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 03/جون 2016ء بمطابق 03 احسان 1395 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن۔ لندن۔

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

انشاء اللہ تعالیٰ تین چار دن تک رمضان المبارک کا مہینہ شروع ہونے والا ہے۔ ان دنوں میں روزے لمبے دن ہونے کی وجہ سے گرم ممالک میں بڑے سخت بھی ہوتے ہیں لیکن اس کے باوجود ہر صحت مند بالغ پر یہ فرض ہیں۔ ہاں بعض حالات میں روزے رکھنے میں سہولت بھی دی گئی ہے۔ ان گرم ممالک میں بھی بعض مزدوروں کو یا بعض اور شرائط ہیں کہ اگر ایسے حالات ہوں کہ وہ روزے نہ رکھ سکیں تو سہولت ہے۔ اسی طرح بعض ممالک جہاں آجکل بائیس تیئس گھنٹے کا دن ہے اور صرف ڈیڑھ دو گھنٹے کی رات ہے، وہ بھی رات نہیں بلکہ روشنی ہی رہتی ہے یا جُھٹ پٹے کا وقت رہتا ہے اس لئے وہاں کی جماعتوں کو بتا دیا گیا ہے کہ وقت کے اندازے کے مطابق اپنی سحری اور افطاری کے وقت مقرر کر لیں جو آجکل اکثر جگہ قریبی ملکوں کے اوقات پر محمول کر کے یا ان کے اوقات کا اندازہ رکھتے ہوئے تقریباً اٹھارہ انیس گھنٹے کا روزہ ہو گا۔ ان ملکوں میں اگر اس طرح نہ کیا جائے تو سحری اور افطاری کا کوئی وقت ہی نہیں ہو گا۔ نہ تہجد پڑھی جا سکے گی نہ ہی عشاء اور فجر کی نمازوں کے اوقات معین ہو سکیں گے۔ بہرحال ان علاقوں میں جو جماعتیں ہیں وہ اس کے مطابق عمل کرتی ہیں، کس طرح انہوں نے ایڈجسٹ کرنا ہے۔

روزے اسلام کے بنیادی رکنوں میں سے ہیں اور انہیں پورا کرنا بھی ضروری ہے۔ روزوں کے متعلق بعض چھوٹے چھوٹے سوال بھی اٹھتے ہیں۔ سحری کے وقت کے متعلق، افطاری کے متعلق، بیماری کے متعلق، مسافر کے متعلق، اس طرح مختلف سوال ہوتے ہیں۔ جماعت میں اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ ہر سال لاکھوں لوگ مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں سے بھی اور غیر مذاہب میں سے بھی شامل ہوتے ہیں۔ مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں بھی بعض احکامات کے بارے میں مختلف فقہی نظریات ہیں۔ ان نظریات کے ساتھ جب وہ جماعت میں آتے ہیں تو بعض باتیں ان میں بے چینیاں پیدا کر دیتی ہیں۔ بعض وضاحتیں وہ لوگ چاہتے ہیں۔ بعض تفصیلات چاہتے ہیں یا بعض سوال اٹھاتے ہیں۔ اسی طرح بعض غیر مذاہب سے آنے والے بالکل ہی بعض چیزوں کا علم نہیں رکھتے بلکہ ان کو علم ہوتا ہی نہیں وہ تو نئے طور پہ سیکھ رہے ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کے لئے اسلام کے بنیادی جو رکن ہیں ان کے مسائل کا علم ہونا ضروری ہے۔

اس زمانے میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بھیجا ہے اور حَکَم اور عدل بنا کر بھیجا ہے جنہوں نے اسلام کی تعلیم پر بنیاد رکھتے ہوئے ہر معاملے کا فیصلہ کرنا تھا اور کیا اور ہر مسئلے کا حل بتانا تھا اور بتایا۔ پس اس لحاظ سے اس زمانے میں ہمیں اپنے مسائل کا حل اور علم میں اضافے کے لئے آپ علیہ السلام کی طرف دیکھنے کی ضرورت ہے۔

اس وقت روزوں کے حوالے سے جیسا کہ میں نے کہا سوال اٹھتے رہتے ہیں بعض سوالوں کے جواب یا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ان کے بارے میں کیا مؤقف تھا یا کیا آپ نے حکم فرمایا۔ کیا آپ کا فتویٰ تھا۔ ان کے بارے میں بیان کروں گا۔

ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ اس زمانے میں شرعی احکامات کے بارے میں آپ علیہ السلام کا حکم یا نظریہ ہی ہمارے لئے اس مسئلے کا فقہی حل اور فیصلہ ہے۔

پہلی بات تو ہمیشہ یہ یاد رکھنی چاہئے کہ اسلام پر عمل کی بنیاد تقویٰ ہے۔ اس لئے تقویٰ کو سامنے رکھتے ہوئے روزوں کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس ارشاد کو سامنے رکھیں کہ ''اپنے روزوں کو خدا کے لئے صدق کے ساتھ پورے کرو۔'' (کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 15)

بعض لوگ یہ سوال کرتے ہیں مثلاً رمضان کے بارے میں مختلف بچے بھی سوال کرتے ہیں کہ رمضان اور عید وغیرہ جو ہیں ہم غیر احمدی مسلمانوں سے مختلف وقت میں کیوں پڑھتے ہیں یا کیوں شروع کرتے ہیں۔ اوّل تو یہ کوئی اصول نہیں کہ ہمارے رمضان شروع کرنے کے دن اور عید کا دن ضرور مختلف ہو۔ اور نہ ہی ہم جان بوجھ کر اس میں اختلاف کرتے ہیں۔ کئی ایسے بھی سال آئے ہیں اور آتے ہیں کہ ہمارے اور دوسرے مسلمانوں کے روزے اور عید ایک ہی دن ہوتے ہیں۔ پاکستان میں اور مسلمان ممالک میں جہاں رؤیت ہلال کمیٹیاں حکومت کی طرف سے بنی ہوئی ہیں جب وہ یہ اعلان کرتی ہیں کہ چاند نظر آ گیا ہے اور گواہوں کی موجودگی ہے تو ہم احمدی مسلمان بھی اس کے مطابق اپنے روزے رکھتے ہیں اور روزے ہمارے ختم بھی اس کے مطابق ہوتے ہیں اور عید بھی اس کے مطابق منائی جاتی ہے۔

اِن ملکوں میں جو مغربی ممالک ہیں، یورپین ممالک ہیں نہ ہی حکومت کی طرف سے کسی رؤیت ہلال کا انتظام ہے اور نہ ہی اس کا اعلان کیا جاتا ہے۔ اس لئے ہم چاند نظر آنے کے واضح امکان کو سامنے رکھتے ہوئے روزے شروع کرتے ہیں اور عید کرتے ہیں۔ ہاں اگر ہمارا اندازہ غلط ہو اور چاند پہلے نظر آ جائے تو پھر عاقل بالغ گواہوں کی گواہی کے ساتھ، مومنوں کی گواہی کے ساتھ کہ انہوں نے چاند دیکھا ہے پہلے بھی رمضان شروع کیا جا سکتا ہے۔ ضروری نہیں کہ جو ایک چارٹ بن گیا ہے اس کے مطابق ہی رمضان شروع ہو۔ لیکن واضح طور پر چاند نظر آنا چاہئے۔ اس کی رؤیت ضروری ہے۔ لیکن یہ کہنا کہ ہم ضرور غیر احمدی مسلمانوں کے اعلان پر بغیر چاند دیکھے روزے شروع کر دیں اور عید کر لیں یہ چیز غلط ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس بات کو اپنی ایک کتاب سرمہ چشم آریہ میں بھی بیان فرمایا۔ حساب کتاب کو یا اندازے کو ردّ نہیں فرمایا۔ یہ بھی ایک سائنسی علم ہے لیکن رؤیت کی فوقیت بیان فرمائی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

''خدائے تعالیٰ نے احکام دین سہل و آسان کرنے کی غرض سے عوام الناس کو صاف اور سیدھا راہ بتلایا ہے اور ناحق کی دقّتوں اور پیچیدہ باتوں میں نہیں ڈالا۔ مثلاً روزہ رکھنے کے لئے یہ حکم نہیں دیا کہ تم جب

تک قواعد ظنّیہ نجوم کے رو سے یہ معلوم نہ کرو کہ چاند انتیس کا ہوگا یا تیس کا۔ تب تک رؤیت کا ہرگز اعتبار نہ کرو۔'' (یعنی جو قواعد سائنسدانوں کی طرف سے اندازے کے مطابق بنائے گئے ہیں۔ جو فلکیات کا یا ستاروں کا علم رکھتے ہیں انہوں نے جو قواعد بنائے ہیں ضروری نہیں کہ ان قواعد کی پابندی کی جائے اور اگر ان کے اندازے یہ کہتے ہیں کہ چاند انتیس کا ہوگا یا تیس کا تو اس کے مطابق عمل کرو اور چاند کو دیکھنے کی کوشش نہ کرو۔ رؤیت کا ہرگز اعتبار نہ کرو یہ غلط ہے۔ آپ نے فرمایا کہ جب تک یہ نہیں ہوتا رؤیت کا ہرگز اعتبار نہ کرو) اور آنکھیں بند رکھو کیونکہ ظاہر ہے کہ خواہ نخواہ اعمال دقیقہ نجوم کو عوام الناس کے گلے کا ہار بنانا یہ ناحق کا حرج اور تکلیف مالا یطاق ہے۔'' (بلاوجہ اسی بات پہ عمل کرنا کہ کیونکہ ہمیں اندازے یہ بتا رہے ہیں اس لئے اس کے علاوہ ہم اور کچھ نہیں کریں گے یہ بلاوجہ کی ایک تکلیف ہے۔) فرمایا کہ ''اور یہ بھی ظاہر ہے کہ ایسے حسابوں کے لگانے میں بہت سی غلطیاں واقع ہوتی رہتی ہیں۔ سو یہ بڑی سیدھی بات (ہے) اور عوام کے مناسب حال ہے کہ وہ لوگ محتاج منجم و ہیئت دان نہ رہیں (یعنی صرف ستاروں اور اجرام فلکی کا علم رکھنے والوں کے محتاج نہ رہیں) اور چاند کے معلوم کرنے میں کہ کس تاریخ نکلتا ہے اپنی رؤیت پر مدار رکھیں۔ صرف علمی طور پر اتنا سمجھ رکھیں کہ تیس کے عدد سے تجاوز نہ کریں۔ (چاند کو دیکھنا ضروری ہے۔ اگر دیکھنے کی کوشش کی جائے اور نظر نہ آئے تو پھر جو حساب کتاب ہے اس پہ بھی انحصار کیا جا سکتا ہے اور اس بات پہ بھی انحصار ہو کہ تیس دن سے زیادہ اوپر نہ جائیں۔ اور فرمایا کہ) اور یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ حقیقت میں عند العقل رؤیت کو قیاسات ریاضیہ پر فوقیت ہے۔ (عقل بھی یہ کہتی ہے کہ جو آنکھوں سے دیکھنا ہے اس کو صرف حسابی اندازے جو ہیں ان اندازوں پر بہرحال فوقیت ہے۔) فرمایا کہ آخر حکمائے یورپ نے بھی جب رؤیت کو زیادہ تر معتبر سمجھا تو اس نیک خیال کی وجہ سے بتائید قوت باصرہ طرح طرح کے آلات دوربینی و خوردبینی ایجاد کئے۔'' (سرمہ چشم آریہ، روحانی خزائن جلد 2 صفحہ 193-192)۔ جو یورپ کے پڑھے لکھے لوگ ہیں، عقلمند لوگ ہیں، سائنسدان ہیں انہوں نے اس بات کو معتبر سمجھتے ہوئے کہ دیکھنا جو ہے وہ بہرحال زیادہ اعلیٰ چیز ہے، اس خیال کی وجہ سے اپنے آلات بنائے ہیں۔ دُوربینیں بنائی ہیں جن کے ذریعہ سے وہ اجرام فلکی کو دیکھتے ہیں۔

جیسا کہ مَیں نے کہا بعض دفعہ حساب میں غلطی بھی ہو سکتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی فرمایا اور اگر غلطی ہو جائے مثلاً اگر چاند ایک دن پہلے نظر آنا ثابت ہو جائے تو پھر کیا کیا جائے کیونکہ اس کا مطلب ہے ایک روزہ چھوٹ گیا۔ ہم نے ایک دن بعد شروع کیا اور چاند اس سے پہلے نظر آ گیا اور ثابت بھی ہو گیا کہ نظر آ گیا تھا۔ اس بارے میں ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں سوال پیش ہوا۔ سیالکوٹ سے ایک دوست نے دریافت کیا کہ یہاں چاند منگل کی شام کو نہیں دیکھا گیا بلکہ بدھ کو دیکھا گیا ہے جبکہ رمضان بدھ کو شروع ہو چکا تھا۔ عام طور پر اس علاقے میں ہر جگہ اس واسطے پہلا روزہ جمعرات کو رکھا گیا۔ اس نے پوچھا کہ روزہ تو بدھ کو رکھا جانا چاہئے تھا۔ ہمارے ہاں پہلا روزہ جمعرات کو رکھا گیا۔ اب کیا کرنا چاہئے؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کے عوض میں ماہ رمضان کے بعد ایک روزہ رکھنا چاہئے۔ (ملفوظات جلد 9 صفحہ 437۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)۔ جو روزہ چھوٹ گیا وہ رمضان کے بعد پورا کرو۔

اسی طرح سحری کھانے کا معاملہ ہے۔ سحری کھا کر روزہ رکھنا ضروری ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ہمیں یہی حکم دیا ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ روزے کے دنوں میں سحری کھایا کرو کیونکہ سحری کھا کر روزہ رکھنے میں برکت ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الصوم باب برکة السحور ...... الخ حدیث 1923)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی اس کی پابندی فرمایا کرتے تھے۔ خود بھی اور جو اپنے جماعت کے احباب افراد تھے ان کو بھی کہا کرتے تھے کہ سحری ضروری ہے۔ اسی طرح جو مہمان قادیان میں آیا کرتے تھے ان کے لئے بھی سحری کا باقاعدہ انتظام ہوا کرتا تھا بلکہ بڑا اہتمام ہوا کرتا تھا۔

اس بارے میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر کرتے ہیں کہ منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ میں قادیان میں مسجد مبارک سے ملحق کمرے میں ٹھہرا کرتا تھا۔ میں ایک دفعہ سحری کھا رہا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام تشریف لے آئے۔ آپ نے سحری کھاتے دیکھ کر فرمایا کہ آپ دال سے روٹی کھاتے ہیں؟ (سحری کے وقت دال روٹی کھا رہے تھے) اور اسی وقت منتظم کو بلوایا اور فرمانے لگے کہ سحری کے وقت دوستوں کو ایسا کھانا دیتے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ یہاں ہمارے جس قدر احباب ہیں وہ سفر میں نہیں (ہیں۔ یہاں ٹھہرے ہوئے ہیں۔ روزے رکھ رہے ہیں۔) ہر ایک سے معلوم کرو کہ ان کو کیا کیا کھانے کی عادت ہے اور وہ سحری کو کیا کیا چیز پسند کرتے ہیں۔ ویسا ہی کھانا ان کے لئے تیار کیا جائے۔ پھر منتظم میرے لئے اور کھانا لایا مگر میں کھا چکا تھا اور اذان بھی ہو گئی تھی۔ حضور نے فرمایا کہ کھالو۔ اذان جلدی دی گئی ہے۔ اس کا خیال نہ کرو۔''

(سیرت المہدی جلد 2 حصہ چہارم صفحہ 127 روایت نمبر 1163)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ نماز تہجد پڑھنا اور سحری کھانے کے بارے میں ایک روایت بیان فرماتے ہوئے حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں کہ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ 1895ء میں مجھے تمام ماہ رمضان قادیان میں گزارنے کا اتفاق ہوا اور میں نے تمام مہینہ حضرت صاحب کے پیچھے نماز تہجد یعنی تراویح ادا کی۔ آپ کی یہ عادت تھی کہ وتر اوّل شب میں پڑھ لیتے تھے اور نماز تہجد آٹھ رکعت دو دو رکعت کر کے آخر شب میں ادا فرماتے تھے جس میں آپ ہمیشہ پہلی رکعت میں آیت الکرسی تلاوت فرماتے تھے۔ یعنی اَللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ سے وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ تک۔ اور دوسری رکعت میں سورۃ اخلاص کی قراءت فرماتے تھے اور رکوع و سجود میں يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اسْتَغِيْثُ اکثر پڑھتے تھے اور ایسی آواز سے پڑھتے تھے کہ آپ کی آواز میں سن سکتا تھا۔ نیز آپ ہمیشہ سحری نماز تہجد کے بعد کھاتے تھے اور اس میں اتنی تاخیر فرماتے تھے کہ بعض دفعہ کھاتے کھاتے اذان ہو جاتی تھی اور آپ بعض اوقات اذان کے ختم ہونے تک کھانا کھاتے رہتے تھے۔'' حضرت میاں بشیر احمد صاحب فرماتے ہیں کہ ''خاکسار عرض کرتا ہے دراصل مسئلہ تو یہ ہے کہ جب تک صبح صادق افق مشرق سے نمودار نہ ہو جائے سحری کھانا جائز ہے۔ اذان کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ کیونکہ صبح کی اذان کا وقت بھی صبح صادق کے ظاہر ہونے پر مقرر ہے۔ اس لئے لوگ عموماً بعض جگہوں پہ سحری کی حد اذان ہونے کو سمجھ لیتے ہیں۔ قادیان میں چونکہ صبح کی اذان صبح صادق کے پھوٹتے ہی ہو جاتی ہے بلکہ ممکن ہے کہ بعض اوقات غلطی اور بے احتیاطی سے اس سے بھی قبل ہو جاتی ہو۔ اس لئے ایسے موقعوں پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اذان کا چنداں خیال نہ فرماتے تھے اور صبح صادق کے تبیّن تک سحری کھاتے رہتے تھے اور دراصل شریعت کا منشاء بھی اس معاملے میں یہ نہیں ہے کہ جب علمی اور حسابی طور پر صبح صادق کا آغاز ہو اس کے ساتھ ہی کھانا ترک کر دیا جاوے بلکہ منشاء یہ ہے کہ جب عام لوگوں کی نظر میں صبح صادق کی سفیدی ظاہر ہو جائے اس وقت کھانا چھوڑ دیا جائے۔ چنانچہ تبیّن کا لفظ اسی بات کو ظاہر کر رہا ہے۔ حدیث میں بھی آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بلال کی اذان پر سحری نہ چھوڑا کرو بلکہ ابن مکتوم کی اذان تک بیشک کھاتے پیتے رہا کرو کیونکہ ابن مکتوم نابینا تھے اور جب تک لوگوں میں شور نہ پڑ جاتا تھا کہ صبح ہو گئی ہے، صبح ہو گئی۔ اس وقت تک اذان نہ دیتے تھے۔'' (سیرۃ المہدی جلد اول حصہ دوم روایت نمبر 320 صفحہ 296-295)

گزشتہ سال ایک دوست کو مَیں نے کہا تھا کہ آپ زیادہ دیر تک سحری کھاتے رہتے ہیں۔ اس بات پر انہوں نے شاید میری بات سن کے دوبارہ روزے رکھ لئے۔ لیکن اگر یہ وقت جو تھا اس وقت سے آگے نہیں لے کر گئے تھے پھر تو ٹھیک ہے۔ روزے رکھنے میں کوئی حرج نہیں تھا۔ اور اب بھی ہر ایک جائزہ لے سکتا ہے۔ یہاں تو اذانیں نہیں ہوتیں۔ صبح صادق کو دیکھنا ضروری ہے۔ جب پو پھٹتی ہے یعنی جب دھاری نمودار ہوتی ہے تو اس وقت تک سحری کھائی جا سکتی ہے۔

سحری پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مہمان نوازی کی ایک اور مثال بھی ہے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ تحریر کرتے ہیں کہ اہلیہ صاحبہ ڈاکٹر خلیفہ رشید الدین صاحب مرحوم نے بواسطہ لجنہ اماء اللہ قادیان بذریعہ تحریر بیان کیا ہے کہ 1903ء کا ذکر ہے کہ مَیں اور ڈاکٹر صاحب مرحوم رُڑکی سے آئے۔ چار دن کی رخصت تھی۔ حضور نے پوچھا کہ سفر میں تو روزہ نہیں تھا؟ ہم نے کہا: نہیں۔ حضور نے ہمیں گلابی کمرہ رہنے کو دیا۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا ہم روزہ رکھیں گے۔ آپ نے فرمایا بہت اچھا۔ پھر فرمایا کہ آپ سفر میں ہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا حضور! چند روز قیام کرنا ہے۔ دل چاہتا ہے روزہ رکھوں۔ آپ نے فرمایا کہ اچھا! ہم آپ کو کشمیری پراٹھے کھلائیں گے۔ ہم نے خیال کیا کہ کشمیری پراٹھے خدا جانے کیسے ہوں گے۔ جب سحری کا وقت ہوا اور ہم تہجد اور نوافل سے فارغ ہوئے اور کھانا آیا تو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خود گلابی کمرے میں تشریف لائے (جو کہ مکان کی نچلی منزل میں تھا۔) حضرت مولوی عبدالکریم صاحب مکان کے اوپر والی تیسری منزل پر رہا کرتے تھے۔ ان کی بڑی اہلیہ کریم بی بی صاحبہ جن کو مولویانی کہا کرتے تھے کشمیری تھیں اور پراٹھے اچھے پکایا کرتی تھیں۔ حضور نے یہ پراٹھے ان سے ہمارے واسطے پکوائے تھے۔ پراٹھے گرما گرم اوپر سے آتے تھے اور حضور علیہ السلام خود لے کر ہمارے آگے رکھتے تھے اور فرماتے تھے۔ اچھی طرح کھاؤ۔ مجھے تو شرم آتی تھی اور ڈاکٹر صاحب بھی شرمسار تھے مگر ہمارے دلوں پر جو اثر حضور کی شفقت اور عنایت کا تھا اس سے رُوئیں رُوئیں میں خوشی کا لرزہ پیدا ہو رہا تھا۔ اتنے میں اذان ہو گئی تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اور کھاؤ۔ ابھی بہت وقت ہے۔ فرمایا قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: كُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ (البقرۃ: 188)۔ اس پر لوگ عمل نہیں کرتے۔ آپ کھائیں ابھی بہت وقت ہے مؤذن نے وقت سے پہلے اذان دے دی ہے۔ (پھر کہتی ہیں) جب تک ہم کھاتے رہے حضور کھڑے رہے اور ٹہلتے رہے۔ ہر چند ڈاکٹر صاحب نے عرض کیا کہ حضور تشریف رکھیں میں خود خادمہ سے پراٹھے پکڑ لوں گا یا میری بیوی لے لیں مگر حضور نے نہ مانا اور ہماری خاطر تواضع میں لگے رہے۔ اس کھانے میں سالن بھی تھا اور دودھ سویاں وغیرہ بھی۔ (سیرۃ المہدی جلد 2 حصہ پنجم صفحہ 202-203 روایت نمبر 1320)

بیشک اچھا کھانا تو کھائیں لیکن اس میں بھی اعتدال ہونا چاہئے۔ روزہ رکھ کر یہ احساس بھی ہونا چاہئے کہ ہم نے روزہ رکھنا ہے اور رکھا ہے۔ چنانچہ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالے سے بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یُرِیْدُ اللّٰہُ بِکُمُ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیْدُ بِکُمُ الْعُسْرَ۔ ہم یہ برداشت نہیں کر سکتے تھے کہ تم ایمان لاؤ اور پھر تنگیوں میں بسر کرو۔ اس لئے ہم نے روزے فرض کئے۔ (اللہ تعالیٰ یہ فرماتا ہے) تا تمہاری تنگیاں دُور ہوں۔ یہ ایسا نکتہ ہے جو مومن کو مومن بناتا ہے۔ (یہ نکتہ بڑا یاد رکھنے والا ہے کہ تمہارے لئے آسانی چاہتا ہے، تنگی نہیں چاہتا۔ اور اس کی وضاحت کیا ہے۔) یہ ایسا نکتہ ہے جو مومن کو مومن بناتا ہے اور جو یہ ہے کہ روزے میں بھوکا رہنا یا دین کے لئے قربانی کرنا انسان کے لئے کسی نقصان کا موجب نہیں بلکہ سراسر فائدے کا باعث ہے۔ جو یہ خیال کرتا ہے کہ رمضان میں انسان بھوکا رہتا ہے وہ قرآن کی تکذیب کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم بھوکے تھے ہم نے رمضان مقرر کیا تا تم روٹی کھاؤ۔ پس معلوم ہوا کہ روٹی یہی ہے جو خدا تعالیٰ کھلاتا ہے اور اصل زندگی اسی سے ہے۔ اس کے سوا جو روٹی ہے وہ روٹی نہیں پتھر ہیں جو کھانے والے کے لئے ہلاکت کا موجب ہیں۔ مومن کا فرض ہے کہ جو لقمہ اس کے منہ میں جائے اس کے متعلق پہلے دیکھے کہ وہ کس کے لئے ہے۔ اگر تو وہ خدا کے لئے ہے تو وہی روٹی ہے اور اگر نفس کے لئے ہے تو وہ روٹی نہیں۔‘‘

پس سحری اگر اللہ تعالیٰ کے حکم سے کھائی جا رہی ہے تو اگر اچھی بھی کھائی جا رہی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی خاطر ہے اور وہ جس طرح کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس میں برکت ہے۔ اور پھر اگر پیٹ بھرنا ہے اور اچھی خوراک کھانا ہے اور مزہ لینا ہے تو پھر وہ نفس کے لئے ہے۔ پھر آگے حضرت مصلح موعود نے وضاحت کی ہے کہ ’’جو کپڑا خدا کے لئے پہنا جائے وہی لباس ہے۔ جو نفس کے لئے پہنا جاتا ہے وہ ننگا ہے۔ دیکھو کیسے لطیف پیرائے میں بتایا کہ جب تک خدا کے لئے تکالیف اور مصائب برداشت نہ کرو تم سہولت نہیں اٹھا سکتے۔ اس سے ان لوگوں کے خیال کا بھی اِبطال ہو جاتا ہے جو بقول حضرت مسیح موعود علیہ السلام رمضان کو موٹے ہونے کا ذریعہ بنا لیتے ہیں۔ (بعض لوگ ایسے ہیں جن کے وزن رمضان میں کم ہونے کے بجائے بڑھ جاتے ہیں۔) حضور علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ بعض لوگوں کے لئے تو رمضان ایسا ہی ہوتا ہے جیسے گھوڑے کے لئے خوید۔ (یعنی گندم اور جَو کی اچھی اعلیٰ خوراک ہوتی ہے۔) وہ لوگ جو ہیں ان دنوں میں خوب گھی، مٹھائیاں اور مرغن اغذیہ کھاتے ہیں اور اسی طرح موٹے ہو کر نکلتے ہیں جس طرح خوید کے بعد گھوڑا۔ یہ چیز بھی رمضان کی برکت کو کم کرنے والی ہے۔

(ماخوذ از تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 396-395)

اب ایک طرف حکم ہے کہ سحری کھاؤ اس میں برکت ہے۔ افطاری کرو اس میں برکت ہے۔ لیکن دوسری طرف اگر صرف کھانا ہی مقصد ہو تو ایک یہ چیز اس برکت کو کم بھی کر دیتی ہے۔ پس اعتدال ضروری ہے۔ اچھا کھاؤ لیکن اعتدال کے ساتھ۔

سفر اور بیماری میں روزہ جائز نہیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک جگہ فرماتے ہیں ’’مجھے خوب یاد ہے کہ غالباً مرزا یعقوب بیگ صاحب جو آجکل غیر مبائع ہیں اور ان کے لیڈروں میں سے ہیں ایک دفعہ باہر سے آئے۔ عصر کا وقت تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے زور دیا کہ روزہ کھول دیں اور فرمایا سفر میں روزہ جائز نہیں۔ اسی طرح ایک دفعہ بیماریوں کا ذکر ہوا تو فرمایا۔ ہمارا یہی مذہب ہے کہ رخصتوں سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ دین سختی نہیں بلکہ آسانی سکھاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے تھے وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ بیمار اور مسافر اگر روزہ رکھ سکے تو رکھ لے، ہم اس کو درست نہیں سمجھتے۔ اس سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے محی الدین ابن عربی کا قول بیان کیا کہ سفر اور بیماری میں روزہ رکھنا آپ جائز نہیں سمجھتے تھے اور ان کے نزدیک ایسی حالت میں رکھا ہوا روزہ دوبارہ رکھنا چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ سن کر فرمایا ہاں ہمارا بھی یہی عقیدہ ہے۔ (خطباتِ محمود جلد 13 صفحہ 37)

حضرت مصلح موعودؓ نے ایک اور موقع پر فرمایا جبکہ آپ خطاب فرما رہے تھے کہ مجھے ایک سوال پیش کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے روزے کے متعلق یہ فتویٰ دیا ہے کہ ’’مریض اور مسافر اگر روزہ رکھیں گے تو ان پر حکم عدولی کا فتویٰ لازم آئے گا‘‘ اور حضرت مصلح موعود کو انہوں نے کہا ہے کہ الفضل میں یہ اعلان آپ کی طرف سے شائع کیا گیا ہے کہ احمدی احباب جو سالانہ جلسے پر آئیں وہ یہاں آ کر روزے رکھ سکتے ہیں۔ (جلسہ سالانہ کے دنوں میں رمضان آ گیا تھا اور جلسہ انہی دنوں میں ہوا لیکن جنہوں نے روزے رکھنے تھے وہ روزے بھی رکھتے رہے۔) مگر جو نہ رکھیں اور بعد میں رکھیں ان پر بھی کوئی اعتراض نہیں۔ (یہ اعلان شائع ہوا ہے۔) اس کے متعلق حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں کہ ’’اوّل تو میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میرا کوئی فتویٰ الفضل میں شائع نہیں ہوا۔ ہاں ایک فتویٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا میری روایت سے چھپا ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ زمانہ خلافت کے پہلے ایام میں سفر میں روزہ رکھنے سے مَیں منع کیا کرتا تھا کیونکہ مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا تھا کہ آپ مسافر کو روزہ رکھنے کی اجازت نہ دیتے تھے۔ ایک دفعہ میں نے دیکھا کہ مرزا ایوب بیگ صاحب رمضان میں آئے اور انہوں نے روزہ رکھا ہوا تھا لیکن عصر کے وقت جبکہ وہ آئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ کہہ کر روزہ کھلوا دیا کہ سفر میں روزہ رکھنا ناجائز ہے۔ اس پر اتنی لمبی بحث اور گفتگو ہوئی جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے سمجھا کہ شاید کسی کو ٹھوکر نہ لگ جائے۔ اس لئے آپ نے ابن عربی کا قول پیش کیا کہ وہ بھی یہی کہتے ہیں۔ حضرت مصلح موعود کہتے ہیں اس واقعہ کا مجھ پر یہ اثر تھا کہ میں سفر میں روزہ رکھنے سے روکتا تھا۔ اتفاق ایسا ہوا کہ ایک رمضان میں مولوی عبداللہ سنوری صاحب یہاں رمضان گذارنے کے لئے آئے تو انہوں نے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ باہر سے آنے والوں کو روزہ رکھنے سے منع کرتے ہیں۔ مگر میری روایت ہے کہ یہاں ایک صاحب آئے اور انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے عرض کیا کہ مجھے یہاں ٹھہرنا ہے اس دوران میں روزے رکھوں یا نہ رکھوں؟ (پہلے دو واقعات بھی گذر چکے ہیں کہ مسافر قادیان میں آ کے روزے رکھتے رہے تھے۔) اس پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ہاں آپ روزے رکھ سکتے ہیں کیونکہ قادیان احمدیوں کے لئے وطن ثانی ہے۔ (حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں) گو مولوی عبداللہ صاحب مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بڑے مقرب تھے مگر میں نے صرف ان کی روایت کو قبول نہیں کیا۔ اور لوگوں کی بھی اس بارے میں شہادت لی تو معلوم ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام قادیان کی رہائش کے ایام میں روزہ رکھنے کی اجازت دیتے تھے۔ البتہ آنے اور جانے کے دن روزہ رکھنے کی اجازت نہ دیتے تھے۔ اس وجہ سے مجھے پہلا خیال بدلنا پڑا۔ پھر جب اس دفعہ رمضان میں سالانہ جلسہ آنے والا تھا اور سوال اٹھا کہ آنے والوں کو روزہ رکھنا چاہئے یا نہیں تو ایک صاحب نے بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں جب جلسہ رمضان میں آیا تو ہم نے خود مہمانوں کو سحری کھلائی تھی۔ ان حالات میں جب مَیں نے یہاں جلسہ پر آنے والوں کو روزہ رکھنے کی اجازت دی تو یہ بھی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی فتویٰ ہے۔ پہلے علماء تو سفر میں روزہ رکھنا بھی جائز قرار دیتے رہے ہیں اور آجکل کے سفر کو تو غیر احمدی مولوی سفر ہی نہیں قرار دیتے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سفر میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔ پھر آپ نے ہی یہ بھی فرمایا کہ یہاں قادیان میں آ کے روزہ رکھنا جائز ہے۔ اب یہ نہیں ہونا چاہئے کہ ہم آپ کا ایک فتویٰ تو لے لیں اور دوسرا چھوڑ دیں۔ اس طرح تو وہی بات بن جاتی ہے جو کسی پٹھان کے متعلق مشہور ہے۔ پٹھان فقہ کے بہت پابند ہوتے ہیں۔ ایک پٹھان طالبعلم تھا جس نے فقہ میں پڑھا کہ نماز حرکت کبیرہ سے ٹوٹ جاتی ہے۔ جب اس نے حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق پڑھا کہ آپ نے ایک دفعہ حرکت کی تو کہنے لگا اوہ! رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز ٹوٹ گئی کیونکہ قدوری میں لکھا ہے کہ حرکت کبیرہ سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ (غرض یہ پٹھان یا جو بھی شخص ان مولویوں کے پڑھے ہوئے ہیں وہ اُلٹے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فتوے دینے لگ گئے۔ تو آپ فرماتے ہیں) غرض جس نے یہ فتویٰ دیا کہ سفر میں روزہ نہیں رکھنا چاہئے۔ اسی نے یہ بھی فرمایا کہ قادیان احمدیوں کا وطن ثانی ہے یہاں روزہ رکھنا جائز ہے۔ اس لئے یہاں روزہ رکھنا آپ ہی کے فتوے کے مطابق ہوا۔ گو اس کی اَور بھی وجوہات ہیں۔

(الفضل 4 جنوری 1934ء صفحہ 4-3 جلد 21 نمبر 80)

قیام کے دوران روزوں کے بارے میں حضرت سید محمد سرور شاہ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ روزوں کی بابت حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر کسی شخص نے ایک جگہ پر تین دن سے زائد اقامت کرنی ہو تو پھر وہ روزے رکھے اور اگر تین دن سے کم اقامت کرنی ہو تو روزے نہ رکھے اور اگر قادیان میں کم دن ٹھہرنے کے باوجود روزے رکھ لے تو پھر روزے دوبارہ رکھنے کی ضرورت نہیں۔

(فتاویٰ حضرت سید محمد سرور شاہ صاحب رجسٹر نمبر 5 دارالافتاء ربوہ بحوالہ فقہ المسیح صفحہ 208 باب روزہ اور رمضان)

کیونکہ قادیان وطن ثانی ہے اس میں تین دن سے کم وقت میں بھی اگر رکھنا چاہے تو رکھ سکتا ہے لیکن باقی جگہوں پر تین دن اگر قیام ہے تو روزے رکھ سکتا ہے۔

مسافر اور مریض روزہ نہ رکھیں۔ اس بارے میں ایک روایت ہے کہ حضرت اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ معلوم کر کے کہ لاہور سے ایک شخص شیخ محمد چٹّو صاحب آئے ہیں اور دوسرے احباب بھی آئے ہیں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے خُلق عظیم کی بناء پر باہر نکلے۔ غرض یہ تھی کہ باہر سیر کو نکلیں گے۔ احباب سے ملاقات کی تقریب ہو جائے گی۔ جو لوگ آئے ہیں ان سے ملاقات ہو جائے گی۔ دوسرے لوگوں کو بھی پتا لگ گیا تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام باہر تشریف لائیں گے اس لئے بہت سارے لوگ چھوٹی مسجد میں (مسجد مبارک میں) موجود تھے۔ جب حضرت اقدس اپنے دروازے سے باہر آئے تو معمول کے موافق خدام پروانہ وار آپ کی طرف دوڑے۔ آپ نے شیخ صاحب کی طرف دیکھ کر بعد سلام مسنون خیریت پوچھی کہ آپ اچھی طرح سے ہیں؟ پرانے ملنے والوں میں سے ہیں۔ اور انہوں نے بابا چٹّو جو آئے تھے انہوں نے کہا کہ بڑا شکر ہے۔ حضرت اقدس نے حکیم محمد حسین قریشی صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ یہ آپ کا فرض ہے کہ ان کو کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔ ان کے کھانے ٹھہرنے کا پورا انتظام کر دو۔ جس چیز کی ضرورت ہو مجھ سے کہو اور میاں نجم الدین کو تاکید کر دو کہ ان کے کھانے کے لئے جو مناسب ہو اور پسند

کریں وہ تیار کریں۔ حکیم صاحب نے کہا بہت اچھا۔ انشاء اللہ تکلیف نہیں ہوگی۔ اور پھر حضرت اقدس نے ان مہمان سے پوچھا کہ آپ نے روزہ تو نہیں رکھا ہوا۔ انہوں نے کہا مجھے تو روزہ ہے میں نے رکھ لیا ہے۔ یہ احمدی نہیں تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ قرآن شریف کی رخصتوں پر عمل کرنا بھی تقویٰ ہے۔ خدا تعالیٰ نے مسافر و بیمار کو دوسرے وقت رکھنے کی اجازت و رخصت دی ہے۔ اس لئے اس حکم پر بھی تو عمل رکھنا چاہئے۔ آپ نے فرمایا میں نے پڑھا ہے کہ اکثر اکابر اس طرف گئے ہیں کہ اگر کوئی حالت سفر یا بیماری میں روزہ رکھتا ہے تو یہ معصیت ہے۔ گناہ ہے۔ کیونکہ غرض تو اللہ تعالیٰ کی رضا ہے نہ اپنی مرضی اور اللہ تعالیٰ کی رضا فرمانبرداری میں ہے۔ جو حکم وہ دے اس کی اطاعت کی جاوے اور اپنی طرف سے اس پر حاشیہ نہ چڑھایا جاوے۔ اس نے تو یہی حکم دیا ہے کہ مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ۔ اس میں کوئی قید اور نہیں لگائی کہ ایسا سفر ہو یا ایسی بیماری ہو۔ مَیں سفر کی حالت میں روزہ نہیں رکھتا اور ایسا ہی بیماری کی حالت میں۔ چنانچہ آج بھی میری طبیعت اچھی نہیں تو مَیں نے روزہ نہیں رکھا۔ چلنے پھرنے سے بیماری میں کچھ کمی ہوتی ہے اس لئے باہر جاؤں گا۔ (ان مہمان سے پوچھا) کیا آپ بھی چلیں گے؟ بابا چٹُّو نے کہا نہیں، میں تو نہیں جا سکتا۔ آپ ہو آئیں۔ یہ حکم تو بیشک ہے مگر سفر میں کوئی تکلیف نہیں پھر کیوں روزہ نہ رکھا جاوے۔ حضرت اقدس نے فرمایا یہ تو آپ کی اپنی رائے ہے۔ قرآن شریف نے تو تکلیف یا عدم تکلیف کا کوئی ذکر نہیں فرمایا۔ اب آپ بہت بوڑھے ہو گئے ہیں۔ زندگی کا اعتبار کچھ نہیں۔ انسان کو وہ راہ اختیار کرنی چاہئے جس سے اللہ تعالیٰ راضی ہو جاوے اور صراط مستقیم مل جاوے۔ اس پر بابا صاحب نے کہا کہ مَیں تو اسی لئے آیا ہوں کہ آپ سے کچھ فائدہ اٹھاؤں۔ اگر یہی راہ سچی ہے تو ایسا نہ ہو کہ ہم غفلت ہی میں مر جاویں۔ حضرت اقدس نے فرمایا: ہاں یہ بہت عمدہ بات ہے۔ پھر فرمایا کہ میں تھوڑی دور ہو آؤں۔ آپ آرام کریں۔'' (ماخوذ از الحکم مورخہ 31 جنوری 1907ء صفحہ 14 جلد 11 نمبر 4)

بیمار اور مسافر کے روزہ رکھنے کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مجلس میں ہوا۔ حضرت مولوی نورالدین صاحب نے پھر وہی قول بیان فرمایا کہ شیخ ابن عربی کا قول ہے کہ بیمار یا مسافر روزے کے دنوں میں روزہ رکھ لے تو پھر بھی اسے صحت پانے پر ماہ رمضان کے گذرنے کے بعد روزہ رکھنا فرض ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ (البقرة:185)۔ جو تم میں سے بیمار ہو یا سفر میں ہو وہ ماہ رمضان کے بعد کے دنوں میں روزے رکھے۔ اس میں خدا تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ جو مریض یا مسافر اپنی ضد سے یا اپنے دل کی خواہش کو پورا کرنے کے لئے انہی ایام میں روزے رکھے تو پھر بعد میں رکھنے کی اس کو ضرورت نہیں۔ خدا تعالیٰ کا صریح حکم یہ ہے کہ وہ بعد میں روزے رکھے۔ بعد کے روزے اس پر بہرحال فرض ہیں۔ درمیان کے روزے اگر وہ رکھے تو یہ امر زائد ہے اور اس کے دل کی خواہش ہے۔ اس سے خدا تعالیٰ کا وہ حکم جو بعد میں رکھنے کے متعلق ہے ٹل نہیں سکتا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو شخص مریض اور مسافر ہونے کی حالت میں ماہ صیام میں روزے رکھتا ہے وہ خدا تعالیٰ کے صریح حکم کی نافرمانی کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ نے صاف فرما دیا ہے مریض اور مسافر روزہ نہ رکھے۔ مرض سے صحت پانے اور سفر کے ختم ہونے کے بعد وہ روزے رکھے۔ خدا تعالیٰ کے اس حکم پر عمل کرنا چاہئے کیونکہ نجات فضل سے ہے نہ کہ اپنے اعمال کا زور دکھا کر کوئی نجات حاصل کر سکتا ہے''۔ زور سے نجات نہیں حاصل کی جا سکتی۔ فرمایا کہ ''خدا تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ مرض تھوڑی ہو یا بہت اور سفر چھوٹا ہو یا لمبا بلکہ حکم عام ہے اور اس پر عمل کرنا چاہئے۔ مریض اور مسافر اگر روزہ رکھیں گے تو ان پر حکم عدولی کا فتویٰ لازم آئے گا۔'' (ملفوظات جلد 9 صفحہ 431-430۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

ایک روایت میں آتا ہے۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب تحریر کرتے ہیں کہ میاں رحمت اللہ صاحب ولد حضرت میاں عبداللہ سنوری صاحب روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضور علیہ السلام لدھیانہ تشریف لائے۔ رمضان شریف کا مہینہ تھا۔ ہم سب غوث گڑھ سے ہی روزہ رکھ کر لدھیانہ گئے۔ حضور نے والد صاحب مرحوم سے خود دریافت فرمایا یا کسی اور سے معلوم ہوا (یہ مجھے یاد نہیں) کہ یہ سب غوث گڑھ سے آنے والے روزہ دار ہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا میاں عبداللہ! خدا کا حکم جیسا روزہ رکھنے کا ہے ویسا ہی سفر میں نہ رکھنے کا ہے۔ آپ سب روزے افطار کر دیں۔ ظہر کے بعد کا یہ ذکر ہے۔'' چنانچہ سب کے روزے کھلوا دیئے گئے۔ (ماخوذ از سیرت المہدی جلد 2 حصہ چہارم صفحہ 125 روایت نمبر 1159)

پھر ایک اور روایت ہے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے یہ تحریر فرمائی ہے کہ میاں عبداللہ سنوری صاحب نے بیان کیا کہ ''اوائل زمانہ کی بات ہے کہ ایک دفعہ رمضان کے مہینے میں کوئی مہمان یہاں حضرت صاحب کے پاس آئے۔ اسے اس وقت روزہ تھا اور دن کا زیادہ حصہ گذر چکا تھا بلکہ شاید عصر کے بعد کا وقت تھا۔ حضرت صاحب نے اسے فرمایا آپ روزہ کھول دیں۔ اس نے عرض کیا کہ اب تھوڑا سا دن رہ گیا ہے اب کیا کھولنا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ آپ سینہ زوری سے خدا تعالیٰ کو راضی کرنا چاہتے ہیں۔ خدا تعالیٰ سینہ زوری سے نہیں بلکہ فرمانبرداری سے راضی ہوتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے یہ فرما دیا ہے کہ مسافر روزہ نہ رکھیں تو نہیں رکھنا چاہئے۔ اس پر اس نے روزہ کھول دیا۔''

(سیرت المہدی جلد اول حصہ اول صفحہ 97 روایت نمبر 117)

اسی طرح حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی تحریر کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں اور حضرت منشی اروڑے خان صاحب اور حضرت خانصاحب محمد خان صاحب لدھیانہ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رمضان کا مہینہ تھا مَیں نے روزہ رکھا ہوا تھا اور میرے رفقاء نے نہیں رکھا تھا۔ جب ہم حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے تو تھوڑا سا وقت غروب آفتاب میں باقی تھا۔ (سورج ڈوبنے والا تھا۔) حضرت کو انہوں نے کہا کہ ظفر احمد نے روزہ رکھا ہوا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فوراً اندر تشریف لے گئے اور شربت کا ایک گلاس لے کر آئے اور فرمایا روزہ کھول دو۔ سفر میں روزہ نہیں چاہئے۔ میں نے تعمیل ارشاد کی اور اس کے بعد بوجہ مقیم ہونے کے ہم (وہاں کچھ دن ٹھہرنا تھا) روزہ رکھنے لگے۔ افطاری کے وقت حضرت اقدس خود تین گلاس ایک بڑے تھال میں رکھ کر لائے۔ ہم روزہ کھولنے لگے۔ (کیونکہ بعد کے دنوں میں وہاں قیام تھا اس لئے پھر انہوں نے روزے رکھے۔ اس قیام کے دوران ان دنوں میں جو روزے رکھے ہوئے تھے۔ ایک دن حضرت مسیح موعود علیہ السلام افطاری کے وقت تھال میں رکھ کر ٹرے میں شربت کے تین بڑے گلاس لائے اور ہم اس سے روزہ کھولنے لگے۔ تو میں نے عرض کیا کہ حضور منشی جی کو یعنی منشی اروڑے خانصاحب کو ایک گلاس میں کیا ہوتا ہے۔ (سارا دن کا روزہ ہے ایک ایک گلاس آپ پانی کا لائے ہیں اس سے ان کا کیا بنے گا۔) حضرت مسیح موعود علیہ السلام مسکرائے اور جھٹ اندر تشریف لے گئے اور ایک بڑا لوٹا شربت کا بھر کر لائے اور منشی جی کو پلایا۔ منشی جی یہ سمجھ کر کہ حضرت اقدس کے ہاتھ سے شربت پی رہا ہوں، پیتے رہے اور ختم کر دیا۔ (اصحاب احمدؑ جلد 4 صفحہ 224۔ نیا ایڈیشن۔ روایت حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ)۔ ایک بڑا جگ لے کر آئے وہ ختم کر دیا۔

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایک روایت تحریر کرتے ہیں کہ ملک مولا بخش صاحب پنشنر نے بواسطہ مولوی عبدالرحمٰن صاحب مبشر بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام رمضان شریف میں امرتسر میں تشریف لائے۔ آپ کا لیکچر منڈوا بابو گھنیا لعل (جس کا نام اب بندے ماترم پال ہے) میں ہوا۔ بوجہ سفر کے حضور کو روزہ نہ تھا۔ لیکچر کے دوران مفتی فضل الرحمٰن صاحب نے چائے کی پیالی پیش کی۔ حضور نے توجہ نہ فرمائی۔ پھر وہ اور آگے ہوئے۔ پھر بھی حضور مصروف لیکچر رہے۔ پھر مفتی صاحب نے پیالی بالکل قریب کر دی تو حضور نے لے کر چائے پی لی۔ اس پر لوگوں نے شور مچا دیا کہ یہ ہے رمضان شریف کا احترام۔ روزے نہیں رکھتے اور بکواس شروع کر دی۔ لیکچر بند ہو گیا اور حضور پس پردہ ہو گئے۔ (پیچھے چلے گئے۔) گاڑی دوسری طرف دروازے کے سامنے لائی گئی اور حضور اس میں داخل ہو گئے۔ لوگوں نے اینٹ پتھر وغیرہ مارنے شروع کئے اور بہت ہلڑ مچایا۔ گاڑی کا شیشہ ٹوٹ گیا مگر حضور بخیر و عافیت قیامگاہ پہنچ گئے۔ یہ بیان کرتے ہیں کہ بعد میں سنا گیا کہ ایک غیر احمدی مولوی یہ کہتا تھا کہ اَج لوکاں نے مرزے نوں نبی بنا دِتّا۔ یہ میں نے خود ان کے منہ سے تو نہیں سنا۔ پھر آگے بیان کرتے ہیں کہ حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحب کے ساتھ ہم باہر نکلے۔ تو اس وقت ان کی خدمت میں عرض کی کہ لوگ اینٹ پتھر مار رہے ہیں ابھی تک شور شرابا ہے۔ ذرا ٹھہر جائیں۔ تو حضرت خلیفہ اول نے فرمایا 'وہ گیا جسے مارتے تھے۔ مجھے کون مارتا ہے'۔ چونکہ اس موقع پر مفتی فضل الرحمٰن صاحب کے چائے پیش کرنے پر یہ سب گڑبڑ ہوئی تھی، (یہ فساد پیدا ہوا تھا، لوگوں نے شور مچایا تھا) اس لئے سب آدمی ان کو کہتے تھے کہ تم نے ایسا کیوں کیا۔ سب احمدی ان کے پیچھے پڑ گئے کہ تمہاری وجہ سے یہ سب کچھ ہوا ہے۔ روایت کرنے والے کہتے ہیں کہ میں نے بھی ان کو ایسا کہا۔ وہ بیچارے تنگ آ گئے اور کہتے ہیں بعد میں میاں عبدالخالق صاحب مرحوم احمدی نے مجھے بتایا کہ جب یہ معاملہ حضور کے سامنے پیش ہوا کہ مفتی صاحب نے خواہ مخواہ لیکچر خراب کر دیا تو حضور نے فرمایا مفتی صاحب نے کوئی برا کام نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ کا ایک حکم ہے کہ سفر میں روزہ نہ رکھا جائے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے فعل سے اس حکم کی اشاعت کا موقع پیدا کر دیا۔ (یہ جواب تھا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا۔ جب یہ جواب حضرت مفتی صاحب نے سنا تو لکھنے والے لکھتے ہیں کہ) پھر تو مفتی صاحب اور بھی شیر ہو گئے۔'' (ماخوذ از سیرت المہدی جلد 2 حصہ چہارم صفحہ 147 روایت نمبر 1202)

بیمار ہونے پر روزہ کھول دینا۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب تحریر کرتے ہیں کہ ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے بیان کیا کہ ایک دفعہ لدھیانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے رمضان کا روزہ رکھا ہوا تھا کہ دل گھٹنے کا دورہ ہوا اور ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہو گئے۔ اس وقت غروب آفتاب کا وقت بہت قریب تھا مگر آپ نے فوراً روزہ توڑ دیا۔ آپ ہمیشہ شریعت میں سہل راستے کو اختیار فرمایا کرتے تھے۔ حضرت میاں بشیر احمد صاحب فرماتے ہیں کہ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حدیث میں حضرت عائشہ کی روایت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق بھی یہی ذکر آتا ہے کہ آپ ہمیشہ دو جائز رستوں میں سے سہل رستے کو پسند فرماتے تھے۔'' (سیرت المہدی جلد اول حصہ سوئم صفحہ 637 روایت نمبر 697)

یہ سوال ہوا کہ بعض اوقات رمضان ایسے موسم میں آتا ہے کہ کاشتکاروں سے جبکہ کام کی کثرت ہو

مثلاً بیجائی ہو رہی ہے یا کٹائی ہو رہی ہے، ایسے ہی مزدوروں سے جن کا گزارہ مزدوری پر ہے روزہ نہیں رکھا جاتا۔ تو اس کی نسبت کیا ارشاد ہے؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ اَلْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ۔ یہ لوگ اپنی حالتوں کو مخفی رکھتے ہیں۔ ہر شخص تقویٰ وطہارت سے اپنی حالت سوچ لے۔ اگر کوئی اپنی جگہ مزدوری پر رکھ سکتا ہے تو ایسا کرے ورنہ مریض کے حکم میں ہے پھر جب میسر ہو رکھ لے۔ (خاص طور پر گرمی کے دن لمبے ہوتے ہیں اور ان ممالک میں شدید گرمی ہوتی ہے۔ وہاں کے بارے میں ہے کہ مزدوری کی وجہ سے بعد میں رکھ لیں اور وَعَلَی الَّذِیْنَ یُطِیْقُوْنَ۔ کی نسبت فرمایا ''اس کے معنی یہ ہیں کہ جو طاقت نہیں رکھتے۔''

(ملفوظات جلد 9 صفحہ 394۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

رمضان میں جن سے روزے نہیں رکھے جاتے وہ فدیہ دیتے ہیں ان کے لئے کیا حکم ہے؟ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میرے دل میں آیا کہ فدیہ کس لئے مقرر کیا گیا ہے تو معلوم ہوا کہ توفیق کے واسطے ہے تا کہ روزے کی توفیق اس سے حاصل ہو۔ خدا تعالیٰ ہی کی ذات ہے جو توفیق عطا کرتی ہے اور ہر شئے خدا تعالیٰ ہی سے طلب کرنی چاہئے۔ خدا تعالیٰ تو قادر مطلق ہے وہ اگر چاہے تو ایک مدقوق کو بھی روزے کی طاقت عطا کر سکتا ہے۔ تو فدیہ سے یہی مقصود ہے کہ وہ طاقت حاصل ہو جائے اور یہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ہوتا ہے۔ پس میرے نزدیک خوب ہے کہ دعا کرے کہ الٰہی یہ تیرا ایک مبارک مہینہ ہے اور میں اس سے محروم رہا جاتا ہوں اور کیا معلوم کہ آئندہ سال زندہ رہوں یا نہ یا ان فوت شدہ روزوں کو ادا کر سکوں یا نہ اور اس سے توفیق طلب کرے تو مجھے یقین ہے کہ ایسے دل کو خدا تعالیٰ طاقت بخش دے گا۔'' (ملفوظات جلد 4 صفحہ 259-258۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ تحریر فرماتے ہیں کہ ''فدیہ دے دینے سے روزہ اپنی ذات میں ساقط نہیں ہو جاتا بلکہ یہ محض اس بات کا فدیہ ہے کہ ان مبارک ایام میں وہ کسی جائز شرعی عذر کی بنا پر باقی مسلمانوں کے ساتھ مل کر یہ عبادت ادا نہیں کر سکا۔ آگے یہ عذر دو قسم کے ہوتے ہیں ایک عارضی اور ایک مستقل۔ فدیہ بشرط استطاعت ان دونوں حالتوں میں دینا چاہئے۔ غرضیکہ خواہ کوئی فدیہ بھی دے دے بہرحال سال دو سال یا تین سال کے بعد جب بھی اس کی صحت اجازت دے اسے پھر روزے رکھنے ہوں گے سوائے اس صورت کے کہ پہلے مرض عارضی تھا اور صحت ہونے کے بعد ارادہ ہی کرتا رہا کہ آج رکھتا ہوں، کل رکھتا ہوں کہ اس دوران میں اس کی صحت پھر مستقل طور پر خراب ہو جائے۔ باقی جو بھی کھانا کھلانے کی طاقت رکھتا ہو اگر وہ مریض یا مسافر ہے تو اس کے لئے ضروری ہے کہ رمضان میں ایک مسکین کا کھانا بطور فدیہ دے اور دوسرے ایام میں روزے رکھے۔ یہی حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مذہب تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہمیشہ فدیہ بھی دیتے تھے اور بعد میں روزے بھی رکھتے تھے اور اسی کی دوسروں کو تاکید بھی فرمایا کرتے تھے۔'' (تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 389)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ایک سوال پیش ہوا کہ جو شخص روزہ رکھنے کے قابل نہ ہو، اس کے عوض مسکین کو کھانا کھلانا چاہے۔ اس کھانے کی رقم قادیان کے یتیم فنڈ میں بھیجنا جائز ہے یا نہیں (یا جو بھی اب جماعتی نظام ہے اس میں دینا جائز ہے کہ نہیں)؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک ہی بات ہے خواہ اپنے شہر میں مسکین کو کھلائے یا یتیم اور مسکین فنڈ میں بھیج دے۔'' (ملفوظات جلد 9 صفحہ 171۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)۔ اپنا کوئی واقف کار ہے کسی کے روزے کھلوانے ہیں تو وہاں بھی کھلوائے جا سکتے ہیں۔

بے خبری میں کھانے پینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ ایک خط سے یہ سوال آپ کی خدمت میں پیش ہوا کہ میں بوقت سحر بماہ رمضان اندر بیٹھا ہوا بے خبری سے کھاتا پیتا رہا۔ جب باہر نکل کر دیکھا تو معلوم ہوا کہ سفیدی ظاہر ہو گئی ہے۔ کیا وہ روزہ میرے اوپر رکھنا لازم ہے یا نہیں؟ (دیر تک سحری کھاتا رہا۔ سفیدی ظاہر ہو چکی تھی۔) آپ نے فرمایا کہ بے خبری میں کھایا پیا تو اس پر اس روزہ کے بدلے میں دوسرا روزہ لازم نہیں آتا۔'' (ملفوظات جلد 9 صفحہ 186۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)۔ اگر بے خبری میں کھا لیا پھر کوئی حرج نہیں۔

عمر کا سوال کہ کس عمر میں روزہ رکھنا چاہئے؟ کئی بچے بھی پوچھتے ہیں۔ بڑے بھی پوچھتے ہیں۔ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ''یہ امر یاد رکھنا چاہئے کہ شریعت نے چھوٹی عمر کے بچوں کو روزہ رکھنے سے منع کیا ہے لیکن بلوغت کے قریب انہیں کچھ روزے رکھنے کی مشق ضرور کرانی چاہئے۔ آپ فرماتے ہیں کہ مجھے جہاں تک یاد ہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مجھے پہلا روزہ رکھنے کی اجازت بارہ یا تیرہ سال کی عمر میں دی تھی۔ لیکن بعض بیوقوف چھ سات سال کے بچوں سے روزے رکھواتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہمیں اس کا ثواب ہوگا۔ یہ ثواب کا کام نہیں بلکہ ظلم ہے کیونکہ یہ عمر نشوونما کی ہوتی ہے۔ ہاں ایک عمر وہ ہوتی ہے کہ بلوغت کے دن قریب ہوتے ہیں اور روزہ فرض ہونے والا ہی ہوتا ہے۔ اس وقت ان کو روزوں کی ضرور مشق کرانی چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اجازت اور سنت کو اگر دیکھا جائے تو بارہ تیرہ سال کے قریب کچھ کچھ مشق کرانی چاہئے اور ہر سال چند روزے رکھوانے چاہئیں یہاں تک کہ اٹھارہ سال کی عمر ہو جائے جو میرے نزدیک روزہ کی بلوغت کی عمر ہے۔ مجھے پہلے سال صرف ایک روزہ رکھنے کی حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اجازت دی تھی۔ (بارہ تیرہ سال میں جب روزے کی اجازت دلوائی تھی تو صرف ایک روزہ رکھوایا تھا۔) اس عمر میں تو صرف شوق ہوتا ہے۔ اس شوق کی وجہ سے بچے زیادہ روزے رکھنا چاہتے ہیں مگر یہ ماں باپ کا کام ہے کہ انہیں روکیں۔ پھر ایک عمر ایسی ہوتی ہے کہ اس میں چاہئے کہ بچوں کو جرأت دلائیں کہ وہ کچھ روزے ضرور رکھیں۔ (بچپن میں ماں باپ کا کام ہے روکیں، زیادہ نہ رکھنے دیں۔ پھر جب جوانی کی عمر آ رہی ہے تو پھر جرأت دلائیں اور ان سے روزے رکھوائیں) اور ساتھ ہی یہ بھی دیکھتے رہیں کہ وہ زیادہ نہ رکھیں۔ اور دیکھنے والوں کو بھی اس پر اعتراض نہ کرنا چاہئے کہ یہ سارے روزے کیوں نہیں رکھتا۔ کیونکہ اگر بچہ اس عمر میں سارے روزے رکھے گا تو آئندہ نہیں رکھ سکے گا۔ اسی طرح بعض بچے خلقی لحاظ سے کمزور ہوتے ہیں۔ میں نے دیکھا ہے کہ بعض لوگ اپنے بچوں کو میرے پاس ملاقات کے لئے لاتے ہیں اور بتاتے ہیں کہ اس کی عمر پندرہ سال ہے حالانکہ وہ دیکھنے میں سات آٹھ سال کے معلوم ہوتے ہیں۔ (اکثر یوں ہی ہوتا ہے۔ میرے پاس بھی ایسے آتے ہیں۔) اور فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں کہ ایسے بچے روزے کے لئے شاید اکیس سال کی عمر میں بالغ ہوں۔ اس کے مقابلے میں ایک مضبوط بچہ غالباً پندرہ سال کی عمر میں ہی اٹھارہ سال کے برابر ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر وہ میرے ہی ان الفاظ کو پکڑ کر بیٹھ جائے کہ روزے کی بلوغت کی عمر اٹھارہ سال ہے تو نہ وہ مجھ پر ظلم کرے گا نہ خدا تعالیٰ پر بلکہ اپنی جان پر آپ ظلم کرے گا۔ اسی طرح اگر کوئی چھوٹی عمر کا بچہ پورے روزے نہ رکھے اور لوگ اس پر طعن کریں تو وہ طعن کرنے والے بھی اپنی جان پر ظلم کریں گے۔'' (تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 385)

حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بڑی صاحبزادی تھیں کہتی ہیں قبل بلوغت کم عمری میں آپ علیہ السلام روزہ رکھوانا پسند نہیں کرتے تھے۔ بس ایک آدھ رکھ لیا کافی ہے۔ حضرت اماں جان نے میرا پہلا روزہ رکھوایا تو بڑی دعوت افطار دی۔ یعنی جو خواتین جماعت تھیں سب کو بلایا تھا۔ اس رمضان کے بعد دوسرے یا تیسرے رمضان میں مَیں نے روزہ رکھ لیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو بتایا کہ آج میرا روزہ پھر ہے۔ آپ حجرہ میں تشریف رکھتے تھے۔ پاس سٹول پر دو پان لگے رکھے تھے۔ غالباً حضرت امّاں جان بنا کر رکھ گئی ہوں گی۔ آپ نے ایک پان اٹھا کر مجھے دیا کہ لو یہ پان کھا لو۔ تم کمزور ہو۔ ابھی روزہ نہیں رکھنا۔ توڑ ڈالو روزہ۔ میں نے پان تو کھا لیا مگر آپ سے کہا کہ صالحہ (یعنی ممانی جان مرحومہ۔ چھوٹے ماموں جان کی اہلیہ محترمہ) نے بھی روزہ رکھا ہوا ہے۔ وہ بھی اس وقت چھوٹی عمر کی تھیں ان کا بھی تڑوا دیں۔ فرمایا بلاؤ اس کو بھی۔ مَیں بلا لائی۔ وہ آئیں تو ان کو بھی دوسرا پان اٹھا کر دیا اور فرمایا لو یہ کھا لو۔ تمہارا روزہ نہیں ہے۔ فرماتی ہیں کہ غالباً میری عمر دس سال کی ہو گی۔

(ماخوذ از تحریراتِ مبارکہ بحوالہ فقہ المسیح صفحہ 214 باب روزہ اور رمضان)

اسی طرح تراویح کے بارے میں بعض سوال ہیں۔ اکمل صاحب آف گولیکی نے بذریعہ تحریر حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے دریافت کیا کہ رمضان شریف میں رات کو اٹھنے اور نماز پڑھنے کی تاکید ہے لیکن عموماً محنتی مزدور، زمیندار لوگ جو ایسے اعمال کے بجا لانے میں غفلت دکھاتے ہیں اگر اوّل شب میں ان کو گیارہ رکعت تراویح بجائے آخر شب کے پڑھا دی جائے تو کیا جائز ہو گا؟ حضرت اقدس علیہ السلام نے جواب میں فرمایا کہ کچھ حرج نہیں۔ پڑھ لیں۔'' (ملفوظات جلد 9 صفحہ 65۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

تراویح کے متعلق عرض ہوا کہ جب یہ تہجد ہے تو بیس رکعات پڑھنے کی نسبت کیا ارشاد ہے کیونکہ تہجد تو مع وتر گیارہ یا تیرہ رکعت ہے۔ فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت دائمی تو وہی آٹھ رکعات ہیں اور آپ تہجد کے وقت ہی پڑھا کرتے تھے اور یہی افضل ہے مگر پہلی رات بھی پڑھ لینا جائز ہے۔ (مناسب تو یہی ہے کہ تہجد کے وقت اٹھ کے آٹھ رکعت پڑھا جائے لیکن اگر پہلی رات پڑھ لو تو پھر بھی جائز ہے۔) ایک روایت میں ہے کہ آپ نے رات کے اول حصہ میں اُسے پڑھا۔ بیس رکعات بعد میں پڑھی گئیں۔ مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت وہی تھی جو پہلے بیان ہوئی۔''

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 113۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

یہ جو بیس رکعات یا زیادہ رکعات والی باتیں ہیں یہ تو بعد کی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت آٹھ رکعت تہجد ہے۔

ایک صاحب نے حضرت اقدس کی خدمت میں خط لکھا جس کا خلاصہ یہ تھا کہ سفر میں نماز کس طرح پڑھنی چاہئے اور تراویح کے متعلق کیا حکم ہے۔ فرمایا سفر میں دوگانہ سنت ہے۔ تراویح بھی سنت ہے۔ پڑھا کریں اور کبھی گھر میں تنہائی میں پڑھ لیں کیونکہ تراویح دراصل تہجد ہے۔ کوئی نئی نماز نہیں ہے۔ وتر جس طرح پڑھتے ہو بیشک پڑھو۔'' (ملفوظات جلد 10 صفحہ 22۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس یہ چند باتیں تھیں رمضان سے متعلق جو مَیں نے بیان کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں تقویٰ پر قائم رہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا کو مقدم کرتے ہوئے رمضان کے روزوں سے فیضیاب ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

◊...... ''آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا ہے کہ مہدی جو آنے والا ہے............**وہ میرے خُلق پر ہوگا**۔اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی مطلب تھا کہ **وہ میرا مظہر ہوگا**۔'' (ملفوظات جلد اول صفحہ 521)

◊...... ''یوں سمجھ لو کہ **مہدی موعود خَلق اور خُلق میں ہمرنگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوگا**''۔ (ایک غلطی کا ازالہ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 213)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذات بابرکات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خُلقِ عظیم کا کامل انعکاس

(ملک سعید احمد رشید۔ مربی سلسلہ)

قسط نمبر 4 (آخری)

ہمدردی خلق

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اَلْخَلْقُ عَیَالُ اللّٰہِ۔ کہ تمام مخلوق اللہ کی عیال ہے۔اور مخلوق میں سب سے زیادہ محبوب اور پیارا خدا تعالیٰ کو وہ شخص ہے جو اس کے عیال سے بہترین سلوک کرے۔''

(مشکوٰۃ باب الشفقة علی الخلق جلد1 صفحہ 425)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

''مَیں سچ کہتا ہوں اور خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ نوعِ انسان کا سب سے بڑھ کر خیر خواہ اور دوست مَیں ہوں۔ ہاں یہ سچ ہے کہ میں ان تعلیمات کا دشمن ہوں جو انسان کی روحانی دشمن ہیں اور اس کی نجات کی دشمن ہیں۔''

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 143۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

اسی طرح فرمایا:

''مَیں تو بنی نوع انسان کا حقیقی خیر خواہ ہوں۔ جو مجھے دشمن سمجھتا ہے وہ خود اپنی جان کا دشمن ہے۔''

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 91)

خدا کی ساری مخلوق سے ہمدردی

نیز فرمایا:'' جب انسان خدا تعالیٰ کی رضا کے لئے ...... اپنے ضعیف بھائی کی ہمدردی کرتا ہے تو اس اخلاص سے اس کا ایمان قوی ہو جاتا ہے.........مخلوق کی ہمدردی ایک ایسی شئی ہے کہ اگر انسان اسے چھوڑ دے اور اس سے دور ہوتا جائے تو رفتہ رفتہ پھر وہ درندہ ہو جاتا ہے۔انسان کی انسانیت کا یہی تقاضا ہے اور وہ اسی وقت تک انسان ہے جب تک اپنے دوسرے بھائی کے ساتھ مروّت، سلوک اور احسان سے کام لیتا ہے اور اس میں کسی قسم کی تفریق نہیں ہے...... یاد رکھو ہمدردی کا دائرہ میرے نزدیک بہت وسیع ہے کسی قوم اور فرد کو الگ نہ کرے......مَیں کہتا ہوں کہ تم خدا تعالیٰ کی ساری مخلوق سے ہمدردی کرو خواہ وہ کوئی ہو۔''

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 217-216)

پھر فرمایا:'' ہمارا اصول تو یہ ہے کہ ہر ایک سے نیکی کرو اور خدا تعالیٰ کی کل مخلوق سے احسان کرو۔''

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 80)

اس بارہ میں اپنی دلی کیفیت یوں بیان فرماتے ہیں:

''میں اپنے دل میں مخلوق کی ہمدردی اور بھلائی کے لئے ایک جوش رکھتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالا ہے۔'' (ایضاً صفحہ 129)

''یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ مخالف مذہبوں کے لوگوں سے ہمیں کوئی دشمنی نہیں بلکہ ان کے سچے خیر خواہ اور ہمدرد ہم ہیں۔''(ملفوظات جلد 4 صفحہ 623)

''نوع انسان پر شفقت اور اس سے ہمدردی کرنا بہت بڑی عبادت ہے۔''(ملفوظات جلد 4 صفحہ 438)

ہمدردی خلق کا عملی نمونہ اور دلی کیفیت

فرمایا:'' میری تو یہ حالت ہے کہ اگر کسی کو درد ہوتا ہو اور میں نماز میں مصروف ہوں۔ میرے کان میں اس کی آواز پہنچ جائے تو میں تو یہ چاہتا ہوں کہ نماز توڑ کر بھی اگر اس کو فائدہ پہنچا سکتا ہوں تو فائدہ پہنچاؤں اور جہاں تک ممکن ہے اس سے ہمدردی کروں۔ یہ اخلاق کے خلاف ہے کہ کسی بھائی کی مصیبت اور تکلیف میں اس کا ساتھ نہ دیا جائے۔ اگر تم کچھ بھی اس کے لئے نہیں کر سکتے تو کم از کم دعا ہی کرو۔ اپنے تو درکنار میں تو یہ کہتا ہوں کہ غیروں اور ہندوؤں کے ساتھ بھی اعلیٰ اخلاق کا نمونہ دکھاؤ۔ اور ان سے ہمدردی کرو۔''(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 305)

دیہاتی عورتیں ایک دن بچوں کے لئے دوائی وغیرہ لینے آئیں حضور ان کو دیکھنے اور دوائی دینے میں مصروف رہے ۔اس پر مولوی عبدالکریم صاحب نے عرض کیا کہ حضرت یہ تو بڑی زحمت کا کام ہے اور اس طرح حضور کا قیمتی وقت ضائع جاتا ہے۔اس کے جواب میں حضور علیہ السلام نے فرمایا:

''یہ بھی تو ویسا ہی دینی کام ہے۔ یہ مسکین لوگ ہیں یہاں کوئی ہسپتال نہیں۔ میں ان لوگوں کی خاطر ہر طرح کی انگریزی اور یونانی دوائیں منگوا رکھا کرتا ہوں جو وقت پر کام آ جاتی ہیں۔ یہ بڑا ثواب کا کام ہے......مومن کو ان کاموں میں سست اور بے پرواہ نہ ہونا چاہئے۔''

(ملفوظات جلد اول صفحہ 308)

ایک عظیم خُلق، مہمان نوازی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے اُسے چاہئے کہ مہمان کی عزت وتکریم کرے۔

(ابوداؤد کتاب الاطعمۃ باب فی الضیافۃ)

اس ضمن میں آپؑ فرماتے ہیں:

''مہمان کا اکرام کرنا چاہئے۔اس لئے کھانے وغیرہ کا انتظام عمدہ ہو۔اگر کوئی دودھ مانگے دودھ دو، چائے مانگے چائے دو، کوئی بیمار ہو تو اس کے موافق الگ کھانا اسے پکا دو۔'' (ملفوظات جلد سوم صفحہ 415,416)

جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا:

''میرے اصول کے موافق اگر کوئی مہمان آوے اور سبّ وشتم تک بھی نوبت پہنچ جاوے تو اس کو گوارا کرنا چاہئے کیونکہ وہ مریدوں میں تو داخل نہیں ہے۔ ہمارا کیا حق ہے کہ اس سے وہ ادب و ارادت چاہیں جو مریدوں سے چاہتے ہیں......پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر مہمان کو ذرا سا بھی رنج ہو تو وہ معصیت میں داخل ہے۔''

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 80-79)

نیز فرمایا:'' میرا ہمیشہ خیال رہتا ہے کہ کسی مہمان کو تکلیف نہ ہو بلکہ اس کے لئے ہمیشہ تاکید کرتا رہتا ہوں کہ جہاں تک ہو سکے مہمانوں کو آرام دیا جائے۔ مہمان کا دل مثل آئینہ کے نازک ہوتا ہے اور ذرا سی ٹھیس لگنے سے ٹوٹ جاتا ہے۔'' (ملفوظات جلد سوم صفحہ 292)

اخبار البدر 24 جولائی 1904ء کی ایک رپورٹ میں لکھا ہے:

''اعلیٰ حضرت حجۃ اللہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مہمان نوازی کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح اعلیٰ اور زندہ نمونہ ہیں۔ جن لوگوں کو کثرت سے آپ کی صحبت میں رہنے کا اتفاق ہوا ہے وہ خوب جانتے ہیں کہ کسی مہمان کو ذرا سی بھی تکلیف حضور کو بے چین کر دیتی ہے مخلصین احباب کے لئے تو اور بھی آپ کی روح میں جوشِ شفقت ہوتا ہے۔'' (خطبات مسرور جلد 7 صفحہ 330-329)

اس لئے آپ نے مہمانوں کو بھی نصیحتاً فرمایا:

''چونکہ آدمی بہت ہوتے ہیں اور ممکن ہے کہ کسی کی ضرورت کا علم (اہل عملہ کو) نہ ہو اس لئے ہر ایک شخص کو چاہئے کہ جس شئے کی اس کو ضرورت ہو وہ بلا تکلّف کہہ دے۔ اگر کوئی جان بوجھ کر چھپاتا ہے تو وہ گنہگار ہے۔ ہماری جماعت کا اصول ہی بے تکلفی ہے۔''

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 79,78)

مہمان نوازی کے عملی نمونے

اس ضمن میں ایک واقعہ مولوی حسن علی صاحب مرحوم کا جو خود انہوں نے اپنی کتاب تائید حق میں لکھا ہے پیش خدمت ہے۔ لکھتے ہیں:

''مرزا صاحب کی مہمان نوازی کو دیکھ کر مجھ کو بہت تعجب سا گزرا۔ ایک چھوٹی سی بات لکھتا ہوں جس سے سامعین ان کی مہمان نوازی کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ مجھ کو پان کھانے کی بری عادت تھی۔ امرتسر میں تو مجھے پان ملا لیکن بٹالہ میں مجھ کو کہیں پان نہ ملا۔ ناچار الائچی وغیرہ کھا کر صبر کیا۔ میرے امرتسر کے دوست نے کمال کیا کہ حضرت مرزا صاحب سے نامعلوم کس وقت میری اس بری عادت کا تذکرہ کر دیا۔ جناب مرزا صاحب نے گورداسپور ایک آدمی کو روانہ کیا۔ دوسرے دن گیارہ بجے دن کے جب کھانا کھا چکا تو پان کو موجود پایا۔ سولہ کوس سے پان میرے لئے منگوایا گیا تھا۔'' (سیرۃ حضرت مسیح موعود جلد اول صفحہ 135,136 مولفہ شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب)

اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ کس طرح آپ غیروں کے لئے بھی چھوٹی چھوٹی باتوں کا خیال فرمایا کرتے تھے اور مہمان نوازی کا حق خوب اچھی طرح نبھایا کرتے تھے۔

یوں تو آپ کی مہمان نوازی اور مہمانوں کی چھوٹی چھوٹی ضروریات پوری کرنے کے اور ان کی تکلیفوں کو دور کرنے نیز حتی المقدور ان کے آرام و آسائش کے اور ان کی عزت و اکرام اور دلجوئی کے، خود دکھ اور تکلیف اٹھا کے مہمان کو سکون و آرام پہنچانے کے بیشمار واقعات ہیں۔ ان عملی نمونوں میں سے مزید دو تین واقعات پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

اپنی تکلیف کا احساس نہ کرتے ہوئے بیماری کے باوجود مہمان کے جذبات کو ملحوظ رکھتے ہوئے آپؑ مہمانوں کی ملاقات کے لئے باہر تشریف لے آتے۔ ذیل کا واقعہ اسی کیفیت کا اظہار کرتا ہے۔

ایک بار سید حبیب اللہ شاہ صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا:

''آج میری طبیعت علیل تھی اور میں باہر آنے کے قابل نہ تھا مگر آپ کی اطلاع ہونے پر میں نے سوچا کہ **مہمان کا حق ہوتا ہے** جو تکلیف اٹھا کر آیا ہے اس واسطے میں اس حق کو ادا کرنے کے لئے باہر آ گیا ہوں۔''

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 163)

پھٹے پرانے کپڑوں میں ملبوس اور جوتیوں میں جگہ ملنے والے مہمان کی دلجوئی اور عزت نفس قائم کرنے کا ایک عجیب و دلگداز واقعہ

ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ مغرب کی نماز کے بعد مسجد مبارک کی اوپر کی چھت پر چند مہمانوں کے ساتھ کھانا کھانے کے انتظار میں تشریف فرما تھے۔ اس وقت ایک احمدی دوست میاں نظام الدین صاحب ساکن لدھیانہ جو بہت غریب آدمی تھے اور ان کے کپڑے بھی پھٹے پرانے تھے حضور سے چار پانچ آدمیوں کے فاصلہ پر بیٹھے تھے۔ اتنے میں چند معزز مہمان آ کر حضور کے قریب بیٹھتے گئے اور ان کی وجہ سے ہر دفعہ میاں نظام الدین صاحب کو پرے ہٹنا پڑا۔ حتیٰ کہ وہ ہٹتے ہٹتے جوتیوں کی جگہ پر پہنچ گئے۔ اتنے میں کھانا آیا تو حضور نے جو یہ نظارہ دیکھ رہے تھے ایک سالن کا پیالہ اور کچھ روٹیاں ہاتھ میں اٹھالیں اور میاں نظام الدین صاحب سے مخاطب ہو کر فرمایا:

''آؤ میاں نظام الدین ہم اور آپ اندر بیٹھ کر کھائیں۔''

یہ فرما کر مسجد کے ساتھ والی کوٹھڑی میں تشریف لے گئے اور حضور نے اور میاں نظام الدین نے کوٹھڑی کے اندر بیٹھ کر ایک ہی پیالہ میں کھانا کھایا۔ اس وقت میاں نظام الدین پھولے نہیں سماتے تھے اور جو لوگ میاں نظام الدین کو عملاً پرے دھکیل کر خود حضرت مسیح موعودؑ کے قریب بیٹھ گئے تھے وہ شرم سے کٹے جاتے تھے۔

(تاریخ احمدیت جلد سوم صفحہ 604)

اسی طرح کا ایک اور واقعہ جو حضرت مسیح موعودؑ کے ایثار و قربانی پر مبنی ہے ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلویؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ جلسہ سالانہ پر بہت سے آدمی جمع تھے جن کے پاس کوئی گرم کپڑے وغیرہ نہیں تھے۔ بستر، لحاف کپڑے وغیرہ نہیں تھے۔ ایک شخص نبی بخش نمبردار ساکن بٹالہ نے اندر سے لحاف اور بچھونے وغیرہ منگوانے شروع کئے اور مہمانوں کو دیتا رہا۔ عشاء کے بعد حضورؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ بغلوں میں ہاتھ دیئے بیٹھے ہوئے تھے اور ایک بیٹا ان کا جو غالباً حضرت خلیفہ ثانی تھے پاس لیٹے ہوئے تھے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا چوغہ ان کے اوپر تھا۔ پتہ کرنے پر معلوم ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنا لحاف، بچھونا، بستر بھی طلب کرنے پر مہمانوں کے لئے بھیج دیا ہے تو میں نے عرض کی کہ حضور کے پاس کوئی پارچہ نہیں رہا اور سردی بھی بہت ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ **مہمانوں کو تکلیف نہیں ہونی چاہئے** اور ہمارا کیا ہے، رات گزر جائے گی۔

نیچے آ کر میں نے نبی بخش نمبردار کو بہت برا بھلا کہا

کہ تم حضرت صاحب کا لحاف اور بچھونا بھی لے آئے ہو۔ وہ شرمندہ ہوا اور کہنے لگا کہ جس کو دے چکا ہوں اب اس سے کس طرح لوں۔

پھر میں مفتی فضل الرحمٰن یا کسی اور سے ٹھیک طرح یاد نہیں بستر اور لحاف لے کر آیا تو آپؑ نے فرمایا کہ کسی اور مہمان کو دے دو، مجھے تو اکثر نیند بھی نہیں آتی اور میرے اصرار پر بھی آپ نے نہیں لیا اور فرمایا کسی اور مہمان کو دے دو۔

(اصحاب احمد جلد 4 صفحہ 180 مطبوعہ قادیان)

عاجزی وانکساری

فرمایا: ’’عاجزی اختیار کرنی چاہئے...... انسان تو خود ہی عاجز ہے اور وہ عاجزی کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔ **مَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ** (الذاریٰت:57) تکبر وغیرہ سب بناوٹی چیزیں ہیں۔ اگر وہ اس بناوٹ کو اتار دے تو پھر اس کی فطرت میں عاجزی ہی نظر آوے گی۔‘‘

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 232)

پھر اپنی کیفیت بیان کرتے ہوئے فرمایا: ’’کم فہم لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ میں اپنے مدارج کو حد سے بڑھاتا ہوں **میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر** کہتا ہوں کہ **میری طبیعت اور فطرت** میں ہی یہ بات نہیں کہ میں اپنے آپ کو کسی تعریف کا خواہشمند پاؤں اور اپنی عظمت کے اظہار سے خوش ہوں۔ **مَیں ہمیشہ انکساری اور گمنامی کی زندگی پسند کرتا ہوں۔**‘‘ (ملفوظات جلد سوم صفحہ 9)

نیز فرمایا: ’’میرا یہ مسلک نہیں کہ میں ایسا تُندخُو اور بھیانک بن کر بیٹھوں کہ لوگ مجھ سے ایسے ڈریں، جیسے درندہ سے ڈرتے ہیں۔ مَیں بت بننے سے سخت نفرت رکھتا ہوں مَیں تو بت پرستی کو رد کرنے آیا ہوں نہ یہ کہ میں خود بت بنوں اور لوگ میری پوجا کریں۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ میں اپنے نفس کو دوسروں پر ذرا بھی ترجیح نہیں دیتا۔ میرے نزدیک متکبر سے زیادہ کوئی بُت پرست اور خبیث نہیں۔ متکبر کسی خدا کی پرستش نہیں کرتا بلکہ وہ اپنی پرستش کرتا ہے...... میں قریب 25 سال تک خلوت میں بیٹھا رہا ہوں اور کبھی **ایک لحظہ کے لئے بھی نہیں چاہا کہ دربار شہرت میں کرسی پر بیٹھوں**۔ مجھے طبعاً اس سے کراہت ہے۔‘‘ (ملفوظات جلد اول 311-310)

عاجزی وانکساری کا پیکر

ایک شخص حضرت کی خدمت میں آیا۔ اس نے سر نیچے جھکا کر آپ کے پاؤں پر رکھنا چاہا۔ حضرت نے ہاتھ کے ساتھ اس کے سر کو ہٹایا اور فرمایا ’’یہ طریق جائز نہیں السلام علیکم کرنا اور مصافحہ کرنا چاہئے۔‘‘

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 211)

اس ضمن میں ایک اور واقعہ ملاحظہ فرمائیں جس سے کئی سبق ملتے ہیں۔ اپنے خادموں اور مریدوں سے حسن سلوک، ان کی خدمت گزاری، عاجزی وخاکساری، بے تکلفی وغیرہ۔

میں تو آپ کا پہرہ دے رہا تھا

حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ بیان فرماتے ہیں:

’’آپ کے مزاج میں وہ تواضع اور انکسار اور ہضم نفس ہے کہ اس سے زیادہ ممکن نہیں۔ زمین پر آپ بیٹھے ہوں آپ کا قلب مبارک ان باتوں کو محسوس بھی نہیں کرتا۔ چار برس کا عرصہ گزرتا ہے کہ آپ کے گھر کے لوگ لدھیانہ گئے ہوئے تھے۔ جون کا مہینہ تھا اور اندر مکان نیا نیا بنا تھا۔ میں دوپہر کے وقت وہاں چارپائی بچھی ہوئی تھی اس پر لیٹ گیا۔ حضرت ٹہل رہے تھے۔ میں ایک دفعہ جاگا تو آپ فرش پر میری چارپائی کے نیچے لیٹے ہوئے تھے۔ میں ادب سے گھبرا کر اٹھ بیٹھا۔ آپ نے بڑی محبت سے پوچھا آپ کیوں اٹھے ہیں؟ میں نے عرض کیا آپ نیچے لیٹے ہوئے ہیں۔ میں اوپر کیسے سو رہوں۔ مسکرا کر فرمایا میں تو آپ کا پہرہ دے رہا تھا۔ لڑکے شور کرتے تھے انہیں روکتا تھا کہ آپ کی نیند میں خلل نہ آوے۔

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ صفحہ 41، از حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹی و ملفوظات جلد 1 صفحہ 310)

آپ نے کیا ہی خوب فرمایا:

جو خاک میں ملے اسے ملتا ہے آشنا
اے آزمانے والے یہ نسخہ بھی آزما
اے کرم خاک۔ چھوڑ دے کبر و غرور کو
زیبا ہے کبر حضرت رب غیور کو
بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں
شاید اسی سے دخل ہو دارالوصال میں
چھوڑ وغرور و کبر کہ تقویٰ اسی میں ہے
ہو جاؤ خاک مرضی مولیٰ اسی میں ہے

(روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 18-17)

فرمایا: ’’وہ شیطان ہے جو خدا کے سامنے انکسار اختیار نہ کرے۔‘‘

(روحانی خزائن جلد 21 صفحہ 269 حاشیہ)

ایک عظیم خلق۔ دشمنوں کے لئے دعا

خُلق عظیم کا ایک عظیم پہلو یہ ہے کہ دیکھا جائے کہ ایسا شخص اپنے دشمن کے بارہ میں کیا خیالات رکھتا ہے۔ اکثر تو یہ دیکھنے میں آتا ہے کہ دشمن کے لئے دعا تو دُور کی بات ہے لوگ اپنے مخالفین کا نام سننا بھی گوارا نہیں کرتے چہ جائیکہ اس کے لئے دعا کریں۔ مگر یہاں تو معاملہ ہی بالکل برعکس ہے۔ اعلان ہوتا ہے۔

’’شکر کی بات ہے ہمیں اپنا کوئی دشمن نظر نہیں آتا۔‘‘

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 68)

’’میں حلفاً کہتا ہوں کہ مَیں تو اپنے دشمن کا بھی سب سے بڑھ کر خیر خواہ ہوں۔‘‘ (ایضاً صفحہ 103)

دشمن کے لئے دعا کے بارہ میں فرمایا:

’’میرا تو یہ مذہب ہے کہ دعا میں دشمنوں کو بھی باہر نہ رکھے۔‘‘ (ملفوظات جلد اول صفحہ 353)

’’ہمیں اپنا کوئی دشمن نظر نہیں آتا جس کے واسطے دو تین مرتبہ دعا نہ کی ہو۔ ایک بھی ایسا نہیں۔ اور یہی میں تمہیں کہتا ہوں اور سکھاتا ہوں۔‘‘

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 69-68)

’’ہمارا مذہب یہی ہے کہ ہم بدی کرنے والے سے نیکی کرتے ہیں۔‘‘ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 130)

کافر و ملحد و دجّال ہمیں کہتے ہیں
نام کیا کیا غمِ ملّت میں رکھایا ہم نے
گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

پھر اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’میں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ تم دشمن کے مقابلہ پر صبر اختیار کرو۔ تم گالیاں سن کر چپ رہو۔ گالی سے کیا نقصان ہوتا ہے۔ گالی دینے والے کے اخلاق کا پتہ لگتا ہے۔ مَیں تو یہ کہتا ہوں کہ اگر تم کو کوئی زدوکوب بھی کرے تب بھی صبر سے کام لو...... مَیں تمہیں بار بار کہتا ہوں کہ ان سے نرمی کرو اور خدا تعالیٰ سے دعا کرو ...... اگر تمہارے نفسانی جوش اور بدزبانیاں ایسی ہیں جیسے تمہارے دشمنوں کی ہیں پھر تم ہی بتاؤ کہ تم میں اور تمہارے غیروں میں کیا فرق اور امتیاز ہوا؟ تمہیں تو چاہئے کہ ایسا نمونہ دکھاؤ کہ جو مخالف خود شرمندہ ہو جاوے۔ **بڑا ہی عقلمند** اور حکیم وہ ہے جو نیکی **سے دشمن کو شرمندہ** کرتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 131-130)

نیز فرمایا:

’’مخالفین کے ساتھ دشمنی سے پیش نہیں آنا چاہئے بلکہ زیادہ تر دعا سے کام لینا چاہئے۔‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 6)

گالیاں سن کر دعا دو پا کے دکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار
چپ رہو تم دیکھ کر ان کے رسالوں میں ستم
دم نہ مارو گر وہ ماریں اور کر دیں حال زار

حضرت مسیح موعودؑ کے ایک صحابی میاں نبی بخش نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ سے عرض کی کہ ایک ہندو نے مجھے تاکید کی تھی کہ میرے واسطے حضرت سے دعا کرائیں۔

فرمایا: ’’ہندو یا کسی اور مذہب کا آدمی جو دعا کے واسطے درخواست کرے ہم سب کے واسطے دعا کرتے ہیں۔‘‘

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 366)

یہ چند نمونے خُلق عظیم کے پیش کئے ہیں ورنہ اس موضوع پر کئی کتب لکھی جاسکتی ہیں۔

....

چند دیگر متفرق اخلاق عالیہ

اب حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ کے چند اقتباسات خلق عظیم بارے پیش ہیں۔

غَضِّ بَصَر

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب فرماتے ہیں:

’’آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے یا یونہی بلا ضرورت اِدھر اُدھر نظر اٹھانے کی عادت بالکل نہیں تھی بلکہ اکثر اوقات آنکھیں نیم بند اور نیچے کی طرف جھکی رہتی تھیں۔‘‘

(سلسلہ احمدیہ جلد اول صفحہ 187)

صبر واستقلال اور شجاعت

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں:

جب سے کہ آپ نے خدا سے الہام پا کر مسیح موعود ہونے کا اعلان کیا اس وقت سے لے کر اپنے یوم وصال تک **آپ کی زندگی** صبر اور استقلال اور شجاعت کا **ایسا شاندار منظر** پیش کرتی ہے جو سوائے خدا کے خاص الخاص بندوں کے کسی دوسری جگہ نظر نہیں آتا۔

دعوت ہر ہرزہ گو کچھ خدمت آساں نہیں
ہر قدم پر کوہِ ماراں ہر گزر میں دشت خار

اور دل بھی آپ کو خدا نے وہ عطا کیا تھا جو دنیا کی کسی طاقت کے سامنے مرعوب ہونے والا نہیں تھا۔

سخت جاں ہیں ہم کسی کے بغض کی پرواہ نہیں
دل قوی رکھتے ہیں ہم دردوں کی ہے ہم کو سہار
جو خدا کا ہے اسے للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پہ نہ ڈال اے روبۂ زار و نزار

صرف اس قدر کہنا کافی ہے کہ جب آپ نے اپنے دعویٰ کا اعلان کیا تو ہندوستان کی ہر قوم آپ کے مقابلہ کے لئے ایک جان ہو کر اٹھ کھڑی ہوئی اور یوں نظر آتا تھا کہ ایک چھوٹی سی کشتی جسے ایک کمزور انسان اکیلا بیٹھا ہوا ایک ٹوٹے پھوٹے چپو کے ساتھ چلا رہا ہے چاروں طرف سے سمندر کی مہیب موجوں کے اندر گھری ہوئی ہے اور طوفان کا زور اسے یوں اٹھاتا اور گراتا ہے کہ جیسے کسی تیز آندھی کے سامنے ایک کاغذ کا پرزہ اِدھر اُدھر اڑتا پھرتا ہو مگر یہ شخص قطعاً ہراساں نہیں ہوتا بلکہ برابر چپّو مارتا ہوا اور **خدا کی حمد کے گیت گاتا** ہوا آگے **بڑھتا جاتا ہے اور سمندر کے لرزہ خیز طوفان کو ایک پر پشہ** کے برابر بھی حیثیت نہیں دیتا۔ یہی وہ منظر تھا جس نے دشمنوں تک کے دل کو موہ لیا اور وہ بے اختیار ہو کر بول اٹھے کہ خواہ مرزا صاحب کے عقائد سے ہمیں کتنا ہی اختلاف ہو مگر اس میں شبہ نہیں کہ

’’اس نے **مخالفتوں کی آگ میں** سے ہو کر اپنا راستہ صاف کیا اور **ترقی کے انتہائی عروج** تک پہنچ گیا۔‘‘

(اخبار کرزن گزٹ دہلی)

اور پھر ’’مرزا صاحب اپنے آخری دم تک اپنے مقصود پر ڈٹے رہے اور ہزاروں مخالفتوں کے باوجود ذرا بھی لغزش نہیں کھائی۔‘‘

(آریہ اخبار اندر لاہور۔ سلسلہ احمدیہ جلد اول صفحہ 194-193)

سچائی وراست گفتاری

حضرت خلیفہ اولؓ فرماتے ہیں:

’’**میں نے اپنے زمانہ میں مرزا غلام احمد** صاحب کو دیکھا، **سچا پایا اور بہت ہی راست باز** تھا۔‘‘ (حقائق الفرقان جلد دوم صفحہ 199)

مکرم برکت علی خاں صاحب گڑھ شنکری حضرت مسیح موعودؑ کی پہلی بار زیارت کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’مسجد مبارک میں پہنچنے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک کھڑکی میں سے مسجد مبارک میں تشریف لائے۔ میں نے جب حضور کو دیکھا تو بے اختیار میری زبان سے نکلا کہ **یہ تو سراپا نور ہی نور ہے۔ یہ تو سچوں اور راست بازوں کا سا چہرہ ہے۔** یہ وہی شخص ہے...... جس **مقدس وجود باجود** کی مجھے تلاش تھی۔ الحمد للہ۔‘‘

(اصحاب احمد جلد 7 صفحہ 202)

ایک چینی قیافہ شناس کی گواہی

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

’’ایک عرب صاحب نے بیان کیا کہ ایک دفعہ ایک چینی آدمی کے روبرو میں نے آپ کی تصویر کو پیش کیا۔ وہ بہت دیر تک دیکھتا رہا آخر بولا کہ **یہ شخص کبھی جھوٹ بولنے والا نہیں ہے۔** پھر میں نے اور تصاویر بعض سلاطین کی پیش کیں مگر ان کی نسبت اس نے کوئی مدح کا کلمہ نہ نکالا اور بار بار آپ کی تصویر کو دیکھ کر کہتا رہا کہ **یہ شخص ہرگز جھوٹ بولنے والا نہیں۔**‘‘ (ملفوظات جلد دوم صفحہ 80-579)

آپ کے صحابی حضرت منشی اوڑا خاں صاحبؓ نے ایک مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بارہ میں فرمایا کہ

’’**آپ سے زیادہ سچا** اور زیادہ دیانت دار اور **خدا پر زیادہ ایمان** رکھنے والا شخص مَیں نے نہیں دیکھا۔ انہیں دیکھ کر کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ شخص جھوٹا ہے۔ باقی تو مَیں ان کے منہ کا بھوکا تھا۔ (اصحاب احمد جلد 4 صفحہ 94)

اس بارہ میں صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی گواہی بھی ہے آپ فرماتے ہیں:

حضرت مسیح موعودؑ کی راست گفتاری نہایت نمایاں اور مسلم تھی ...... اس معاملہ میں انسان کا اصل امتحان عام حالات میں نہیں ہوتا بلکہ اس وقت ہوتا ہے جب وہ ایسے

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

حالات میں بھی صداقت پر قائم رہے جبکہ ایسے کرنے میں اس کی ذات یا اس کے عزیز واقارب یا اس کے دوستوں اور تعلق داروں یا اس کی قوم و ملک کو کوئی نقصان پہنچتا ہو۔ ان حالات میں راست گفتاری حقیقتاً ایک بڑی قربانی کا رتبہ رکھتی ہے اور وہی شخص اسے اختیار کرسکتا ہے جو سچائی کے مقابلہ پر ہر دنیوی نفع اور دنیوی رشتہ کو قربان کرنے کے لئے تیار ہو اور سچائی کے اختیار کرنے میں بظاہر جتنا زیادہ خطرہ درپیش ہو اتنا ہی اس کے مقابلہ پر اس قربانی کا درجہ زیادہ بلند ہوجاتا ہے...... آپ کی زندگی میں ایسے متعدد موقعے پیش آئے کہ جب راستی کو اختیار کرنا آپ کے لئے بظاہر بہت بڑے نقصان یا خطرے کا باعث تھا مگر آپ نے ہر ایسے موقعہ پر اپنے نفع اور **فائدہ کو ایک پر پشہ** کے برابر بھی حیثیت نہیں دی اور ایک مضبوط چٹان کی طرح **صداقت اور راستی پر قائم رہے** اور ہر قسم کے نقصان اور خطرے کو برداشت کیا **مگر سچ کا دامن نہیں چھوڑا**۔''

(سلسلہ احمدیہ جلد اول صفحہ 199,200)

مجسّم رحمت وجود

آنحضرت ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے مخاطب کر کے فرمایا: **وَ مَا اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْن** کہ اے محمدؐ ہم نے تجھے تمام عالمین کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو آنحضرتؐ کے ظلِّ کامل، مظہر کامل اور آپؐ کے رنگ میں رنگین تھے وہ بھی آپؐ کی اس صفت رحمت کے حامل تھے۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں:

''**حضرت مسیح موعودؑ کا وجود ایک مجسم رحمت تھا** ۔ وہ رحمت تھا اسلام کے لئے اور رحمت تھا اس پیغام کے لئے جسے لے کر وہ خود آیا تھا۔ وہ رحمت تھا اُس بستی کے لئے جس میں وہ پیدا ہوا اور **رحمت تھا دنیا کے لئے** جس کی طرف وہ مبعوث کیا گیا۔ وہ رحمت تھا اپنے اہل وعیال کے لئے اور رحمت تھا اپنے خاندان کے لئے۔ وہ رحمت تھا اپنے دوستوں کے لئے اور رحمت تھا اپنے دشمنوں کے لئے۔ اس نے رحمت کے بیج کو چاروں طرف بکھیرا۔ اوپر بھی اور نیچے بھی، آگے بھی اور پیچھے بھی، دائیں بھی اور بائیں بھی۔''

(سلسلہ احمدیہ جلد اول صفحہ 211)

اقوال زرّیں جو آپ کے خُلق عظیم پر دلالت کرتے ہیں

یوں تو بے شمار ایسے اقوال ہیں جو آپ کی خداداد شخصیت اور خُلق عظیم پر دلالت کرتے ہیں ۔ نیز یہ ایسے اقوال ہیں جن پر اگر عمل ہو تو عظیم روحانی انقلاب برپا ہوسکتا ہے اور انسان کو روحانی پاکیزگی عطا ہوتی ہے اور کایا پلٹ سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان پر عمل کی توفیق دے۔ آمین۔

نمونۃً چند اقوال پیش کئے جاتے ہیں ۔ ورنہ اس پر کئی کتب تیار ہوسکتی ہیں۔

☆ عیب کسی کا اس وقت بیان کرنا چاہئے جب پہلے کم از کم چالیس دن اس کے لئے رو رو کر دعا کی ہو۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 61)

☆ تقویٰ وطہارت میں ترقی کرو تو اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہوگا۔ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 112)

☆ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ عملی راستی دکھاؤ تا وہ تمہارے ساتھ ہو۔ (ایضاً)

☆ تم اپنے پاک نمونہ اور عمدہ چال چلن سے ثابت کر کے دکھاؤ کہ تم نے اچھی راہ اختیار کی ہے۔

(ایضاً صفحہ 157)

☆ ہر قسم کے فساد اور ہنگامہ کی جگہوں سے بچتے رہو اور گالیاں سن کر بھی صبر کرو۔ بدی کا جواب نیکی سے دو۔

(ایضاً صفحہ 157)

☆ تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو یاد رکھو کہ تم ہر شخص سے خواہ وہ کسی مذہب کا ہو ہمدردی کرو اور بلا تمیز ہر ایک سے نیکی کرو۔ (ایضاً صفحہ 219)

☆ وفاداری اور اخلاص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا اور حکموں پر گردن جھکائی جاوے۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 45)

☆ ریاکاری ایک بہت بڑا گند ہے جو انسان کو ہلاک کر دیتا ہے۔ (ایضاً صفحہ 8)

☆ ہر بات اور فعل میں اللہ تعالیٰ کو نصب العین بنانا چاہئے ورنہ خدا کی قبولیت کے لائق ہرگز نہ ٹھہرے گا۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 220)

☆ وہ سچا اور زندہ خدا جس کی طرف رجوع کر کے...... جس کے ساتھ تعلق پیدا کر کے انسان اپنی گناہ آلود زندگی سے نجات پاتا ہے۔ پھر خدا اس کا اور وہ خدا کا ہوجاتا ہے۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 327)

☆ یاد رکھو تکبر شیطان سے آیا ہے اور شیطان بنا دیتا ہے۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 212)

☆ کسی طرح سے بھی تکبر نہیں کرنا چاہئے نہ علم کے لحاظ سے، نہ دولت کے لحاظ سے، نہ وجاہت کے لحاظ سے، نہ ذات اور خاندان اور حسب نسب کی وجہ سے'' (ایضاً)

*'' خدا تعالیٰ سے ڈرو اور توبہ کرو کیونکہ توبہ کرنے والے کی عقل تیز ہوتی ہے۔'' (ایضاً صفحہ 566)

☆ خدا تعالیٰ کی باتوں کو جو سمجھ لے وہی سعید ہوتا ہے۔

(ایضاً)

☆ جو شخص کسی پر تہمت لگاتا ہے وہ مرتا نہیں جب تک اس میں گرفتار نہ ہوجائے (ایضاً صفحہ 282)

☆ اخلاق کی کمزوری بھی ایک دیوار ہے جو خدا اور بندے کے درمیان حائل ہوجاتی ہے۔ (ایضاً صفحہ 100)

☆ جو شخص سچائی اختیار کرے گا کبھی نہیں ہوسکتا کہ ذلیل ہو اس لئے کہ وہ خدا تعالیٰ کی حفاظت میں ہوتا ہے۔

(ایضاً صفحہ 639)

☆ ایسی نیکی جس میں گند ملا ہوا ہو کسی کام کی نہیں۔

(ایضاً صفحہ 640)

☆ اگر اخلاص ہو تو اللہ تعالیٰ تو ایک ذرہ بھی کسی نیکی کو ضائع نہیں کرتا۔ (ایضاً)

☆ اگر خدا تعالیٰ کی کچھ بھی عظمت ہو تو ساری سستی اور غفلت جاتی رہے اس لئے خدا تعالیٰ کی عظمت کو دل میں رکھنا چاہئے اور اس سے ڈرنا چاہئے۔ (ایضاً صفحہ 641)

☆ نوع انسان پر شفقت اور اس سے ہمدردی کرنا بہت بڑی عبادت ہے۔ (ایضاً صفحہ 438)

☆ مَیں سچ کہتا ہوں کہ تم کسی کو اپنا ذاتی دشمن نہ سمجھو اور اس کینہ توزی کی عادت کو بالکل ترک کر دو۔

(ایضاً صفحہ 440)

☆ انسان کو چاہئے کہ اپنے دل کو صاف کرے اور خدا تعالیٰ سے سچا تعلق پیدا کرے۔ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 15)

☆ بد ہے وہ شخص جو دوسرے کو دھوکہ دیتا ہے مگر بدتر وہ ہے جو اپنے آپ کو بھی دھوکہ دیتا ہے۔

(ملفوظات جلد 5 ص 235)

☆ مبارک ہے وہ جو دین کو اور خدا تعالیٰ کو سب چیزوں پر مقدم رکھتا ہے۔ کیونکہ خدا بھی اسے مقدم رکھے گا۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 235)

☆ اللہ کریم کا فضل مانگتے رہو۔ اسباب پر بھروسہ مت کرو۔ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 279)

☆ یاد رکھو جو امن کی حالت میں ڈرتا ہے وہ خوف کی حالت میں بچایا جاتا ہے۔ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 280)

☆ بار بار استغفار کرو تا کہ جو قوت گناہ کی انسان کی فطرت میں ہے وہ ظہور میں نہ آوے۔

(ملفوظات جلد 5 ص 281)

☆ جو شخص اپنے بھائیوں سے صاف صاف معاملہ نہیں کرتا وہ خدا تعالیٰ کے حقوق بھی ادا نہیں کرسکتا۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 408)

☆ یاد رکھو اگر اس جماعت میں سچی ہمدردی نہ ہوگی تو پھر یہ تباہ ہوجائے گی۔ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 408)

☆ توّاب ان کو کہا جاتا ہے جو بکلّی خدا کی طرف رجوع کر لیتے ہیں۔ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 409)

☆ جب تک انسان کا دل صاف نہ ہو اس کی عملی حالت درست نہیں ہوسکتی۔ (ملفوظات جلد 5 ص 409)

☆ ہماری جماعت کا اعلیٰ فرض ہے کہ وہ اپنے اخلاق کا تزکیہ کریں......کوئی کتّا اور بلی بھی ان کے احسان سے محروم نہ رہے۔ چہ جائیکہ بنی آدم۔ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 326)

☆ اگر خدا تعالیٰ ناراض ہے تو خواہ ساری دنیا تم سے خوش ہو وہ بے فائدہ ہے۔ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 132)

☆ ہماری جماعت کو چاہئے کہ **راتوں کو رو رو کر دعائیں** کریں۔ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 132)

☆ جس قدر کوئی شخص انصاف اختیار کرتا ہے اسی قدر روشن ضمیر ہوجاتا ہے۔ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 531)

☆ چاہئے کہ جو شخص کسی ذمہ داری کے عہدہ پر مقرر ہو تو وہ لوگوں سے خواہ امیر ہوں یا غریب نرمی اور اخلاق سے پیش آئے کیونکہ اس میں ...... خود اس کی بھی بہتری ہے۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 533)

☆ اخلاص جیسی اور کوئی تلوار دلوں کو فتح کرنے والی نہیں ۔ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 60)

☆ بیمار کو چاہئے کہ توبہ و استغفار میں مصروف ہو۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 660)

☆ صدقہ و استغفار سے ردّ بلا ہوتا ہے۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 630)

☆ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جلدی توبہ کرو کہ انسان کے گرد چیونٹیوں سے بڑھ کر بلائیں ہیں۔

(ملفوظات جلد 5 ص 638)

☆ خدا تعالیٰ کی طرف آنے والا کبھی ضائع نہیں کیا جاتا دین بھی اسے ملتا ہے اور دنیا بھی اس کیلئے حاضر کی جاتی ہے۔ (ملفوظات جلد 5 صفحہ 549)

☆ فروتنی کرنے والا ہی خدا تعالیٰ کا محبوب ہوتا ہے۔

(ملفوظات جلد 5 صفحہ 548)

☆ نماز خدا کا حق ہے اسے خوب ادا کرو ...... وفا اور صدق کا خیال رکھو۔ اگر سارا گھر غارت ہوتا ہو تو ہونے دو مگر نماز کو ترک مت کرو۔ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 591-92)

☆ جس کو خدائی کا جلوہ دیکھنا ہے اسے چاہئے کہ دعا کرے۔ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 618)

☆ اس کے بندوں پر رحم کرو اور ان پر زبان یا ہاتھ یا کسی تدبیر سے ظلم نہ کرو۔ (روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 11)

☆ غریب اور حلیم اور نیک نیت اور مخلوق کے ہمدرد بن جاؤ تا قبول کئے جاؤ۔ (روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 11)

☆ چاہئے کہ ہر ایک صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقویٰ سے رات بسر کی اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا۔

(روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 12)

☆ تم آپس میں جلد صلح کرو اور اپنے بھائیوں کے گناہ بخشو کیونکہ شریر ہے وہ انسان کہ جو اپنے بھائی کے ساتھ صلح پر راضی نہیں۔ (روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 12)

☆ تم اگر چاہتے ہو کہ آسمان پر تم سے خدا راضی ہو تو تم باہم ایسے ایک ہوجاؤ جیسے ایک پیٹ میں سے دو بھائی۔

(روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 13,12)

☆ ہر ایک ناپاک آنکھ اس سے دور ہے۔ ہر ایک ناپاک دل اس سے بے خبر ہے۔ (روحانی خزائن جلد 19 ص 13)

☆ تم سچے دل سے اور پورے صدق سے ...... خدا کے دوست بنو تا وہ بھی تمہارا دوست بن جائے۔

(روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 13)

☆ اپنی بیویوں پر اور اپنے غریب بھائیوں پر رحم کرو تا آسمان پر تم پر بھی رحم ہو۔ (روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 13)

☆ زمین تمہارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتی اگر تمہارا آسمان سے پختہ تعلق ہے ...... اگر تمہاری زمینی عزت ساری جاتی رہے تو خدا تمہیں ایک لازوال عزت آسمان پر دے گا سو تم اس کو مت چھوڑو۔ (روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 15)

☆ تم اپنے دلوں کو سیدھے کر کے اور زبانوں اور آنکھوں اور کانوں کو پاک کر کے اس کی طرف آجاؤ کہ وہ تمہیں قبول کرے گا۔ (روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 15)

☆......☆......☆

بقیہ: تربیتِ اولاد اور انصاراللہ کی ذمہ داریاں

......................از صفحہ نمبر 2

☆ بے مقصد فیشن سے بچائیں:

بچوں کو یہ سمجھانے کی ضرورت ہے کہ فیشن ایک لعنت اور احساسِ کمتری کی علامت ہے خواہ وہ سر کے بالوں، کڑوں، لاکٹس، تعویذوں، بُندوں یا لباس سے متعلق ہو۔ یہ سب ذہنی غلامی کی دلیل ہے کیونکہ یہی فیشن کچھ دن پہلے تک تو انتہائی ناپسندیدہ تھا جسے کوئی مفت بھی لینے کو تیار نہ تھا مگر آج ایک اچھی خاصی رقم خرچ کر کے اسے اختیار کیا جارہا ہے جس کی وجہ اندھی تقلید کے علاوہ کچھ نہیں۔ اس لئے فیشن پرست نہ بنیں بلکہ فیشن بنانے والے بنیں۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ اس بارے میں بھی زبردستی فائدہ مند ثابت نہیں ہوتی، سمجھانے سے انسان اپنے اندر تبدیلی پیدا کیا کرتا ہے۔ جب تک اندر کے انسان کو نہیں بدلیں گے بیرونی انسان وقتی طور پر بدلنے سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔

☆ کیرئیر کے انتخاب میں رہنمائی اور مدد مہیا کریں:

سکول کی تعلیم کے دوران ہی اس امر کا اطمینان کر لینا چاہیئے کہ بچے کو آئندہ مستقبل کے کیریئر کے سلسلے میں تمام ممکنہ فیلڈز اور اُن میں داخلے کی شرائط اور طریق اور ان کے فوائد کے بارے میں ہر ممکن معلومات حاصل ہو جائیں۔ پھر بچے کی دلچسپی اور صلاحیتوں کا اچھی طرح جائزہ لیتے ہوئے موزوں ماہرین سے اُس کے رابطہ اور مشورہ کی کوئی صورت نکالنا اُس کے لئے نہایت مفید ہوسکتا ہے۔ اس مرحلہ پر اگر بچے کو مختلف ممکنہ فیلڈز میں کچھ وقت گزارنے کا موقع میسر آسکے تو یہ بھی اُس کے لئے فائدہ مند ثابت ہوسکتا ہے۔ اس طرح کیریئر کے انتخاب کے سلسلے میں اپنا فیصلہ ٹھونسنے کی بجائے بچے کو از خود اپنے مستقبل کا فیصلہ کرنے میں اچھی مدد مہیا کرنی چاہئے۔

(باقی آئندہ)..................................

بقیہ رپورٹ دورۂ سویڈن از صفحہ نمبر 20

اور، دوستوں کے لئے اور پیار ہوتا ہے اور والدین کے لئے ایک مختلف پیار ہوتا ہے۔ انہی پیار کے مختلف مراتب کو مدّنظر رکھتے ہوئے ہم دنیا کے ہر شخص سے پیار کرتے ہیں اور کسی کو نقصان نہیں پہنچانا چاہتے۔ ہر ایک کے لئے ہمدردی رکھتے ہیں۔

❁......اس کے بعد موصوفہ نے سوال کیا کہ آپ کا ان نوجوانوں کے بارہ میں کیا خیال ہے جو یہاں مالمو میں اور سویڈن میں ISIS میں شامل ہو رہے ہیں؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ISIS کیا چیز ہے؟ یہ ایک تنظیم ہے جو کہ نام نہاد لیڈرز نے اپنے ذاتی مفادات کی خاطر بنائی ہوئی ہے اور یہ لوگ نوجوان نسل کو اپنے ساتھ شامل کرنے کے لئے مختلف قسم کی لالچ دیتے ہیں۔ مثال کے طور پر جب وہ مر جائیں گے تو جنت میں جائیں گے اور اگر زندہ بچ جاتے ہیں تو اسلام کی خدمت کر رہے ہیں۔ مگر درحقیقت یہ درست نہیں ہے۔ جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا کہ پیغمبر اسلام رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ آخری زمانہ میں لوگ اسلامی تعلیمات کو بھلا دیں گے۔ اور ان کی ہدایت کے لئے ایک شخص آئے گا اور ہمارا ایمان ہے وہ شخص مرزا غلام احمد آف قادیان بانی جماعت احمدیہ کی صورت میں آ چکا ہے۔ ایسی کوئی بھی تنظیم یا کوئی بھی شخص جو ان تنظیموں میں شامل ہوتا ہے جو شدّت پسندی کی تعلیم دے رہے ہیں تو یہ عمل سراسر اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔ ایسے لوگ جو کچھ کر رہے ہیں وہ ٹھیک نہیں ہے۔

❁......خاتون صحافی نے سوال کیا کہ آپ کی جماعت نوجوان نسل کو ISIS میں شامل ہونے سے روکنے کے لئے کیا اقدامات کرتی ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جماعت احمدیہ کے علاوہ دوسرے نوجوانوں پر تو ہم کوئی اثر و رسوخ نہیں رکھتے اور ہماری جماعت میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں ہے جس نے ISIS میں شامل ہونے کی خواہش کی ہو۔ ہم امن پسند لوگ ہیں اور ہم اپنی جماعت کے افراد اور بچوں کو بچپن سے ہی سکھاتے ہیں کہ وہ امن پسند بنیں اور ان کے سامنے اسلام کی حقیقی تصویر رکھتے ہیں۔ پس احمدیوں میں سے آپ کو ایسا کوئی شخص نہیں ملے گا۔ جہاں تک دوسرے مسلمانوں کا تعلق ہے تو ہم انہیں یہ ضرور کہتے ہیں کہ یہ سراسر اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔ مگر اُن پر ہمارا اثر ورسوخ نہیں ہے۔ اسی لئے ہم حکومتوں سے کہتے ہیں کہ یہ لوگ آپ کی رعایا ہیں اس لئے آپ کو ایسے قوانین بنانے چاہئیں یا ایسے اقدام کرنے چاہئیں جن سے یہ نوجوان شدت پسند تنظیموں میں شامل ہونے سے رک جائیں۔

❁......خاتون صحافی نے کہا آپ نے اس debate کے متعلق تو سنا ہوگا جس میں مسلمان لیڈر نے عورت کے ساتھ ہاتھ ملانے سے انکار کر دیا؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: میرے نزدیک یہ کوئی بڑا مسئلہ نہیں ہے۔ میں خود بھی عورتوں کے ساتھ ہاتھ نہیں ملاتا۔ ہر قبیلہ اور قوم کے اپنے رسوم و رواج ہوتے ہیں۔ ہم عورت کی عزت کی خاطر اس سے ہاتھ نہیں ملاتے۔ میں بعض اوقات جھک جاتا ہوں جو کہ ہاتھ ملانے سے زیادہ باعثِ عزت ہے۔ ہندو ہاتھ جوڑ کر نمستے کہتے ہیں۔ جاپانی جھکتے ہیں۔ اسی طرح دنیا کی مختلف قوموں کے مختلف رسوم و رواج ہیں۔ نائیجیریا میں

بعض قبیلے ہیں جن کے چیف دوسرے لوگوں کے سامنے کھانا نہیں کھاتے چاہے کوئی ملک کا سربراہ ہی کیوں نہ ہو۔ بعض افریقن قبیلوں کے چیفس جب ہم سے ملنے کے لئے آتے ہیں اور ہمارے یوکے میں سالانہ جلسہ میں شامل ہوتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ ہمارے اپنے طور طریق ہیں۔ ہم یہ نہیں کریں گے، ہم ایسے بیٹھیں گے، ہم آپ کے ساتھ کھانا نہیں کھائیں گے وغیرہ اور ہم ان لوگوں کی عزت کرتے ہیں کیونکہ وہ ہمارے ملک میں ہمارے مہمان بن کر آتے ہیں۔ اگر آپ یہ کہیں کہ بے شک آپ مسلمان ہیں لیکن چونکہ آپ یورپ میں رہ رہے ہیں اور یورپ کے یہی رسوم و رواج ہیں کہ عورت کے ساتھ ہاتھ ملایا جائے تو ٹھیک ہے ہم عورت کی عزت کرتے ہیں اس کا احترام کرتے ہیں لیکن یہ ضروری نہیں کہ ہاتھ ملانا ہی ان کی عزت کے اظہار کا ذریعہ ہے۔ میں کہتا ہوں کہ میرے دل میں عورت کی زیادہ قدر ہے بہ نسبت اس کے جو عورت کے ساتھ ہاتھ ملاتا ہے اور بظاہر اس کے سامنے بڑا اچھا دِکھتا ہے۔

❁...... خاتون صحافی نے کہا کہ اس کا مطلب ہے کہ اگر آپ عورت کے ساتھ مصافحہ نہیں کرتے تو آپ صحیح طور پر معاشرے میں integrate نہیں کر رہے۔

اس کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: آپ integration کی کیا تعریف کرتی ہیں؟ میں نے بہت سے سیاستدانوں سے پوچھا ہے مگر وہ integration کی صحیح تعریف نہیں بتا سکے۔ میرے نزدیک integration کا مطلب ہے کہ اپنے ملک سے پیار کریں اور ہمارے عقیدہ کے مطابق ملک سے پیار آپ کے ایمان کا حصہ ہے۔ اگر کوئی پاکستانی یا کوئی افریقن جو ہجرت کر کے سویڈن آیا ہے اور یہاں آ کر سویڈش شہریت حاصل کر لی ہے تو پھر اس کو سویڈن سے پیار کرنا ہوگا۔ اسے ملک کے ساتھ وفادار رہنا ہوگا۔ اگر اس ملک پر دشمن کی طرف سے حملہ ہوتا ہے تو اسے ملک کی افواج میں شامل ہو کر اس کا دفاع کرنا ہوگا۔ اسے ملک کی ترقی کے لئے کردار ادا کرنا ہوگا۔ اسے اس ملک کے لئے ریسرچ کرنی ہوگی۔ اسے اس ملک کے لوگوں سے پیار کرنا ہوگا۔ اس کو قانون پر عمل کرنا ہوگا اور ان تمام قوانین کا احترام کرنا ہوگا جو کہ حکمرانوں اور پارلیمنٹس کے ذریعہ نافذ ہوئے ہیں۔ پس یہ integration ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اب دنیا سمٹ چکی ہے۔ نقل و حرکت میں آزادی ہے۔ اس ملک میں اور دیگر ممالک میں بھی صرف عیسائی یا یہودی نہیں رہ رہے بلکہ مسلمان، ہندو، بدھ مت کے ماننے والے اور دیگر مذاہب کے لوگ بھی رہ رہے ہیں۔ اور ان لوگوں کے اپنے اپنے رسوم و رواج ہیں۔ اگر آپ یہ کہیں کہ انہیں اپنے وہ رسوم و رواج بھی ترک کرنے ہوں گے جن سے ملکی قانون کو کوئی ٹھیس نہیں پہنچ رہی یا جن سے ملک کے لوگوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچ رہا تو درست نہ ہوگا۔ آپ کو ان کے ذاتی معاملات میں دخل اندازی نہیں کرنی چاہئے۔ خواہ ان معاملات کا تعلق ان کے مذہب سے ہو یا ان کے اپنے رسوم و رواج سے ہو۔ کیونکہ وہ ملک کے وفادار ہیں اور یہی integration ہے۔

❁......اس کے بعد موصوفہ نے پوچھا کہ یورپین میوزک competition کون جیتے گا؟ اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ مَیں ایسی چیزوں میں دلچسپی نہیں رکھتا۔

❁......موصوفہ نے اگلا سوال کیا کہ جب ہم آپ کا انٹرویو کرنے کے لئے یہاں آئے تھے تو ہمیں سیکیورٹی چیک سے گزرنا پڑا تھا۔ مجھے پتہ چلا ہے کہ پاکستان میں آپ کی جماعت پر مظالم ہوتے ہیں۔ آپ اس کو کیسے دیکھتے ہیں؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: گو کہ ہم پر پاکستان میں ظلم کئے جا رہے ہیں لیکن اس کے باوجود احمدیوں کی ایک بڑی تعداد جو کہ لاکھوں میں ہے پاکستان میں مقیم ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پاکستان میں مَیں نے بھی بے بنیاد الزامات کی بنیاد پر چند دنوں کی قید کاٹی ہے۔ لیکن میں نے خلیفہ منتخب ہونے تک وہ ملک نہیں چھوڑا۔ ہمیں ان مظالم کا سامنا تو کرنا پڑ رہا ہے کیونکہ ان مظالم کے پیچھے حکومت کا ہاتھ ہے۔ وہاں احمدیوں کے خلاف قوانین نافذ کئے گئے ہیں کہ ہم اپنے عقیدہ کا نہ تو اظہار کر سکتے ہیں اور نہ ہی تبلیغ کر سکتے ہیں۔ ہم اپنی عبادت کی جگہوں کو مسجد نہیں کہہ سکتے۔ ہم اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے ہیں مگر وہاں ہم اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہہ سکتے یہاں تک کہ قانون کی رو سے ہم اپنے بچوں کے مسلمانوں کی طرح کے نام بھی نہیں رکھ سکتے۔ پس اس طرح کے مظالم کا وہاں ہمیں سامنا تو ہے۔

❁......اس پر صحافی خاتون نے پوچھا کہ کیا آپ کو یورپ میں بھی خطرہ ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یورپ میں تو radicalised نوجوان نسل سے ہر ایک کو خطرہ ہے جیسا کہ آپ نے پہلے کہا۔ لیکن چونکہ مسلمانوں کی بڑی تعداد یا مسلمانوں کے بعض فرقے اور گروہ احمدیوں کے خلاف ہیں اس لئے وہ احمدیوں کو نقصان پہنچا سکتے ہیں اور ممکن ہے کہ وہ جماعت کے سربراہ کو بھی اپنا نشانہ بنائیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب مَیں یہاں ہوتا ہوں تو عام دنوں سے بڑھ کر چیکنگ اور سیکورٹی کا خیال رکھا جاتا ہے۔ اور جب میں یہاں نہیں بھی ہوتا تو تب بھی سیکیورٹی چیکنگ کا انتظام ہوتا ہے۔ احمدیوں میں سے ہر ایک کے پاس اپنا Identity Card ہوتا ہے جسے سکین کروانے کے بعد وہ مسجد میں داخل ہوتا ہے۔ یہ صرف حفاظتی اقدام کی خاطر کیا جاتا ہے۔ ہمیں بعض یورپین ممالک کے حکام کی طرف سے بھی کہا گیا ہے کہ ہمیں حفاظتی تدابیر اختیار کرنی چاہئیں۔

❁......انٹرویو کے آخر میں خاتون صحافی نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ جمعہ اور ہفتہ کے روز آپ کی مسجد کے حوالہ سے تقریبات منعقد ہو رہی ہیں۔ اس مسجد کے حوالہ سے آپ کچھ کہنا چاہیں گے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جمعہ کے روز ہمارا ہفتہ وار روایتی مذہبی اجتماع ہوتا ہے جس کا انعقاد یہاں جمعہ کے روز دوپہر کے وقت ہوگا۔ ہفتہ کو رسمی طور پر مہمانوں کے لئے ایک تقریب کا انتظام کیا گیا ہے۔ مجھے امید ہے کہ آپ کو بھی اس تقریب میں مدعو کیا ہوگا۔ اگر نہیں کیا تو میں آپ کو دعوت دیتا ہوں کہ آپ ہفتہ کے روز آئیں اور اس تقریب میں شامل ہوں۔ وہاں میں مختصراً اسلامی تعلیمات کے متعلق بتاؤں گا کہ مسلمانوں کو کیا کرنا چاہئے اور احمدیت کیا ہے اور ہماری جماعت کا مقصد کیا ہے۔

اس کے بعد موصوفہ نے آخر پر ایک مرتبہ پھر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا شکریہ ادا کیا۔

....

سویڈن کے لوکل اخبار Skanska Dagbladat کے صحافی کو انٹرویو

❁......اس کے بعد لوکل اخبار Skanska Dagbladat کے جرنلسٹ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا انٹرویو کیا۔ انٹرویو شروع کرنے سے پہلے صحافی نے بتایا کہ وہ پہلے اس مسجد کے حوالہ سے اخبار میں لکھ چکے ہیں۔ اس کے بعد صحافی نے پوچھا کہ کچھ عرصہ پہلے مالمو سے تعلق رکھنے والا ایک نوجوان دہشتگردی کے الزام میں برسلز میں گرفتار کیا گیا ہے۔ ISIS جس طرح لوگوں کو بھرتی کر رہی ہے وہ سب سے بڑا مسئلہ ہے۔ اس حوالہ سے آپ کیا کہیں گے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اس حوالہ سے میں لمبے عرصہ سے خبردار کر رہا ہوں کہ حکومتوں کو اس بارہ میں اقدامات کرنے چاہئیں۔ اگر آپ کو مسلمانوں کے سکولوں یا مسجدوں وغیرہ میں کسی پر شک ہے تو باقاعدہ ان کی نگرانی کرنی چاہئے۔ اگر مکمل احتیاط کی جائے تو میرا نہیں خیال کہ کوئی بھی یہ ملک چھوڑ کر ISIS میں شامل ہو سکتا ہے۔ اگر ان لوگوں کو radicalise کیا جا رہا ہے تو یہاں اس ملک کے اندر ہی کیا جا رہا ہے۔ اور یہ حکومت کا کام ہے کہ وہ دیکھے کہ ان لوگوں کو کس طرح شدّت پسندی کی تعلیم دی جا رہی ہے؟ جہاں تک احمدی مسلمانوں کا تعلق ہے تو ہمارا عقیدہ ہے کہ اسلامی تعلیمات بڑی وضاحت کے ساتھ انتہا پسندی اور ظلم و ستم کی مذمت کرتی ہیں۔ اور جہاں تک احمدی نوجوانوں یا کسی بھی احمدی کا تعلق ہے تو آپ کبھی بھی کسی احمدی کو نہیں دیکھیں گے کہ وہ ملک چھوڑ کر ISIS یا دیگر انتہا پسند گروپوں میں شامل ہوا ہو۔ کیونکہ ہماری تعلیمات تو پیار، محبت اور ہم آہنگی پر مشتمل ہیں۔ ان اسلامی تعلیمات کا شدّت پسندی سے دُور دُور کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور میرا یقین ہے کہ ہر مذہب کی

بنیادی تعلیم یہی محبت، پیار اور ہم آہنگی ہی ہے۔

❁......اس کے بعد صحافی نے کہا کہ جو نوجوان ISIS چھوڑ کر واپس برطانیہ یا سویڈن آرہے ہیں ان کے بارہ میں آپ کا کہنا ہے کہ انہیں دوسرا موقع ملنا چاہئے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: دیکھیں جب آپ نے انہیں ہر جگہ جانے کی مکمل آزادی دی ہوئی ہے تو آپ انہیں چیک نہیں کر سکتے۔ پس ان لوگوں کو جیلوں میں نہیں بلکہ بعض ہوسٹلز میں رکھنا چاہئے تاکہ آپ ان پر نظر رکھیں اور انہیں بتائیں کہ ملک کے ساتھ وفاداری کیا چیز ہوتی ہے؟ اور اس کا آپ کے عقیدہ میں کیا مقام ہے؟ کیونکہ ہمارے عقیدے کے مطابق وطن سے محبت ایمان کا حصہ ہے جو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے۔ پس اگر آپ نوجوان نسل کو احساس دلا دیتے ہیں کہ یہ تمہاری تعلیمات ہیں اور تمہیں ان تعلیمات پر چلنا چاہئے تو میرا خیال ہے اگر ان کو ٹھیک طریق سے سکھایا جائے اور ان پر نظر رکھی جائے تو قوی امید ہے کہ ان میں سے بڑی تعداد کچھ عرصہ بعد اپنے اعمال سے توبہ کر لے گی۔ میرے نزدیک انہیں جیل میں نہیں رکھنا چاہئے۔ جب ان کو دوسرے قیدیوں کے ساتھ رکھیں گے تو ہوسکتا ہے کہ آپ کو مزید کئی مسائل کا سامنا کرنا پڑے۔ اور ممکن ہے وہ ان قیدیوں سے بری چیزیں سیکھ لیں۔ اور اگر وہ یقین دہانی کروادیں کہ ہم اب مکمل طور پر تبدیل ہو چکے ہیں تو آپ انہیں ان کے گھروں میں رہنے کی اجازت دے دیں اور وقت بوقت ان کو زیرِ مشاہدہ رکھیں۔

❁......صحافی نے کہا کہ سویڈن میں اس کے برعکس ہو رہا ہے۔ جب یہ لوگ واپس آتے ہیں ان کے خلاف قانونی کارروائی کی جاتی ہے کیونکہ دہشتگردوں کے ساتھ شامل ہونا یا رابطہ رکھنا غیر قانونی فعل ہے۔ آپ کا اس کے بارہ میں کیا خیال ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اگر تو قانون کہتا ہے کہ ان کے خلاف کارروائی ہونی چاہئے تو پھر ٹھیک ہے۔ اور اگر یہ ثابت ہو جائے کہ ان لوگوں کی وجہ سے مسائل پیدا ہوئے ہیں اور یہ ان مسائل کا حصہ ہیں اور انہوں نے اپنے آپ کو کبھی بدلا ہی نہیں تو پھر قانون جس طرح کہتا ہے اس کے مطابق ان کے ساتھ سلوک ہونا چاہئے۔

❁......صحافی نے پوچھا کہ اس مسئلہ کے بارہ میں احمدی جماعت کیا کردار ادا کر سکتی ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہم تو ایک لمبے عرصہ سے اپنا کردار ادا کر رہے ہیں۔ ہم تو کہتے ہیں آج کے دور میں جہاد جس کو بالعموم دشمن کے خلاف تلوار اور طاقت کا استعمال سمجھا جاتا ہے موقوف ہو گیا ہے۔ کیونکہ تلوار کے جہاد کی اجازت صرف اُس وقت دی گئی تھی جب دشمن اسلام کو مٹانے کے لئے مسلمانوں کے خلاف تلوار اُٹھا رہے تھے۔ وہ چند مسلمانوں یا چند مسلمانوں کے گروپوں کو ختم نہیں کرنا چاہتے تھے بلکہ وہ کلیتہً مذہب کو ہی مٹا دینا چاہتے تھے۔ لیکن آج کے دَور میں ہم کوئی ایسا مذہبی یا غیر مذہبی گروپ نہیں دیکھتے جو تلوار کے زور سے صفحۂ ہستی سے اسلام کا نام مٹانے کی کوشش کر رہا ہو۔ اگر یہ لوگ اسلام کے خلاف ہیں تو میڈیا یا اس قسم کے دیگر ذرائع کو بروئے کار لاتے ہوئے اسلام کے خلاف پراپیگنڈا کرتے ہیں۔ پس اس دَور میں جہاد یہی ہے کہ میڈیا، لٹریچر اور کتب کے ذریعہ اسلام کے مخالفین کے اعتراضات کا جواب دیا جائے۔ اس دَور میں طاقت کے استعمال کی اجازت نہیں ہے۔ جب دشمن کے خلاف تلوار کے جہاد کی سب سے پہلے اجازت دی گئی تو اس اجازت کے ساتھ تفصیلی ہدایات بھی دی گئیں۔ اور اس آیت میں یہ بھی ذکر کیا گیا کہ اگر آپ نے ان دشمنوں کو جو مسلمانوں پر حملہ آور ہونے کے لئے تیار تھے ان کا طاقت کے ساتھ مقابلہ نہ کیا تو آپ کو کوئی کلیسا، گرجا، مندر یا عبادت کی کوئی بھی جگہ محفوظ نہیں ملے گی کیونکہ یہ دشمنان صرف اسلام کو ہی نہیں مٹانا چاہتے ہیں بلکہ یہ لوگ تو مذہب کے خلاف ہیں اور تمام مذاہب ختم ہو جائیں گے۔

❁......صحافی نے کہا کہ یہ لوگ تو سمجھ رہے ہیں وہ اس طرح سے اسلام کو پھیلا رہے ہیں۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ: آپ تلوار کے ذریعہ نہیں بلکہ تبلیغ کے ذریعہ اسلام کا پیغام پھیلا سکتے ہیں۔ حتیٰ کہ قرآن کریم خود کہتا ہے کہ مذہب میں کوئی جبر نہیں۔ پس جب مذہب میں جبر نہیں تو اسلام کو پھیلانے کے لئے طاقت کا استعمال کس طرح جائز ہوسکتا ہے؟

❁......اس کے بعد صحافی نے سوال کیا کہ آپ کا یہاں سٹاک ہوم میں کیا پروگرام ہے؟ کیا آپ سیاستدانوں سے ملیں گے؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: میرا نہیں خیال کہ میں سیاستدانوں سے ملوں گا مگر سٹاک ہوم میں ایک ریسیپشن کا پروگرام منعقد ہو رہا ہے۔ اگر کچھ سیاستدان ہماری دعوت قبول کر لیتے ہیں تو ممکن ہے اس موقع پر مختصر سی ملاقات ہو جائے۔ ورنہ میرا ارادہ تو صرف اس مسجد کے افتتاح کا تھا۔ اور جماعت کے افراد کے ساتھ ملاقاتیں کرنا تھا۔

❁......صحافی نے کہا کہ یہاں مالمو میں آپ کا مسجد بنانے کا کیا مقصد تھا؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہاں مالمو میں احمدی مسلمانوں کے پاس باقاعدہ کوئی عبادت کے لئے جگہ نہیں تھی جہاں وہ جمع ہو سکتے اور باجماعت نمازیں ادا کر سکتے۔ لیکن اب ہم نے یہاں مسجد تعمیر کر لی ہے۔ دن میں پانچ نمازیں ادا کرنا ہم پر فرض ہے۔ پس اس مسجد کا مقصد بھی یہی ہے کہ احمدی مسلمان یہاں جمع ہوں اور باجماعت اپنی فرض نمازوں کی ادائیگی کریں۔ اس کے علاوہ اور بھی مقاصد ہیں۔ جیسے یہاں multi purpose ہال تعمیر کیا گیا ہے جس کو آپ کمیونٹی ہال بھی کہہ سکتے ہیں جہاں احمدی نوجوان یا قدرے بڑی عمر کے لوگ بھی آسکیں گے جو وہاں کھیل سکتے ہیں، اپنے اجلاسات کر سکتے ہیں اور اپنی دیگر تقریبات منعقد کر سکتے ہیں۔

❁......اس کے بعد صحافی نے کہا کہ میں نے یہاں پر سکورٹی کافی سخت دیکھی ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: بالعموم دنیا کے حالات میں ایک اضطراب ہے۔ بعض یورپین ممالک میں بھی ہمیں کہا گیا ہے کہ ہم اپنی مساجد وغیرہ کی حفاظت کا انتظام کریں۔ پس جب بھی احمدی یہاں جمع ہوتے ہیں تو سیکیورٹی کی خاطر ہر احمدی کو ایک IDENTITY کارڈ ایشو کیا گیا ہے جسے وہ سکین کروا کر مسجد میں داخل ہو سکتے ہیں۔ اور اگر کوئی باہر کا بندہ مسجد میں آنا چاہے تو آ سکتا ہے مگر اس کا سیکیورٹی چیک ہوگا۔ کیونکہ صرف احمدی مسلمانوں کو خطرہ لاحق نہیں ہے بلکہ اس radicalisation کی وجہ سے ہر ایک کو خطرہ لاحق ہے۔ حتیٰ کہ آپ کو بھی خطرہ ہوسکتا ہے۔ بہرحال ہماری مساجد آسانی سے نشانہ بن سکتی ہیں اس لئے ہمیں محتاط اور چوکنّا رہنا پڑتا ہے۔

❁......اس کے بعد صحافی نے پوچھا کہ آپ کا تعلق پاکستان سے ہے؟ کیا آپ بغیر کسی مسئلہ کے پاکستان جاسکتے ہیں؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: خلیفہ منتخب ہونے سے پہلے میں پاکستان میں تھا حتّٰی کہ پاکستان میں میرے خلاف مقدمہ بھی دائر کیا گیا جس کی وجہ سے مجھے چند دن جیل میں رہنا پڑا۔ لیکن اس کے باوجود میں نے پاکستان نہیں چھوڑا۔ مگر جب میرا انتخاب جماعت احمدیہ کے سربراہ کے طور پر ہؤا تو مَیں نے خود یہ فیصلہ کیا اور جماعت نے بھی یہی تجویز کیا کہ میں پاکستان کی بجائے لندن میں رہوں کیونکہ پاکستان کا قانون ہماری جماعت کے سربراہ یا کسی بھی احمدی کو اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ وہ اپنی مرضی کے مطابق اپنے عقائد پر عمل کر سکیں یا ان کی تبلیغ کر سکیں۔ مَیں وہاں قانون کے مطابق نہ تو نمازیں پڑھا سکتا ہوں، نہ خطبات دے سکتا ہوں اور نہ ہی اپنے آپ کو مسلمان کہہ سکتا ہوں۔

❁......اس پر صحافی نے کہا کہ اس کا مطلب ہے کہ پاکستان میں صرف اسلام کی ایک ہی تعریف ہے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ مرتد ہیں اور اصل اسلامی تعلیمات سے بھٹک گئے ہیں۔ اس لئے وہ ہمیں مسلمان نہیں سمجھتے۔ اور اسی وجہ سے انہوں نے پارلیمنٹ میں ہمارے خلاف قانون سازی کی۔ پس جب بھی میں پاکستان جاؤں تو وہاں ایسے قوانین موجود ہیں جن کی وجہ سے کوئی بھی مولوی پولیس سٹیشن جا کر میرے خلاف مقدمہ کروا سکتا ہے۔ میں نماز نہیں پڑھ سکتا یہاں تک کہ میں السلام علیکم بھی نہیں کہہ سکتا۔

❁......صحافی نے پوچھا کہ کیا آپ وزٹ پر پاکستان جاسکتے ہیں؟

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ میں اگر پاکستان جاؤں تو وہاں جا کر کیا کروں گا؟ میں ہر جمعہ کو خطبہ دیتا ہوں جو دنیا بھر میں ہمارے ٹی وی چینل کے ذریعہ سنا جاتا ہے۔ تو اگر میں وہاں جاؤں تو میں نماز نہیں پڑھا سکتا۔ میں خطبات نہیں دے سکتا اور میں اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہہ سکتا۔ میں ان باتوں کا کس طرح انکار کر دوں جن پر میرا ایمان ہے؟

❁......صحافی نے آخری سوال کیا کہ ہر سال پیس سمپوزیم کا انعقاد کیا جاتا ہے؟ کیا امن کا قیام آپ کی جماعت کے لئے بہت بڑا مسئلہ ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہ مسئلہ نہیں ہے بلکہ یہ ہماری جماعت کے مختلف پروگراموں میں سے ایک پروگرام ہے کہ ہم ہر سال پِیس سمپوزیم کا انعقاد کرتے ہیں اور غیر احمدی اور غیر مسلم افراد کی ایک بڑی تعداد اس تقریب میں شامل ہونے کے لئے آتی ہے۔ وہاں سیاستدان بھی آتے ہیں اور حاضرین کو ایڈریس کرتے ہیں اور مَیں بھی حاضرین کو ایڈریس کرتا ہوں اور اسلام کی صحیح تصویر پیش کرتا ہوں اور حالاتِ حاضرہ کے مسائل پر بات کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ ہماری جماعت کا جو سب سے بڑا فنکشن ہے وہ جلسہ سالانہ کا انعقاد ہے اور یہ ہر ملک میں منعقد ہوتا ہے اور یوکے میں بھی ہوتا ہے۔ چونکہ یوکے میں مَیں بھی موجود ہوں اس لئے اس کو انٹرنیشنل جلسہ سمجھا جاتا ہے جس میں 35 سے چالیس ہزار تک لوگ شامل ہوتے ہیں اور یہ تین دن تک جاری رہتا ہے۔ اس میں بھی بعض غیر احمدی اور غیر مسلمان مہمان آتے ہیں لیکن اکثریت احمدی افراد کی ہوتی ہے۔

انٹرویو کے آخر پر صحافی نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا شکریہ ادا کیا۔

اخبار Sydsvenskan کے نمائندہ کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا انٹرویو

بعد ازاں ساؤتھ میں سب سے بڑے اخبار Sydsvenskan کے نمائندہ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا انٹرویو لیا۔ موصوف نے انٹرویو کے آغاز میں کہا کہ انہیں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ مل کر بہت خوشی ہوئی ہے جس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ان کا شکریہ ادا کیا۔

❁......اس کے بعد موصوف نے پوچھا کہ مالمو میں بننے والی اس نئی مسجد کے متعلق آپ کیا کہنا چاہیں گے؟

اس کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جب میں پہلی مرتبہ یہاں مالمو میں آیا تو یہاں زرعی زمین ہوتی تھی لیکن اس دفعہ جب میں آیا تو اسی زرعی زمین پر ایک نہایت خوبصورت عمارت تعمیر ہو چکی تھی۔ اور مسجد وہ جگہ ہے جہاں ہم اپنے خالقِ حقیقی کی عبادت کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ پس اگر آپ کا مذہب کے ساتھ لگاؤ ہے تو آپ یہ دیکھ کر جذباتی ہو جاتے ہیں کہ آپ کے پاس ایک ایسی جگہ ہے جہاں آپ کی جماعت کے لوگ اور مسلمان جمع ہو کر اپنی عبادات بجا لا سکتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے حضور جھک سکتے ہیں۔

❁......اس کے بعد اس نمائندہ نے سوال کیا کہ آپ کے لئے اور جماعت احمدیہ کے لئے مالمو میں مسجد بنانا اتنا ضروری کیوں تھا؟

اس کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ

العزیز نے فرمایا: جہاں بھی ہماری جماعت ہے ہم وہاں اپنی مساجد تعمیر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ بات نہیں ہے کہ ہم نے صرف مالمو میں کوئی خاص مقاصد لے کر مسجد تعمیر کی ہے بلکہ یہاں کافی احمدی رہتے ہیں اور انہوں نے کہا کہ ہم مالمو میں اپنی مسجد تعمیر کرنا چاہتے ہیں اور انہوں نے مسجد تعمیر کرلی۔ جرمنی میں بھی آپ دیکھیں گے کہ بڑے شہروں میں نہیں بلکہ چھوٹے چھوٹے قصبوں میں جن کی آبادی شاید بیس پچیس ہزار کی ہو اور وہاں احمدی رہ رہے ہیں وہ بھی وہاں مساجد تعمیر کر رہے ہیں۔ پس جہاں ہماری کمیونٹی ہے وہاں کوشش ہوتی ہے کہ ہماری عبادت کے لئے ایک جگہ بھی ہو۔ بالکل ایسے ہی جیسے ماضی میں جہاں بھی عیسائی ہوتے وہاں وہ چرچ تعمیر کر لیتے تھے۔

اس پر نمائندہ نے کہا کہ ابھی بھی تعمیر کرتے ہیں۔

جس کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: بسا اوقات ابھی بھی کرتے ہیں۔ زیادہ تر افریقہ میں کرتے ہیں اور یورپ کو تو بھول ہی چکے ہیں۔

❁......نمائندہ نے پوچھا کہ آپ کے مذہب اور دیگر مسلمانوں میں کیا بڑا فرق ہے؟

اس کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہمارا کوئی نیا مذہب نہیں ہے یا ہمارا مذہب اسلام سے کوئی مختلف نہیں ہے۔ ہم بھی اسلام کے اسی نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان رکھتے ہیں اور اسی کتاب قرآن کریم پر ایمان رکھتے ہیں جس پر دوسرے مسلمان۔ فرق یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ آخری زمانہ میں مسلمان حقیقی اسلامی تعلیمات کو بھلادیں گے اور اس وقت ایک شخص ظاہر ہوگا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض علامتیں بھی بیان فرمائیں کہ جب وہ شخص ظاہر ہوگا اور دعویٰ کرے گا تو تم اس کو اِن نشانیوں پر پرکھ لینا۔ اور یہ علامتیں بہت سی ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس ہم یقین رکھتے ہیں کہ وہ شخص ظاہر ہو چکا ہے۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو علامتیں بیان فرمائیں ان کے مطابق آخری زمانہ میں میڈیا بہت زیادہ اہمیت کا حامل بن جائے گا، نقل وحمل کے ذرائع کی کثرت ہوگی اور بعض آسمانی نشان ظاہر ہوں گے جیسا کہ سورج اور چاند کو معیّنہ وقت پر گرہن لگنا وغیرہ ہیں۔ پس ہم یقین رکھتے ہیں کہ یہ نشانات پورے ہو چکے ہیں اور وہ شخص ظاہر ہو چکا ہے۔ جبکہ دیگر مسلمانوں کا کہنا ہے کہ جس مسیح نے آنا تھا اُس نے آسمان سے نازل ہونا ہے۔ جبکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ ہر انسان اس دنیا میں کچھ وقت گزارنے کے بعد وفات پا جاتا ہے اور ہمارے عقیدے کے مطابق کوئی بھی وفات یافتہ شخص دوبارہ نہیں آسکتا۔ پس جس شخص کے متعلق رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی وہ وہ مسیح ناصری نہیں تھا بلکہ اس مسیح کی خصوصیات کا حامل ایک شخص تھا۔ پس ہمارا ایمان ہے کہ وہ شخص آچکا ہے۔ آپ کہہ سکتے ہیں ہمارے اور دیگر مسلمانوں کے بیچ سب سے بڑا اختلاف یہی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اس اختلاف کے باوجود جن مسلمانوں کو احساس ہو رہا ہے حق کیا ہے وہ ہمارے ساتھ شامل ہوتے جارہے ہیں۔ 127 سال قبل 1889ء میں جس شخص نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا وہ اکیلا شخص تھا اور اس نے انڈیا میں پنجاب کے ایک چھوٹے سے گاؤں میں دعویٰ کیا اور اس کے دعویٰ کے 127 سال بعد اب اس شخص کی جماعت تقریباً 207 ممالک تک جا پہنچی ہے۔ جب اس کی وفات ہوئی تو اس وقت بھی احمدیوں کی تعداد چار لاکھ کے قریب پہنچ چکی تھی۔ اور اُس کے وقت مواصلاتی ذرائع اور سہولیات اس طرح نہیں تھیں جس طرح کہ اب ہیں۔ اُس وقت جو لوگ ہماری کمیونٹی میں شامل ہوئے وہ زیادہ تر مسلمان ہی تھے۔ گو کہ مسلمان مُلّاں بڑا شور مچاتے ہیں اور بعض ممالک میں ہم پر ظلم ہو رہے ہیں اور ہمارے خلاف قوانین بنائے گئے ہیں لیکن اس کے باوجود بھی مسلمان اور دیگر مذاہب سے تعلق رکھنے والے لوگ ہماری جماعت میں شامل ہو رہے ہیں۔

❁......نمائندہ نے کہا کہ آپ پر پاکستان میں پابندیاں ہیں۔ جس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: بالکل درست بات ہے۔ ہم پاکستان میں اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہہ سکتے۔ آئین کہتا ہے کہ احمدی قانونی طور پر غیر مسلم ہیں۔

❁......نمائندہ نے اگلا سوال کیا کہ پاکستان میں احمدیوں کو خطرہ کیوں سمجھا جاتا ہے؟ یا پاکستان کو احمدیوں سے کیا خطرہ ہے کہ وہاں احمدیوں کے خلاف قانون بنایا گیا ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ہم تو پاکستان کے لئے کوئی خطرہ نہیں ہیں۔ پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ احمدی تھے۔ ایک بڑی تعداد میں پاکستانی افواج میں احمدی فوجیوں نے پاکستان کی خاطر دشمنوں کے ساتھ لڑائی کی اور جان کی قربانی دی۔ انہیں اس وقت کی حکومت کی طرف سے تمغوں سے نوازا گیا۔ بلکہ ابھی حال ہی میں گزشتہ مہینہ ایک احمدی فوجی جو پاکستانی حکومت کے لئے لڑ رہے تھے شدّت پسندوں کے ہاتھوں شہید ہوئے اور ان کی تدفین ربوہ میں عمل میں آئی جہاں اکثریت احمدیوں کی ہے۔ اور حکومت کی طرف سے پورے اعزاز کے ساتھ انہیں دفن کیا گیا۔ پس اگر ہم کچھ غلط کر رہے ہیں تو پھر ہم پاکستان کے لئے جانیں کیوں قربان کرتے ہیں اور پاکستان کی خدمت کیوں کرتے ہیں؟ پاکستان کا پہلا نوبل انعام یافتہ ایک احمدی ہی تھا جس کو ضیاء الحق نے ازخود پاکستانی تسلیم کیا اور دوسری طرف ضیاء الحق ہی تھا جس نے احمدیوں کے خلاف مزید قوانین نافذ کئے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پس جب کہیں ان کا مفاد ہوتا ہے تو وہ ہمیں قانون پر عمل کرنے والے اور وفادار پاکستانی بھی سمجھتے ہیں۔ پس وہ یہ سب گھٹیا سیاسی مفاد کی خاطر کرتے ہیں جس کی ابتدا 1974ء میں اس وقت کے پاکستانی وزیرِ اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے کی اور اس کے بعد اس میں اضافہ مارشل لاء کے تحت ضیاء الحق نے کیا۔ پس یہ یا تو سیاسی مفاد کی خاطر یا پھر مُلّاؤں کو خوش کرنے کے لئے اور ان کو ٹھنڈا کرنے کے لئے ہوتا رہا ہے۔

❁......اس کے بعد نمائندہ نے کہا کہ میں نے دیکھا ہے کہ آپ تیسری عالمی جنگ کے بارہ میں آگاہ کرنے کے لئے دنیا بھر کا سفر کرتے ہیں اور مختلف رہنماؤں سے ملتے ہیں اور انہیں خطوط لکھتے ہیں۔ اس کے بارہ میں کچھ بتائیں۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہ درست ہے کہ میں دنیا بھر کا سفر کرتا ہوں۔ لیکن ان سفروں کا مقصد رہنماؤں کو ملنا نہیں ہوتا بلکہ میں تو اپنی جماعت کے لوگوں سے ملنے کے لئے سفر کرتا ہوں جن سے میں پیار کرتا ہوں اور جو مجھ سے پیار کرتے ہیں۔ اور ان سفروں کے دوران اگر مقامی جماعتوں کی انتظامیہ وہاں کے سیاستدانوں اور رہنماؤں کے ساتھ میٹنگز کا انتظام کرتی ہے یا مختلف سیاستدانوں سے ملاقات کرنے کا موقع ملتا ہے تو میں پھر ان سے بھی مل لیتا ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: میرے لئے سب سے اہم چیز دنیا کا امن ہی ہے جس کے متعلق میں ایک عرصہ سے بات کر رہا ہوں۔ اور یہی وجہ ہے کہ میں نے دنیا کے مختلف ممالک کے سربراہوں کو بشمول امریکہ، برطانیہ، چین، روس، سعودی عرب، ایران اور حتی کہ پوپ کو خطوط لکھے ہیں۔ تاکہ ہم سب باہم متحد ہوکر دنیا میں امن کے قیام کے لئے کوشش کریں۔

❁......نمائندہ نے پوچھا کہ کیا آپ کے پاس کوئی حل ہے؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہے: اس کا حل جو مَیں ہر مرتبہ بتاتا ہوں یہی ہے کہ اپنے خالقِ حقیقی کو پہچانیں اور ایک دوسرے کی عزت و احترام کریں۔ جماعت احمدیہ کے بانی نے بھی یہی فرمایا ہے کہ میرے آنے کے دو مقاصد ہیں۔ ایک تو بنی نوع انسان کو اس کے خالق کے قریب لانا اور دوسرا بنی نوع انسان کو حقوق العباد کی طرف متوجہ کرنا۔ جاپان میں ایک بدھ مت کے پادری نے مجھ سے پوچھا تھا کہ امن کی تعریف کیا ہے؟ تو میں نے ان کو یہی جواب دیا تھا کہ اپنے حقوق کا مطالبہ کرنے کی بجائے دوسروں کے حقوق ادا کرنے کی کوشش کریں۔ اگر ہر ایک اسی طریق پر عمل پیرا ہو جائے تو خود ہی امن قائم ہو جائے گا۔ دوسرے کا حق مارنے کی بجائے اس کا حق ادا کرو۔ اسی طریق پر ہم امن کا قیام کرسکیں گے۔

❁......نمائندہ نے پوچھا کہ آپ نے مختلف رہنماؤں کو جو خطوط لکھے ہیں ان کا کیا جواب ملا؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مجھے صرف کینیڈا اور یوکے کے وزرائے اعظم کی طرف سے جواب موصول ہوا۔ اور انہوں نے لکھا کہ ہم دنیا میں امن کے قیام کیلئے کوششیں کر رہے ہیں اور اپنے نیوکلیئر ہتھیاروں میں کمی کر رہے ہیں۔ یہ تو صرف سیاسی جواب تھا۔ مجھے نہیں علم کہ وہ اس پر کبھی عمل بھی کریں گے۔

❁......اس کے بعد نمائندہ نے سوال کیا کہ سویڈن اور دنیا بھر میں ISIS کے متعلق کافی بحث ہوتی رہی ہے۔ بہت سے نوجوان جو اِن یورپین ملکوں میں پلے بڑھے ہیں وہ یہاں سے سیریا جاکر ISIS میں شامل ہو رہے ہیں۔ آپ کے خیال میں بہت سے لوگ کیوں ان میں شامل ہو رہے ہیں؟

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اس کی کئی وجوہات ہیں۔ ایک وجہ جو میں بالعموم بتاتا ہوں وہ معاشی ہے اور اس کو اب بہت سے سیاسی لیڈرز اور تجزیہ کار تسلیم بھی کر رہے ہیں۔ 2008ء میں آنے والے معاشی بحران کے نتیجہ میں نوجوان نسل کے اندر محرومی میں بہت اضافہ ہوا ہے۔ بہت سوں کی نوکریاں چلی گئیں۔ صرف یوکے میں ہی لاکھوں کی تعداد میں لوگ اپنی نوکریوں سے ہاتھ دھو بیٹھے۔ اگر اس حوالہ سے کوئی بہتری ہو بھی رہی ہے تو اس بہتری کا فائدہ نوجوان نسل کو نہ ہونے کے برابر ہے۔ جو تجربہ کار ہیں ان کو تو نوکریاں مل جاتی ہیں جبکہ نوجوان ویسے ہی رہتے ہیں۔ اور ISIS ان لوگوں کو پانچ، چھ یا دس ہزار ڈالرز ماہانہ کا لالچ دے کر اپنی طرف کھینچ رہی ہے۔ ایک شخص جس کو سو ڈالر ماہانہ مل رہا ہو جب اسے ہزاروں ڈالرز ملیں تو آپ خود ہی اندازہ لگالیں۔ تو اس کی ایک وجہ یہ ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اس کے علاوہ بھی کئی پُرکشش چیزیں ہیں۔ مثلاً اگر آپ لڑتے ہوئے مارے جاتے ہیں تو آپ کو جنت ملے گی وغیرہ وغیرہ۔ لیکن یہ اسلامی تعلیمات نہیں ہیں۔ یہ لوگ انہیں قرآن کریم کی غلط تفاسیر بتا کر شدت پسند بنا رہے، انہیں اپنے زیرِ اثر کر رہے ہیں اور خودساختہ تعلیمات پر عمل کروا رہے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: نوجوانوں کی ایک تعداد ایسی بھی ہے جو ISIS سے بچ کر نکل آئے ہیں۔ اور یہ نوجوان بتاتے ہیں کہ جب ہم وہاں گئے تھے تو بہت اچھے ارادوں کے ساتھ گئے تھے کہ ہم اسلام کے بارہ میں سیکھیں گے اور اسلام کی خدمت کریں گے۔ لیکن انہوں نے وہاں ظلم اور سفاکی کے علاوہ کچھ نہیں دیکھا۔ پس اگر ان نوجوانوں کو radicalise کیا جارہا ہے تو حکومتوں کو بھی چاہئے کہ وہ ٹھوس اقدامات کریں اور دیکھیں کہ انہیں کیوں radicalise کیا جارہا ہے اور اس کی کیا وجوہات ہیں؟ اب تو سیاسی تجزیہ کار اور بعض صحافی جو وہاں گئے ہیں وہ بتا رہے ہیں کہ اگر یہ یہ اقدامات کرلئے جائیں تو نوجوان نسل کو واپس لایا جاسکتا ہے۔ پس جیسا کہ

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

میں نے کہا کہ جو ISIS کر رہی ہے وہ اسلامی تعلیمات کے خلاف ہے۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ نوجوانوں میں جنہوں نے سب سے زیادہ ظلم وستم ڈھائے ہیں ان کا تعلق افریقہ، ایشیا یا دنیا کے کسی اور حصّہ سے آئے ہوئے باشندوں سے نہیں بلکہ مقامی یورپ کے باشندوں سے تھا۔ پس ہمیں دیکھنا ہوگا کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے؟

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: دوسری طرف آپ یہ بھی دیکھیں گے کہ احمدی نوجوان ان شدت پسندوں کے ہاتھوں radicalise نہیں ہو رہے۔ کیونکہ ہماری تعلیمات ہی اصل اسلامی تعلیمات ہیں۔ ہم انہیں بچپن سے ہی بتاتے ہیں کہ اصل اسلام کیا ہے۔

❁......نمائندہ نے کہا کہ اب سویڈن میں یہ قانون بنایا گیا ہے کہ ISIS میں جاکر شامل ہونا غیر قانونی ہے۔ یعنی جو لوگ ISIS چھوڑ کر واپس بھی آنا چاہیں گے ان کے لئے راستہ بند ہے۔ تو کیا ایسے نوجوانوں کو معاف کر دینا چاہئے؟

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اگر کوئی وہاں برے ارادے کے ساتھ گیا تھا تو اسے قانون کا سامنا کرنا ہوگا۔ اور یہ قانون اور عدالت کا کام ہے کہ وہ دیکھے کہ وہ وہاں کس ارادے کے ساتھ گیا تھا اور کیا اس کو اپنی اصلاح کا ایک موقع ملنا چاہئے یا اسے سزا ملنی چاہئے۔

❁......اس کے بعد نمائندہ نے سوال کرتے ہوئے کہا کہ یہاں سویڈن میں عورتوں کے ساتھ ہاتھ ملانے پر بحث چل رہی ہے اور بعض کے نزدیک اگر آپ عورتوں کے ساتھ ہاتھ نہیں ملاتے تو اس کا مطلب ہے کہ آپ ان کی عزت اور احترام نہیں کرتے۔ اس حوالہ سے آپ کا کیا نظریہ ہے؟

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اگر میں عورت کے ساتھ ہاتھ نہیں ملاتا تو آپ کو کیا پتہ کہ میرے دل میں کیا ہے؟ اگر میں عورت کے ساتھ ہاتھ نہیں ملاتا تو میں اپنی مذہبی تعلیمات اور روایات کی بنا پر ایسا کرتا ہوں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہ بہت معمولی سی بات ہے جس کو بہت بڑا مسئلہ بنا دیا گیا ہے۔ مجھے نہیں سمجھ آتی کہ اگر ایک مرد عورت کے ساتھ ہاتھ نہیں ملاتا تو کیا اس سے ملک کی ترقی میں رکاوٹ آجاتی ہے؟ یا یہ عمل ملکی ترقی کے لئے بہتر ثابت ہوتا ہے؟ ان معاملات کا تعلق تو اپنی ذات سے ہے۔ سیاستدان اور سیاسی رہنما ان باتوں میں کیوں الجھ رہے ہیں؟ ہزاروں ایسے معاملات ہیں جو اس کی نسبت زیادہ سنگین ہیں۔ ہزاروں لوگ بھوکے مر رہے ہیں حتیٰ کہ یہاں سویڈن میں بھی ایک اچھی خاصی تعداد ان لوگوں کی ہے جو غربت کے کم ترین معیار سے بھی نیچے ہیں۔ آپ ان بھوکوں کو کھانا کھلانے کے بارہ میں کیوں نہیں پریشان ہوتے؟ آپ ایسے لوگوں کے لئے ملازمتوں کے مواقع کیوں نہیں مہیا کرتے؟ عورتوں سے ہاتھ ملانا کوئی بڑا مسئلہ نہیں ہے۔ اصل مسائل تو یہ ہیں۔ ان کے بارہ میں debate کیوں نہیں ہو رہی؟ لوگ dustbins سے خوراک کیوں تلاش کرتے پھر رہے ہیں؟

❁...... اخباری نمائندہ نے سوال کیا کہ کیا آپ عورت سے ہاتھ ملائیں گے یا نہیں؟

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: میں عورتوں سے ہاتھ نہیں ملاتا۔ کیونکہ میں ایک مذہبی رہنما ہوں۔ اور میں اپنی مذہبی تعلیمات اور روایات کی پیروی کرتا ہوں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: دنیا میں بہت سے قبائل اور مذاہب ہیں جن کے اپنے طور طریق ہیں اور وہ ہاتھ نہیں ملاتے۔ ہندوؤں کا اپنا طریقہ ہے وہ ہاتھ جوڑ کر نمستے کر دیتے ہیں۔ جاپانیوں کا اپنا طریقہ ہے اور وہ صرف جھکتے ہیں۔ افریقہ میں بھی بعض چیف ہوتے ہیں جو ہاتھ نہیں ملاتے اور دوسروں کی موجودگی میں کھانا بھی نہیں کھاتے۔ تو ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ غلط ہیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اگر میں ملکی قوانین پر عمل کرنے والا ہوں۔ اگر میں اپنے ملک سے پیار کرتا ہوں۔ اگر میں ملک کی ترقی کے لئے بھرپور کوشش کر رہا ہوں اور اس کے لئے اپنی تمام تر صلاحیتیں اور قابلیتیں بروئے کار لا رہا ہوں تو مجھے ایک ایسا شخص نہیں سمجھا جائے گا جو اس معاشرے کا حصہ نہیں بن رہا۔ ملک کے ساتھ وفاداری ظاہر کرنے کے لئے عورتوں کے ساتھ ہاتھ ملانا یا شراب پینا ضروری نہیں ہے۔ بہت سارے عیسائی ہیں جو شراب نہیں پیتے یا شراب خانوں میں نہیں جاتے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ معاشرے کا حصہ نہیں ہیں۔ یہودیوں میں عورتوں کو مردوں کے ساتھ ہاتھ ملانے کی ممانعت ہے۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ وہ اس پر عمل نہیں کرتے۔ اگر یہی حرکت کوئی یہودی کرتا تو آپ اس کو اتنا بڑا مسئلہ نہ بناتے اور اس کے خلاف بولنے والے کو anti semitism کا نام دے دیتے۔ لیکن چونکہ یہ کسی مسلمان نے کیا ہے اس لئے سب پریشان ہوگئے ہیں۔

❁......نمائندہ نے کہا کہ آپ Radical Islam اور عورتوں سے ہاتھ ملانا یا نہ ملانا اس طرح کے سوالات سے تھک گئے ہوں گے۔

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اسلام کو radical کہنا یا اسلام کا radical ہونا ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔ اس سے دنیا کا امن خراب ہو رہا ہے۔ اگر کوئی سویڈش مسلمان radicalise ہوتا ہے تو یہ صرف سویڈن کے لئے پریشان کُن نہیں بلکہ وہ دنیا کے کسی بھی ملک کے لئے خطرہ ہے۔ جیسا کہ یہاں سے ایک سویڈش برسلز میں گیا تھا۔ پس اگر مالمو میں ایک شخص radicalise ہوتا ہے تو وہ صرف مالمو کے لئے نہیں بلکہ پوری دنیا کے لئے خطرہ ہے۔ اگر کوئی جنوبی افریقہ یا جنوبی امریکہ میں radicalise ہوتا ہے تو وہ دنیا کے ہر ملک کے لئے خطرہ ہے۔ اگر کوئی ایران، اردن، سیریا یا مصر میں radicalise ہوتا ہے تو وہ ساری دنیا کے لئے خطرہ ہے۔ تو یہ ایک بہت بڑا مسئلہ ہے اور اس کو مختلف طریق سے حل کرنا ہوگا۔ اس لئے اس کا ہاتھ ملانے والے مسئلہ کے ساتھ مقابلہ نہیں کر سکتے۔ سیاستدانوں نے اس مسئلہ کو صرف اور صرف لوگوں کی توجہ پھیرنے کے لئے اُٹھایا ہے۔

❁......اس کے بعد نمائندہ نے سوال کیا کہ آپ کا ہم جنس پرستی کے بارہ میں کیا نظریہ ہے؟ اگر کوئی ہم جنس پرست ہو تو وہ اس نئی بننے والی مسجد میں آسکتا ہے؟

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا ہے: قرآن کریم کی نسبت بائبل میں homosexuality پر زیادہ تفصیل سے بات کی گئی ہے۔ اگر آپ حقیقی طور پر عیسائیت پر عمل پیرا ہیں تو آپ اس فعل کو ناپسند کریں گے۔ آپ نے قومِ لوط کا نتیجہ بھی دیکھا جنہیں سزا دی گئی اور تباہ کر دیئے گئے۔ اس کی تفصیل بائبل میں بھی بیان کی گئی ہے۔ اگر آپ خدا پر یقین رکھتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ بائبل میں جو بھی لکھا ہے سچ ہے تو بائبل کہہ رہی ہے کہ یہ لوگ اپنی بداعمالیوں کے نتیجہ میں تباہ و برباد کر دیئے گئے تھے۔ پھر اس زمانہ کے لوگوں کو سزا کیوں نہیں ملے گی؟

دوسری بات یہ ہے کہ اگر کوئی ہم جنس پرست ہے تو کیا ضروری ہے کہ وہ اعلان کرے کہ میں homosexual ہوں؟ اگر کوئی علی الاعلان بھی کہے کہ وہ ہم جنس پرست ہے تو ہم اس کو اس مسجد میں آنے سے نہیں روکیں گے۔ لیکن اس کے ساتھ ہمدردی کرتے ہوئے ہم اس کو یہ ضرور بتائیں گے کہ اس کو اپنے اندر تبدیلی پیدا کرنی چاہئے ورنہ قرآن اور بائبل کی تعلیمات کے مطابق اسے خدا تعالیٰ کی طرف سے عذاب اور سزا ملے گی۔ اب تو ماہرِ نفسیات بھی یہ تسلیم کر رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ایک نفسیاتی بیماری ہے جس کا علاج موجود ہے۔ مگر homosexuality کے متعلق بنائے جانے والے قوانین کی وجہ سے وہ خاموش ہیں۔ دیکھیں کہ جب یہ قوانین نہیں بنے تھے اس وقت بھی homosexual موجود تھے مگر ایسے لوگ صرف وہی تھے جنہیں بچپن میں کوئی نفسیاتی مسئلہ تھا جس کی وجہ سے وہ ایسے بن گئے۔ مگر مختلف اسمبلیوں کی طرف سے قوانین کے پاس ہونے کے بعد ایسے لوگ بھی جنہیں بچپن میں کوئی نفسیاتی مسئلہ نہیں تھا وہ بھی ان ہم جنس پرستوں کے زیرِ اثر آرہے ہیں اور صرف اور صرف شہوت کی خاطر اس طرف آرہے ہیں۔ اگر آپ homosexuals کا ڈیٹا دیکھیں تو آپ کو پتہ چلے گا کہ لوگوں کو چالیس یا پچاس سال کے قریب جاکر مسائل پیدا ہونے شروع ہو جاتے ہیں اور وہ اس وقت اپنے پارٹنر کو چھوڑنا چاہتے ہیں۔ بعض جو بڑی عمر میں homosexual کلب وغیرہ میں شامل ہوتے ہیں ان میں سے بعض شادی شدہ بھی ہوتے ہیں جن کی بیویاں بھی پریشان ہوتی ہیں اور کہتی ہیں کہ ان لوگوں نے ہماری شادی شدہ زندگی برباد کر دی ہے۔ ایسے لوگوں نے پہلے کبھی homosexuality کی طرف جانے کا سوچا بھی نہیں ہوتا لیکن اب صرف اور صرف اپنی شہوانیت کی خاطر homosexual clubs میں جانے لگ گئے ہیں۔

❁......اس پر اخباری نمائندہ نے کہا کہ یہ تو صرف ان لوگوں کے لئے ہے جو مذہب کو مانتے ہیں۔ لیکن بہت سارے لوگ تو مذہب کو مانتے ہی نہیں۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: میں بعض ایسے ہم جنس پرستوں کو جانتا ہوں جو مسلمان ہیں۔ جب میں نے انہیں کہا کہ اپنا علاج کروائیں تو وہ علاج سے ٹھیک ہوئے۔ انہوں نے homosexual پارٹنر سے اپنی نفسانی خواہشات پوری کرنا چھوڑ دیا اور پھر عورت سے شادی کی اور اب وہ عورت کے ساتھ تعلق قائم کر کے خوش ہیں۔

❁...... اخباری نمائندہ نے کہا کہ پھر آپ کا ایسے لوگوں کے بارہ میں کیا خیال ہے؟

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ مَیں تو ایسے لوگوں کے ساتھ ہمدردی رکھتا ہوں۔ جب مجھے پتہ ہے کہ خدا تعالیٰ ایسے لوگوں کو سزا دے گا تو مَیں ان کے ساتھ ہمدردی کی وجہ سے انہیں سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں اور میں ایسے لوگوں سے نفرت نہیں کرتا۔ اگر ان میں سے کوئی ہماری مسجد میں آکر دعا کرنا چاہے تو وہ آسکتا ہے۔ مَیں ان کو مسجد آنے سے نہیں روکوں گا۔

حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اگر آپ homosexual نہیں ہیں اور مخالف جنس کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں تو کیا آپ سڑکوں پر آکر یہ تعلق قائم کرتے ہیں؟ یا پھر اعلان کرتے پھرتے ہیں کہ میں نے یہ تعلق قائم کرنا ہے۔ اگر آپ اعلان نہیں کر رہے تو پھر homosexuals کے بارے میں اتنا شور مچانے کی کیا ضرورت ہے؟ کوئی بھی یہ نہیں کہتا کہ میرا اپنی بیوی یا اپنی دوست یا partner کے ساتھ جنسی تعلق قائم کرنے کا حق ہے اور میں قائم کرتا ہوں۔ اس کا کہیں بھی اعلان نہیں ہوتا یا کسی اخبار میں کوئی خبر نہیں چھپتی۔

❁......اس کے بعد نمائندہ نے سوال کیا کہ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ جماعت احمدیہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ جدید معاشرے کے مطابق اپنے آپ کو ڈھالے؟

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: میرا یقین ہے کہ مذہب اپنی تعلیمات پر عمل پیرا کرانے کے لئے آتا ہے نہ کہ دوسروں کے خیالات اور روایات پر عمل پیرا ہونے کے لئے۔ تمام انبیاء اسی وقت آئے جب روحانیت پست ہوگئی تھی۔ اور یہی حال اب ہے۔ آجکل ہم لوگ دنیا کی طرف حد سے زیادہ مائل ہو چکے ہیں۔ روحانیت اور مذہب اندھیرے کا شکار ہو چکے ہیں۔ اس کے بارہ میں کوئی نہیں سوچتا۔ یہ صرف جماعتِ احمدیہ ہی ہے جو کہتی ہے کہ ہمیں تمام بنی نوع انسان کو ان کے خالق کے قریب کرنا ہے تا کہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی ہو سکے۔ پس مَیں تو ہر ایک کے ساتھ ہمدردی رکھتا ہوں۔ مَیں کسی شخص سے نفرت نہیں کرتا۔ اگر میں کسی چیز کو ناپسند کرتا ہوں تو وہ کسی شخص کا کوئی فعل ہوتا ہے نہ کہ وہ شخص۔ اگر کوئی چور ہے یا قاتل ہے تو میں اس کے اُس فعل کو سخت ناپسند کرتا ہوں مگر اس شخص کو ناپسند نہیں کرتا۔ میں ایسے شخص کے لئے دعا کرتا ہوں کہ وہ اپنی اصلاح کرے اور تمام برے کاموں سے توبہ کرے۔ یہی میرا مذہب ہے اور اسی مذہب کو ہم نے پھیلانا ہے۔ اور قرآن کریم کہتا ہے کہ مذہب میں کوئی جبر نہیں۔ اگر آپ اس کو مانتے ہو تو بہت اچھی بات ہے۔ اگر نہیں مانتے تو آپ کی مرضی ہے۔ آپ آزاد ہیں۔ تاہم اس کے ساتھ ساتھ ہم سب انسان ہیں۔ ہم کسی بات کو مانتے ہیں یا اسے ردّ کرتے ہیں مگر بحیثیت انسان ہم سب کو دوستانہ ماحول میں ایک دوسرے کے ساتھ مل جل کر رہنا چاہئے اور معاشرے کی ترقی کے لئے کام کرنا چاہئے۔

❁......اس کے بعد اخباری نمائندہ نے کہا کہ اخبارات میں آپ کو Muslim Pope بھی کہا جاتا ہے۔ اس کے بارے میں آپ کیا کہیں گے؟

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اگر آپ مجھے Muslim Pope کہنا چاہتے ہیں تو آپ کی مرضی ہے۔ اگر میں اپنی اصطلاح استعمال کروں تو میں کیتھولک pope کو Christian Caliph کہوں گا۔ (یہ تو صرف اصطلاح ہے۔)

❁......اس اخباری نمائندہ نے آخری سوال پوچھا کہ کیا آپ کیتھولک پوپ سے مل چکے ہیں؟

اس پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: میری پوپ سے ملاقات تو کبھی نہیں ہوئی لیکن مجھے پوپ کی بعض تقاریر اور اقوال پسند ہیں۔

اس انٹرویو کے آخر میں اخباری نمائندہ نے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا شکریہ ادا کیا۔

..................(باقی آئندہ)

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
SHARIF
JEWELLERS
SINCE 1952
Aqsa Road Rabwah
0092 47 6212515
28 London Rd, Morden SM4 5BQ
0044 20 3609 4712

نماز جنازہ حاضر وغائب

❁......مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ 16 مارچ 2016ء بروز بدھ قبل از نماز ظہر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر **مکرم میاں محی الدین مسعود احمد صاحب (ابن مکرم میاں محمد سرور صاحب) آف کڑیانوالہ ضلع گجرات۔ حال یوکے کی نماز جنازہ حاضر** اور کچھ مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

مکرم میاں محی الدین مسعود احمد صاحب (ابن مکرم میاں محمد سرور صاحب) آف کڑیانوالہ ضلع گجرات۔ حال یوکے 9/مارچ 2016ء کو مختصر علالت کے بعد 71 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت میاں کرم الٰہی صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے تھے۔ آپ نے بطور صدر جماعت کڑیانوالہ ضلع گجرات خدمت کی توفیق پائی۔ مرحوم بہت نیک، نمازوں کے پابند، خلافت کے ساتھ عقیدت ومحبت کا تعلق رکھنے والے بزرگ انسان تھے۔ ہر ایک سے خندہ پیشانی سے پیش آتے تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ ایک بیٹی اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

نماز جنازہ غائب:

(1) مکرم شیخ روشن علی صاحب (آف بانسرہ صوبہ بنگال۔ انڈیا) 2مارچ 2016ء کو 82سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم نے 1955ء میں بیعت کر کے جماعت میں شامل ہونے کی توفیق پائی۔ آپ کو مختلف حیثیتوں میں جماعت کی خدمت کی توفیق ملی۔ طویل عرصہ تک جماعت احمدیہ بانسرہ کے صدر رہے۔ نیز نائب امیر صوبہ بنگال اور زعیم اعلیٰ انصار اللہ بنگال کے طور پر بھی خدمت کرتے رہے۔ بنگلہ زبان کے ماہنامہ رسالہ البشریٰ کے مینیجر بھی رہے۔ خلافت سے انتہائی محبت اور وفا کا تعلق تھا۔ مرحوم نہایت دیانتدار اور سلسلہ کے اموال کی فکر کرنے والے تھے۔ بنگال میں کئی مساجد کی تعمیر آپ کی نگرانی میں ہوئی۔ فُٹ بال کے اچھے کھلاڑی اور کوچ بھی تھے۔ ذیلی ٹیموں کے مرکزی اجتماعات پر ٹیم لے کر آیا کرتے تھے۔ 2014ء میں مرحوم کو کینسر مرض لاحق ہوگیا جس کا بڑے صبر اور استقلال سے مقابلہ کیا۔ پسماندگان میں پانچ بیٹے اور سات بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔ مرحوم کے ایک بیٹے مکرم شیخ اکرم احمد صاحب اور ایک نواسے مکرم رشید احمد خان صاحب معلم سلسلہ کے طور پر خدمت بجا لا رہے ہیں۔

(2) مکرم الباقر عبداللہ سعید صاحب (آف سوڈان) 16 جنوری 2016ء کو سوڈان میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نے ایم ٹی اے کے ذریعہ اور اپنے احمدی بیٹے مکرم منتصر الباقر عبداللہ صاحب کے نیک نمونہ سے متاثر ہوکر تین سال قبل بیعت کی۔ بیعت کے جواب میں خط موصول ہوا تو بہت خوش ہوئے۔ آپ ہردلعزیز، لوگوں سے درگزر کرنے والے، نرم مزاج اور شریف النفس انسان تھے۔

....

❁......مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ 17 مارچ 2016ء بروز جمعرات قبل از نماز ظہر حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر **مکرمہ صدیقہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم آفتاب احمد صاحب۔ کرائیڈن) کی نماز جنازہ حاضر** اور کچھ مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

مکرمہ صدیقہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم آفتاب احمد صاحب۔ کرائیڈن) 13/مارچ 2016ء کو 72سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ مکرم میاں محمد موسیٰ صاحب نیلا گنبد والوں کی پوتی تھیں۔ تین سال قبل پاکستان سے یوکے آئی تھیں۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند، بہت نیک اور صالحہ خاتون تھیں۔ خلافت سے محبت کا گہرا تعلق رکھتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں دو بھائی اور تین بہنیں یادگار چھوڑی ہیں۔

نماز جنازہ غائب:

(1) مکرم شیخ انعام اللہ صاحب (آف بریمپٹن۔ کینیڈا) 13/فروری 2016ء کو وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے پڑدادا حضرت میاں محمد بخش صاحب جوہری حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے جنہوں نے حضور علیہ السلام کے ارشاد پر آپ کو ''مولا بس'' کی انگوٹھی پیش کی تھی۔ آپ صلہ رحمی کرنے والے، دکھ درد میں سب کا ساتھ دینے والے نیک، صالح اور مخلص انسان تھے۔ جماعت سے خاص لگاؤ اور خلافت سے محبت اور اطاعت کا تعلق تھا۔ آپ کی ایک بیٹی اور داماد کو بطور واقفین زندگی طاہر ہارٹ انسٹی ٹیوٹ ربوہ میں خدمت کی توفیق مل رہی ہے۔ مرحوم اور ان کی اہلیہ کو ہانگ کانگ میں بھی جماعت کی خدمت کی توفیق ملی۔ آپ گزشتہ تیرہ سال سے کینیڈا میں مقیم تھے۔ مرحوم اللہ کے فضل سے موصی تھے۔

(2) مکرم اکرام الحق جنالہ صاحب (آف لاس اینجلس۔ امریکہ) یکم فروری 2016ء کو 85سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ مسجد میں نماز باجماعت کی ادائیگی آپ کی خاص صفت تھی۔ قادیان سے عشق تھا۔ سالہا سال سے آپ کا یہ طریق تھا کہ ہر سال 4-3 ماہ قادیان میں گزارا کر عبادات کیا کرتے تھے۔ مرحوم بہت سی خوبیوں کے مالک ایک فدائی احمدی تھے۔ 1970ء میں لاس اینجلس میں رہائش اختیار کرنے والے پہلے پاکستانی احمدی تھے۔ وہاں مسجد کی تعمیر کی دیکھ بھال میں نیز جماعت کے دو قبرستانوں کی خرید کے سلسلہ میں نمایاں خدمت کی توفیق پائی۔ آپ کو Santa Maria جماعت میں بھی بطور صدر جماعت، سیکرٹری وصایا اور دیگر مختلف جماعتی خدمات کی توفیق ملی۔ آپ خدا کے فضل سے موصی تھے۔ آپ کے دو بیٹے مجلس عاملہ کے ممبر ہیں۔

(3) عزیزہ شازمہ فردوس (آف ربوہ)

4فروری 2016ء کو چالیس روز بیمار رہنے کے بعد 6سال کی عمر میں ربوہ میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ مکرم نعیم الدین صاحب کارکن صدر انجمن احمدیہ ربوہ کی بیٹی تھیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

☆......☆......☆

بقیہ رپورٹ جلسہ سالانہ جاپان 2016ء

......از صفحہ نمبر 4

گئے ہو۔ اس نعمت کی قدر کرو اور اس رسی کو مضبوطی سے پکڑو۔ خلافت کی اطاعت کا جؤا اپنی گردنوں پر پہنو۔ اسی سے تمہاری روحانی بقا ہے۔ اسی کے ذریعہ سے تمہاری روحانی ترقیات کے دروازے کھلیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ اللہ آپ کو ہمیشہ اپنی رضا کی راہوں پر چلائے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی زندگیاں حضرت مسیح موعودؑ کی توقعات کے مطابق گزارنے کی توفیق دے۔ اللہ آپ کا حامی وناصر ہو۔ (آمین)

والسلام

خاکسار

مرزا مسرور احمد

خلیفۃ المسیح الخامس

....

جلسہ سالانہ میں شرکت کرنے والے جاپانیوں کے تأثرات

مسجد بیت الاحد جاپان میں منعقد ہونے والا پہلا جلسہ سالانہ کئی لحاظ سے نہایت مبارک اور تاریخی موقع تھا۔ اس موقع پر پہلے اسلامی فیسٹیول کا انعقاد کیا گیا، چھٹی بین المذاہب کانفرنس منعقد ہوئی اور جلسہ کے مختلف پروگراموں میں 70 کے قریب جاپانی مہمانوں نے شرکت کی۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ جلسہ میں شامل ہونے والے مہمانوں نے اپنے فیس بک پیجز، ٹوئٹر اور ای میل کے ذریعہ جن تاثرات کا اظہار کیا ان میں سے چند درج ذیل ہیں:

❁......جلسہ سالانہ کے اختتامی سیشن میں ایک 55 سالہ تعلیم یافتہ جاپانی خاتون Tsumi Naoko صاحبہ نے اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ ''میں نے بیس سال کی عمر میں ایک خواب دیکھا تھا کہ مجھے ایک آواز آتی ہے کہ مغرب کی طرف جاؤ وہاں کچھ لوگ تمہارے منتظر ہیں۔ میں نے ساری عمر دنیا کی مختلف تاریخوں اور مذاہب کے مطالعہ میں صرف کی اور مجھے اس خواب کی سمجھ نہ آسکی۔ لیکن گزشتہ سال جماعت احمدیہ سے رابطہ ہوا اور میں نے خدا کی تلاش میں اپنی جستجو جماعت کے مبلغ کے سامنے رکھی۔ انہوں نے مجھے قرآن کریم کا تحفہ دیا اور اسے پڑھنے کی تلقین کی۔ ایک سال کے دوران تین مرتبہ قرآن کریم مکمل پڑھا اور جب پہلی دفعہ مسجد بیت الاحد جاپان آئی اور نماز میں شامل ہوئی تو مجھے یقین ہوگیا کہ یہی میری خواب کی تعبیر ہے۔ میری تحقیق جاری ہے اور مجھے قرآن کریم نے سچے خدا کا پتا دیا ہے جو واحد ہے اور جو ہر چیز کا خالق ومالک ہے۔''

❁......Yoshihisa Shimodaira صاحب 75km کا سفر کر کے جلسہ میں شامل ہوئے۔ انہوں نے جلسہ اور مسجد بیت الاحد کی تصاویر کے ساتھ لکھا کہ:۔ ''آپ لوگ بہت گرم جوش اور مہمان نواز ہیں۔ دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اگلے سال پھر شرکت کرنا چاہوں گا۔'' نیز انہوں نے قرآن کریم کے ٹائٹل کی تصویر فیس بک پر شیئر کر کے لکھا کہ ''قرآن کریم کا مطالعہ کروں گا''۔

❁......عیسائی پادری دوست مکرم Yosef Aoyama صاحب نے جلسہ کے افتتاحی سیشن میں اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ مجھے دنیا کے مختلف مذاہب اور علاقوں کا مطالعہ اور مشاہدہ کرنے کا موقع ملا ہے۔ اکثر مذاہب کی تعلیم بہت عمدہ ہے۔ میں پانچ چھ دفعہ مسجد بیت الاحد جاپان آچکا ہوں اور اس بات کا برملا اظہار کرتا ہوں کہ جماعت احمدیہ کی طرف سے پیش کردہ اسلام ایک نہایت عمدہ مذہب ہے اور اس جماعت کے افراد اپنے خوبصورت مذہب کی عملی تصویر ہیں''۔

❁......Mrs Tajima صاحبہ نے لکھا کہ ''کل جلسہ سالانہ کے افتتاح کے موقع پر جلسہ میں شامل ہونے کے آداب کا ذکر کرتے ہوئے بڑوں کی عزت وتکریم اور چھوٹوں سے شفقت کا کہا گیا۔ تقریب کے فوری بعد جماعت احمدیہ جاپان کے افراد نے جس طرح شفقت سے ہمیں کھانے پر مدعو کیا اور ہمیں کھانا پیش کیا یہ میرے لئے ایک ناقابل فراموش تجربہ ہے''۔

❁......ایک دوست مکرم Hiroshi Ueno صاحب نے اپنے فیس بک پیج پر لکھا کہ: ''یہ لوگ کوبے (1995)، نی گاتا (2004)، شمال مشرقی جاپان میں آنے والی تسونامی (2011) اور ابھی Kumamoto میں آنے والے زلزلہ کے بعد فوری طور پر متاثرہ علاقہ میں پہنچے اور زلزلہ زدگان کی خدمت کی۔ دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ میں صرف یہی کر سکتا ہوں کہ ان لوگوں کے بارہ میں آپ سب کو مطلع کروں۔''

❁......Mrs Akemi Goto نے تحریر کیا کہ ''انیس صاحب کے ان الفاظ پر کہ اسلام رنگ ونسل سے بالا ہوکر انسانیت کی خدمت پر یقین رکھتا ہے۔ دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتی ہوں''

❁......Mrs.Asai Setsuko صاحبہ نے لکھا کہ: مسجد میں داخل ہوتے ہی سامنے یہ الفاظ تحریر ہیں کہ ''محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں'' یہ الفاظ میرے دل میں بس گئے ہیں۔ ہر مذہب وملت کے لوگوں کو خوش آمدید کیا جاتا ہے۔ جماعت احمدیہ جاپان کی رفاہی تنظیم ہیومینٹی فرسٹ انسانیت کے جذبہ کے ماتحت جاپان بھر میں خدمت کر رہی ہے۔ پہلی دفعہ مسجد جارہی تھی اور کچھ فکرمندی تھی لیکن اس تقریب میں شامل ہوکر بہت اچھا لگا۔ آج کی تقریب میں شامل ہوکر بہت اچھا لگا۔ بعض باتوں کی سمجھ نہیں آسکی لیکن جو سمجھ آیا وہ یہ ہے کہ امن سلامتی اور محبت کا پیغام ہے اور ہر دل سے یہی دعا نکل رہی ہے۔ مسلمان بہت مہمان نواز ہوتے ہیں۔ میرے دوستوں کو اگر موقع میسر ہو تو ایک دفعہ مسجد بیت الاحد جاپان ضرور جائیں''۔

☆......☆......☆

سوائے انوار قرآنی کے ہمارے وجود میں اور کوئی چیز نظر نہ آئے

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

''مَیں پھر اپنے دوستوں کو اس طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ ہم پر واجب ہے کہ ہر احمدی مرد اور ہر احمدی عورت، ہر احمدی بچہ، ہر احمدی جوان اور ہر احمدی بوڑھا پہلے اپنے دل کو نور قرآن سے منور کرے۔ قرآن کریم سیکھے، قرآن کریم پڑھے اور قرآن کے معارف سے اپنا سینہ ودل بھر لے اور معمور کر لے۔ اک نور مجسم بن جائے۔ قرآن کریم میں ایسا محو ہو جائے، قرآن کریم میں ایسا گم ہو جائے، قرآن کریم میں ایسا فنا ہو جائے کہ دیکھنے والوں کو اس کے وجود میں قرآن کریم کا ہی نور نظر آئے اور پھر ایک معلم اور استاد کی حیثیت سے تمام دنیا کے سینوں کو انوار قرآنی سے منور کرنے میں ہمہ تن مشغول ہو جائے۔

اے خدا تُو اپنے فضل سے ایسا ہی کر کہ تیرے فضل کے بغیر ایسا ممکن نہیں۔ اے زمین وآسمان کے نور تو ایسے حالات پیدا کر دے کہ دنیا کا مشرق بھی اور دنیا کا مغرب بھی، دنیا کا جنوب بھی اور دنیا کا شمال بھی نور قرآن سے بھر جائے اور سب شیطانی اندھیرے ہمیشہ کے لئے دور ہو جائیں۔ ہمیں ہمیشہ یہ دعائیں کرتے رہنا چاہئے کہ واقعتاً اور حقیقتاً خدا ہمیں اس بات کی توفیق دے کہ قرآنی انوار میں ایسے گم ہو جائیں کہ سوائے انوار قرآنی کے ہمارے وجود میں اور کوئی چیز نظر نہ آئے۔ آمین''

(خطبہ جمعہ مطبوعہ الفضل 10/اگست 1966ء)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب

ہفت روزہ ’’بدر‘‘ قادیان (درویش نمبر 2011ء) میں وفات یافتہ درویشان کے ضمن میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کا تفصیلی ذکرخیر شامل اشاعت ہے۔ قبل ازیں ’’الفضل انٹرنیشنل‘‘ 9؍مئی 2008ء، 28؍جون 2013ء اور 31؍اکتوبر 2014ء میں محترم صاحبزادہ صاحب کی سیرت پر مضامین شائع کئے جاچکے ہیں۔ ذیل میں صرف اضافی امور پیش ہیں۔

حضرت خلیفۃالمسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی وفات پر اپنے خطبہ جمعہ میں فرمایا کہ: اُس زمانہ میں درویشان کے لئے جماعتی فنڈ سے بہت معمولی سا گزارہ الاؤنس مقرر تھا۔ اس میں مشکل سے کھانا پینا ہوتا ہوگا لیکن حضرت میاں صاحب کے لئے حضرت خلیفۃالمسیح الثانی کی ہدایت تھی کہ گزارہ تو اتنا ہی ملے گا لیکن جماعت کے فنڈ سے نہیں بلکہ حضرت خلیفۃالمسیح الثانیؓ اپنی ذاتی امانت میں سے اُن کو یہ دیا کرتے تھے۔

پہلے یہ اصول تھا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کے افراد باری باری قادیان آکر رہیں اور چند مہینے رہا کریں تاکہ ہر وقت کوئی نہ کوئی موجود رہے۔ لیکن پھر حالات ایسے ہوئے کہ یہ آنا جانا بند ہوگیا اور یہ فیصلہ ہوا کہ جو قادیان میں رہ گئے وہی بس وہیں رہ سکتے ہیں اور مزید کوئی نہیں آئے گا۔ تو میاں وسیم احمد صاحب نے ایک دفعہ بتایا کہ میری یہ دلی خواہش اور دعا تھی کہ مَیں قادیان میں ہی رہ کر خدمت بجالاؤں۔ چنانچہ اس کے لئے ایک دن مَیں نے اپنا جائے نماز لیا اور قصرِ خلافت قادیان کے بڑے کمرے میں چلا گیا اور وہاں جاکر مَیں نے نفل شروع کردیئے اور مجھے اتنی الحاح کے ساتھ دعا کا موقع ملا کہ لگتا تھا کہ خداتعالیٰ اس کو قبول فرمالے گا۔ مَیں نے خداتعالیٰ سے کہا کہ مَیں نے قادیان سے نہیں جانا تُو کوئی ایسے سامان کردے۔ اور پھر قادیان کے غیرمسلموں نے حکومت کو شکایت کی کہ قافلے یہاں آتے جاتے رہتے ہیں۔ یہ لوگ یہاں آتے ہیں تو یہاں کے وفادار بن جاتے ہیں اور پاکستان جاتے ہیں تو پاکستان کے وفادار بن جاتے ہیں۔ چنانچہ ان کی شکایت پر حکومت نے یہ پابندی لگادی کہ کوئی آجا نہیں سکتا اور اس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کے وہاں مستقل رہنے کا انتظام کردیا۔

آپ کی خدمات صدرانجمن کی جائیدادوں کو واگزار کرانے کے لئے بھی بڑی نمایاں ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کا پوتا ہونے کو بھی حکومت نے Consider کیا۔ اِس کے لئے آپ نے وزیراعظم جواہرلعل نہرو سے بھی رابطے کئے اور اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا، اس کے مثبت نتائج نکلے۔

1965ء میں دونوں ممالک کے حالات خراب تھے۔ حضرت مصلح موعودؓ کی بیماری اور وفات کی اطلاع بھی قادیان والوں کو ریڈیو پاکستان سے ملی۔ اس وقت باوجود خواہش کے آپ پاکستان نہ آسکے۔

پھر 1971ء میں دونوں ملکوں کے حالات خراب ہوئے تو بعض افسران نے قادیان پر قبضہ کرنے کی نیّت سے یہاں کی احمدی آبادی کو حفاظت کے بہانہ سے قادیان سے نکالنے کی کوشش کی۔ فیصلہ سے ایک دن پہلے حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے احمدی احباب کو مسجد مبارک میں جمع کیا اور ایک بڑی پُرسوز تقریر کی۔ آپ نے فرمایا کہ یہ ہمارا دائمی مرکز ہے ہم اس کو قطعاً نہیں چھوڑیں گے۔ آج کی ایک رات ہمارے پاس ہے، اپنی دعاؤں کے ذریعہ عرش الٰہی کو ہلادیں۔ اگر حکومت کا ہمارے بارہ میں یہی قطعی فیصلہ ہے تو یاد رکھو ایک بچہ بھی خود سے قادیان سے باہر نہ جائے گا۔ ہم اپنی جانیں قربان کردیں گے لیکن مقامات مقدّسہ اور قادیان سے باہر نہیں نکلیں گے۔ مَیں بھی یہاں سے خود باہر نہیں جاؤں گا۔ اگر حکومت کے کارندے مجھے گھسیٹتے ہوئے باہر لے جائیں تو لے جائیں لیکن اپنے پیروں سے چل کر نہ جاؤں گا۔ ہوسکتا ہے کہ مجھے لے جائیں اور یہ کہیں کہ ہم تمہارے میاں صاحب کو لے گئے ہیں اس لئے تم بھی چلو۔ وہ مجھے لے جاتے ہیں تو لے جائیں آپ نہیں جائیں گے اور ہر فرد جماعت کے منہ سے بس یہی آواز نکلنی چاہئے کہ ہم قادیان کو نہیں چھوڑیں گے۔

لکھنے والے کہتے ہیں کہ اس رات قادیان کے بچے بچے کی یہ حالت تھی کہ ہر شخص اُس رات جس طرح خداتعالیٰ سے آدمی لپٹ جاتا ہے، لپٹا ہوا تھا۔ مسجد مبارک، مسجد اقصیٰ، بہشتی مقبرے میں ہر جگہ دعائیں ہورہی تھیں اور ہر گھر کی دیواریں اس بات کی گواہ ہیں کہ درویشوں کے دلوں سے نکلی ہوئی یہ آہیں اور چیخیں آستانہ الٰہی پر دستک دینے لگیں۔ اُن کی سجدہ گاہیں تر ہوگئیں، اُن کی جبینیں اللہ تعالیٰ کے حضور جھکی رہیں۔ سینکڑوں ہاتھ خداتعالیٰ کے حضور اٹھے رہے اور رات اور دن انہوں نے اسی طرح گزار دیا اور آخر اللہ تعالیٰ نے ان کی دعاؤں کو قبولیت کا درجہ دیا اور اگلے دن فوجی افسران خود قادیان آئے اور مقامات مقدّسہ کا معائنہ کیا، احمدیہ محلّہ کا معائنہ کیا اور پھر D.C صاحب وغیرہ کی سفارش پر یہ فیصلہ منسوخ ہوگیا۔

جب 2005ء میں میرا دورہ ہوا ہے اس وقت آپ کی طبیعت کافی خراب تھی۔ اتفاق سے مَیں نے MTA دیکھا تو آپ جلسہ کے پہلے اجلاس کی صدارت کررہے تھے۔ انہوں نے یہ نہیں کہا کہ مَیں بیمار ہوں، بیٹھ بھی نہیں سکتا۔ لیکن صرف اس لئے کہ اجلاس کی صدارت کے لئے خلیفۂ وقت سے منظوری ہوچکی ہے، اس لئے بیماری کا اظہار بھی نہیں کیا۔ خیر مَیں نے پیغام بھجوایا تو اس پیغام کے بعد وہ اٹھ کر آگئے کیونکہ بیٹھنا بھی مشکل تھا۔ تو انتہائی وفا سے اپنی ذمہ داریاں نبھانے والے تھے۔

اللہ تعالیٰ سے بڑا محبت کا تعلق تھا، توکّل تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح موعودؑ سے بہت عشق تھا اور وہی عشق آگے خلافت سے چل رہا تھا۔ اور خلافت سے عقیدت اور اطاعت بہت زیادہ تھی۔ پھر لوگوں سے بےلوث محبت تھی، خدمت کا جذبہ تھا۔ صحابہ کا بےانتہا احترام کیا کرتے تھے، درویشان سے آپ کو بڑی محبت تھی۔

ایک دفعہ کسی نے درویشان کے متعلق بعض ایسے الفاظ کہے جو آپ کو پسند نہیں آئے تو آپ نے بڑی ناپسندیدگی اور ناراضگی کا اظہار کیا۔ حالانکہ طبیعت ان کی ایسی تھی کہ لگتا نہیں تھا کہ کبھی ناراضگی کا اظہار کرسکیں گے۔ لیکن درویشان کی غیرت ایسی تھی کہ اس کو برداشت نہیں کرسکے۔

مہمان نوازی آپ کا بڑا خاصہ تھی۔ رات کے وقت بھی آپ کو کوئی ملنے آجاتا تو بڑی خوشی اور خندہ پیشانی سے ملتے۔ آپ کی بیگم صاحبہ بیان کرتی ہیں کہ عیدین کے موقع پر مجھے خاص طور پر بیواؤں سے ملنے اور انہیں تحفہ پیش کرنے کے لئے بھجواتے تھے۔ اگر کوئی بیمار ہوجاتا تو اُس کی عیادت کے لئے جاتے اور اگر کوئی زیادہ بیمار ہوتا تو اس کو امرتسر ہسپتال بھجوانے کا انتظام کرتے تھے۔ انہوں نے درویشوں کو بالکل بچوں کی طرح پالا ہے۔ کہتی ہیں کہ ایک بار ہم تین مہینے باہر رہ کر ابھی گھر آئے ہی تھے تو کوئی مہمان آگیا۔ انہوں نے کہا مہمان آیا ہے کچھ کھانے پینے کو بھجواؤ تو مَیں نے کہا ابھی تو ہم اترے ہیں، پتہ نہیں گھر میں کوئی چیز ہے بھی کہ نہیں، کیا بھیجوں؟ تو میاں صاحب نے کہا اس قسم کے جواب نہیں دینے چاہئیں۔ تلاش کرو، کچھ نہ کچھ مل جائے گا، خیر بسکٹوں کا ایک ڈبہ مل گیا۔

غیر بھی آپ کی بڑی تعریف کیا کرتے تھے اور آپ کے اخلاق کے معترف تھے۔ آپ کی وفات پہ بہت سے پڑھے لکھے سکھ، ہندو آئے، ممبر آف پارلیمنٹ، کاروباری لوگ، وکلاء، غریب آدمی، ایک اسمبلی کے سابق سپیکر بھی آئے۔ انتہائی تعریف کررہے تھے کہ ایسا شخص ہے جنہوں نے مذہب سے بالا ہوکر ہمارے سے تعلق رکھا اور ہمیں بھی یہی سکھایا کہ انسانیت کے رشتوں کو مضبوط کرنا چاہئے۔

انکساری بہت تھی۔ ایک دفعہ کسی نے درویشوں کی قربانیوں اور حفاظتِ مرکز کے کام کو سراہتے ہوئے آپ کی بڑی تعریف کی۔ تو آپ نے فرمایا کہ امرِ واقعہ یہ ہے کہ ہم درویشوں نے قادیان کی حفاظت نہیں کی بلکہ قادیان کے مقامات مقدسہ اور وہاں کی جانے والی دعاؤں نے نہ صرف قادیان کی بلکہ اس کے رہنے والوں کی بھی حفاظت کی ہے۔

مالی تحریکات میں بھی حسب استطاعت خوب بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ ہر تحریک جو خلیفہ وقت کی طرف سے ہوتی تھی اس میں پہلے خود حصہ لیتے، پھر جماعت کو توجہ دلاتے۔ وفات سے چند دن پہلے مجھے لکھا کہ مَیں نے خلافت جوبلی کے لئے ایک لاکھ روپے کا وعدہ کیا تھا جو میرے ذہن سے اتر گیا تھا۔ بڑا معذرت خواہانہ خط تھا اور لکھا کہ الحمدللہ مجھے وقت پہ یاد آگیا اور مَیں نے آج اس کی ادائیگی کردی ہے۔ وصیت کا حساب بھی ساتھ ساتھ صاف ہوتا تھا۔ جائیداد کا حساب بھی اپنی زندگی میں صاف کردیا اور 1/9 کی وصیت تھی۔

خلافت سے کوئی ہدایت جاتی تھی تو من وعن انہی الفاظ میں اس کی فوری تعمیل ہوتی تھی۔ یہ نہیں ہوتا تھا کہ اگر کوئی فقرہ زیادہ واضح نہیں ہے تو اس کی توجیہات نکالنا شروع کردیں اور جس کے دو مطلب نکلتے ہوں تو اپنی مرضی کا مطلب نکال لیں۔ بلکہ فوری سمجھتے تھے کہ خلیفۂ وقت کا منشاء کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت مصلح موعودؓ کے اس فرزند اور آپؓ کی نشانی کے درجات کو بلند فرمائے جس نے اپنے درویشی کے عہد کو نبھایا اور خوب نبھایا۔

....

مکرم مولانا محمد انعام غوری صاحب (ناظر اعلیٰ قادیان) اپنے مضمون میں رقمطراز ہیں کہ صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مرحوم ومغفور ایک درویش صفت انسان تھے۔ کسی مجلس میں نمایاں جگہ بیٹھنے کی بجائے دوسروں کے ساتھ مل جُل کر بیٹھنا پسند کرتے۔ نوعمر خدام بھی سفر یا پکنک وغیرہ کے دوران آپ کی شخصیت سے مرعوب ہوکر چھپتے پھرتے تھے اور نہ دُور جاکر بیٹھتے تھے بلکہ آپ کی نرم خُو طبیعت اور مزاح سے محظوظ ہونے کے لئے قریب رہنے کی کوشش کیا کرتے تھے۔

خاکسار 1962ء میں حیدرآباد سے مدرسہ احمدیہ میں حصول تعلیم کی غرض سے قادیان آیا جبکہ اُس وقت حضرت میاں صاحب ناظر تعلیم تھے۔ گرمیوں کے دن تھے۔ مسجد مبارک کی چھت پر مغرب کی نماز کے انتظار میں حضرت میاں صاحب تشریف فرما تھے۔ خاکسار پنکھا جھل رہا تھا۔ ان دنوں میری صحت کچھ زیادہ ہی کمزور ہوگئی تھی۔ مجھے دیکھ کر فرمایا کہ کیا بات ہے کچھ زیادہ ہی کمزور لگ رہے ہو۔ پھر گھر بلایا تفصیل پوچھی، احتیاطی تدابیر بتائیں، گھر سے ادویات لاکردیں۔ کچھ عرصہ بعد ایک اَور دوائی دے کر فرمایا یہ انتڑیوں کی تکلیف کے لئے مفید ہے، مَیں نے بھی اس کا تجربہ کیا ہے۔ ...... حالانکہ اس وقت مَیں ایک ادنیٰ طالب علم تھا۔ پھر آپ ناظر دعوت وتبلیغ مقرر ہوئے تو بھی اور پھر جب آپ ناظراعلیٰ مقرر ہوئے تو بطور ناظر دعوت و تبلیغ وغیرہ مختلف حیثیتوں سے 45 سال مَیں آپ کے رابطہ میں رہا اور آپ کے اخلاق کریمانہ، وسعت حوصلہ، عالی ظرفی اور ستاری وچشم پوشی سے فیضیاب ہونے اور بہت کچھ سیکھنے کا موقعہ ملا۔

کسی سفر میں آپ قادیان کی حدود سے باہر نکلتے ہی کسی نہ کسی بہانے تکلّف اور حجاب کو بڑی حکمت سے دُور فرمادیتے۔ ستّاری اور چشم پوشی کا وصف تو بہت ہی غیرمعمولی تھا۔ کسی کمزوری کی طرف توجہ بھی دلاتے تو بڑی نرمی اور آہستگی کے ساتھ۔ نہایت حوصلہ کے ساتھ عہدیداروں کو کام کرنے کا موقع دیا کرتے اور بار بار ٹوکنے کی عادت نہ تھی۔

خلافت سے وابستگی اور اطاعت کا مثالی رنگ تھا۔ حضور انور آپ کے بھانجے ہیں اور حضور انور بھی ذاتی خطوط میں اُن کو ’پیارے ماموں‘ سے یاد فرماتے۔ لیکن کیا مجال کہ دربار خلافت میں، حاضری میں یا غائبانہ، بےادبی تو دُور کی بات ہے بےتکلّفی کا بھی رنگ پایا جاتا ہو۔

1991ء کی بات ہے جب حضرت خلیفۃالمسیح الرابع رحمہ اللہ قادیان تشریف لائے تو اس وقت اطاعت اور خلافت کے رعب سے آپ کی کمر دہری ہوئی جارہی تھی۔ آپ اس وقت ناظر اعلیٰ کے ساتھ ساتھ ناظر دعوۃ وتبلیغ بھی تھے۔ پھر 2005ء میں جب حضرت خلیفۃالمسیح الخامس ایدہ اللہ قادیان تشریف لائے تب بھی آپ کی حالت قابل دید تھی۔ 1991ء میں تو آپ کی صحت اچھی تھی لیکن 2005ء میں عمر کے لحاظ سے ضعف آچکا تھا۔ چلنے پھرنے میں دقّت تھی لیکن حضور انور جہاں بھی تشریف لے جاتے پیچھے پیچھے آپ بھی اپنے آپ کو گھسیٹے ہوئے لئے چلے جاتے اور جہاں کوئی استفسار حضور انور فرماتے تو فوراً وضاحت کے لئے آگے تشریف لے آتے۔ حضور انور جب خطاب کے لئے جلسہ گاہ میں تشریف لائے تو آپ کو بخار تھا اس کے باوجود استقبال کے لئے صف بستہ کھڑے رہے۔ حضور انور کے دست مبارک کو جھک کر بوسہ دیا تو حضور انور نے خلافت کی مشفقانہ شان اور محبت سے آپ کے کوٹ کے بٹن کو بند کرتے ہوئے فرمایا آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے آپ کو نہیں آنا چاہیے تھا۔ پھر اس جلسہ میں آپ باوجود بخار کے تقریر کے لئے آمادہ وتیار تھے کہ حضور انور نے حکماً روک کر تقریر دوسرے کے سپرد فرمائی۔ گویا خلافت کے ہاتھوں میں آپ مٹی کی حیثیت رکھتے تھے۔ غرض کہ بہت خوبیوں کے جامع وجود تھے۔

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
June 24, 2016 – June 30, 2016

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday June 24, 2016

00:25 World News
00:45 Ramadhan Dars-e-Hadith: The topic is 'perfect morals'.
01:00 Qur'an Sab Se Acha: The topic is 'the Holy Prophet Muhammad (saw)'.
01:35 Al Hambra Palace
02:40 Tilawat: Part 18.
03:30 Ramadhan Dars-e-Hadith [R]
03:55 Dars-ul-Qur'an: An in-depth explanation of Qur~anic verses 37 - 39 of Surah Al-Imran, by Khalifatul Masih IV (ra) in English and Arabic. Class no. 48, recorded on March 29, 1987.
06:00 Tilawat: Surah Al-Mu'minoon, verses 1-119.
06:45 Dars-e-Ramadhan: The topic is 'Itika'af'.
07:00 Yassarnal Quran: Lesson no. 24.
07:15 In His Own Words: Selected extracts from the writings of the Promised Messiah (as).
07:45 Ramadhan Deeni-o-Fiqahi Masail
08:50 Indonesian Service
09:50 Dars-ul-Qur'an: An in-depth explanation of Qur~anic verses 36 - 42 of Surah Al-Imran, by Khalifatul Masih IV (ra) in English and Arabic. Class no. 49, recorded on April 03, 1987.
11:30 Live Transmission From Baitul Futuh
12:00 Live Friday Sermon
13:00 Live Transmission From Baitul Futuh
13:35 Tilawat: Surah Al- Haaqqah, verses 27-53 with Urdu translation.
13:45 Yassarnal Quran: Lesson no. 24.
14:00 Shotter Shondhane: Rec. September 30, 2012.
15:00 Dars-e-Ramadhan [R]
15:15 Hamara Aaqa: Shedding light on the character of the Holy Prophet Muhammad (saw).
15:45 The Holy Prophet Muhammad (saw) And Ramadhan
16:20 Friday Sermon [R]
17:35 Yassarnal Qur'an: Lesson no. 24.
18:00 World News
18:20 In His Own Words [R]
18:50 The Holy Prophet Muhammad (saw) And Ramadhan [R]
19:20 Tilawat: Part 18.
20:30 Dars-e-Ramadhan [R]
20:55 Friday Sermon [R]
22:00 Ramadhan Deeni-o-Fiqahi Masail [R]
23:05 Tilawat: Surah An-Noor verses 1-65, Surah Al-Furqaan verses 1-78.

Saturday June 25, 2016

00:15 World News
01:15 Tilawat: Part 19.
01:40 The Holy Prophet Muhammad (saw) And Ramadhan
02:20 Friday Sermon: Recorded on June 24, 2016.
03:40 Hamara Aaqa
04:15 Dars-ul-Qur'an
06:00 Tilawat: Surah Al-Ambiyaa verses 1-113.
07:00 Ramadhan Dars-e-Hadith: The topic is 'Itika'af'.
07:15 Al-Tarteel: Lesson no. 42.
07:40 Story Time: Programme no. 21.
08:00 International Jama'at News
08:35 Friday Sermon: Recorded on June 24, 2016.
10:00 Indonesian Service
11:00 Dars-ul-Qur'an: An in-depth explanation of Qur'anic verses 27-31 of Surah Al-Imran, by Khalifatul Masih IV (ra) in English and Arabic. Class no. 43, recorded on March 13, 1987.
12:30 Seerat-un-Nabi: An Urdu discussion programme about the honesty and high morals of the Holy Prophet Muhammad (saw).
13:15 Tilawat: Surah Al- Ma'aarij, verses 1-34 with Urdu translation.
13:25 Ramadhan Dars-e-Hadith [R]
13:35 Al-Tarteel: Lesson no. 42.
14:05 Bangla Shomprochar
15:05 Maidane Amal Ki Kahani
16:00 Live Rah-e-Huda
17:30 Al-Tarteel [R]
18:00 World News
18:30 Seerat-un-Nabi [R]
19:10 Al-Saum
19:20 Tilawat: Part 19.
20:30 International Jama'at News
21:00 Story Time: Programme no. 21.
21:30 Dars-ul-Qur'an [R]
23:00 Friday Sermon [R]

Sunday June 26, 2016

00:15 Tilawat
01:05 Al-Saum
01:20 Tilawat: Part 20.
02:30 Friday Sermon: Recorded on June 24, 2016.
03:40 The Bigger Picture
04:30 Dars-ul-Qur'an
06:00 Tilawat: Surah Al-Mu'minoon verses 1-119.
06:50 Dars-e-Malfoozat
07:10 Yassarnal Quran: Lesson no. 24.
07:30 Ramadhan Deeni-o-Fiqahi Masail: A discussion programme on issues related to Ramadhan.
08:45 Faith Matters: Programme no. 174.
09:50 Indonesian Service
11:00 Dars-ul-Qur'an: An in-depth explanation of Qur'anic verses 27 - 31 of Surah Al-Imran, by Khalifatul Masih IV (ra) in English and Arabic. Class no. 44, recorded on March 15, 1987.
12:25 Tilawat: Surah Al- Ma'aarij and Surah Nooh.
12:40 Dars-e-Malfoozat
13:00 Friday Sermon: Recorded on June 24, 2016.
14:10 Shotter Shondhane: Rec. September 30, 2012.
15:10 Ramadhan Deeni-o-Fiqahi Masail [R]
16:20 As-Sayyam
17:00 Kids Time: Programme no. 21.
17:30 Yassarnal Quran [R]
18:00 World News
18:25 Rishta Nata Ke Masayil
18:45 Roots To Branches
19:30 Tilawat: Part 20.
20:35 Live Beacon Of Truth
21:25 Dars-ul-Qur'an [R]
22:50 Tilawat: Surah An-Noor verses 1-65, Surah Al-Furqaan verses 1-78.

Monday June 27, 2016

00:05 World News
00:25 Dars-e-Malfoozat
00:40 Yassarnal Qur'an
01:00 Ramadhan Deeni-o-Fiqahi Masail
02:15 Tilawat: Part 21.
03:10 Friday Sermon: Recorded on June 24, 2016.
04:35 Dars-ul-Qur'an
06:00 Tilawat: Surah Al-Ankaboot verses 46-70, Surah Ar-Room verses 1-61.
06:55 Ramadhan Dars-e-Hadith: the topic is 'the last ten days of Ramadhan'.
07:10 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood: An Urdu discussion on the life and character of the Promised Messiah (as).
07:30 Al-Tarteel: Lesson no. 42.
08:00 International Jama'at News
08:35 Blessings And Importance Of Ramadhan
09:20 Seerat-e-Rasool: A discussion about the life and character of the Holy Prophet Muhammad (saw) in reflection to Ramadhan-ul-Mubarak.
09:50 Friday Sermon: Indonesian translation of Friday Sermon delivered on January 29, 2016.
11:05 Dars-ul-Qur'an: An in-depth explanation of Qur'anic verses 30 - 33 of Surah Al-Imran, by Khalifatul Masih IV (ra) in English and Arabic. Class no. 45, recorded on March 20, 1987.
13:00 Tilawat: Surah Nooh, verses 12-29 with Urdu translation.
13:10 Ramadhan Dars-e-Hadith [R]
13:25 Al-Tarteel [R]
14:00 Bangla Shomprochar
15:05 Seerat-e-Rasool [R]
15:40 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood [R]
16:00 Blessings And Importance Of Ramadhan [R]
16:50 In His Own Words
17:25 Al-Tarteel [R]
18:00 World News
18:30 Seerat-e-Rasool [R]
19:15 Tilawat: Part 21.
20:30 Ramadhan Dars-e-Hadith [R]
20:45 In His Own Words
21:15 Dars-ul-Qur'an [R]
23:00 Tilawat

Tuesday June 28, 2016

00:05 World News
00:25 Ramadhan Dars-e-Hadith: The topic is 'the last ten days of Ramadhan'.
01:35 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
02:25 Tilwat: Part 22.
03:15 Seerat-e-Rasool
03:45 In His Own Words
04:15 Dars-ul-Qur'an
06:00 Tilawat: Surah Al-Ahzaab, verses 32-74 and Surah Saba', verses 1-22.
06:50 Dars-e-Malfoozat
07:05 Yassarnal Quran: Lesson no. 25.
07:35 In His Own Words
08:05 Food For Thought
08:35 Noor-e-Mustafwi: A discussion about the different aspects of the life and character of the Holy Prophet Muhammad (saw).
08:55 Ramadhan Deeni-o-Fiqahi Masail
10:00 Indonesian Service
11:00 Dars-ul-Quran
12:35 Tilawat: Surah Al-Jinn, verses 1-18.
12:45 Dars-e-Malfoozat [R]
13:00 Yassarnal Quran [R]
13:25 Blessings And Importance Of Ramadhan
14:10 Bangla Shomprochar
15:10 Ramadhan Deeni-o-Fiqahi Masail: A discussion programme on issues related to Ramadhan.
16:30 Faith Matters: Programme no. 192.
17:30 Yassarnal Quran [R]
18:00 World News
18:15 The Bigger Picture: Recorded on May 24, 2016
19:05 Noor-e-Mustafwi
19:25 Tilawat: Part 22.
20:25 Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on June 24, 2016.
21:30 Dars-ul-Qur'an [R]
23:10 Tilawat

Wednesday June 29, 2016

00:00 World News
00:15 In His Own Words
00:50 Noor-e-Mustafwi
01:15 Tilawat: Part 23.
02:30 Ramadhan Deeni-o-Fiqahi Masail
03:30 Story Time: Programme no. 21.
03:50 Food For Thought- Food Labels
04:25 Dars-ul-Qur'an
06:00 Tilawat: Surah Yaa Seen, verses 23-84 and Surah As-Saaffaat, verses 1-114.
07:00 Dars-e-Ramadhan
07:25 Al-Tarteel: Lesson no. 42.
07:55 Hamara Aaqa: Shedding light on the character of the Holy Prophet Muhammad (saw).
08:30 The Holy Prophet Muhammad (saw) And Ramadhan
09:05 Na'atiya Mehfil
10:00 Indonesian Service
10:55 Dars-ul-Qur'an: An in-depth explanation of Qur'anic verses 51 - 52 of Surah Al-Imran, by Khalifatul Masih IV (ra) in English and Arabic. Class no. 54, recorded on May 17, 1987.
12:20 Kids Time: Programme no. 21.
12:55 Tilawat: Surah Al-Jinn and Surah Al-Muzzammil.
13:10 Dars-e-Ramadhan [R]
13:25 Al-Tarteel: Lesson no. 42.
13:55 Bangla Shomprochar
15:00 Live Deeni-o-Fiqahi Masail
16:40 Hamara Aaqa [R]
17:25 Al-Tarteel [R]
18:00 World News
18:20 Na'atia Mosha'airah
19:20 Tilawat: Part 23.
20:30 Ramadhan Deeni-o-Fiqahi Masail [R]
21:35 Dars-ul-Qur'an [R]
22:55 Tilawat: Surah As-Saaffaat, verses 115-183, Surah Saad, verses 1-89 and Surah Az-Zumar, verses 1-32.

Thursday June 30, 2016

00:00 World News
00:25 The Holy Prophet Muhammad (saw) And Ramadhan
01:00 Dars-e-Ramadhan
01:15 Tilawat: Part 23.
02:30 Ramadhan Deeni-O-Fiqahi Masail
03:35 In His Own Words
04:10 Dars-ul-Qur'an
05:20 Hamara Aaqa
06:05 Tilawat & Dars-e- Ramadhan
07:25 Yassarnal Quran: Lesson no. 25.
07:50 In His Own Words
08:20 Beacon Of Truth: Recorded on June 26, 2016.
10:05 Indonesian Service
11:20 Dars-ul-Qur'an
13:00 Tilawat: Surah Al-Muzzammil, verses 11-21 with Urdu translation.
13:15 Dars-e-Ramadhan [R]
13:30 Yassarnal Quran [R]
14:00 Friday Sermon: Recorded on June 24, 2016.
15:35 Qur'an Sab Se Acha
16:10 Persian Service
16:40 Beacon Of Truth
17:30 Yassarnal Quran [R]
18:00 World News
18:30 As-Sayyam
18:20 Tilawat: Part 24.
20:30 Qur'an Sab Se Acha
21:20 Dars-ul-Qur'an [R]
23:00 Tilawat: Surah Al-Mu'min, verses 48-86 and Surah Haa Meem As-Sajdah, verses 1-47.

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 23 | Friday 24 June, 2016 | Issue No. 26

حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ سویڈن 2016ء

❁......مسجد کا مقصد تمام مومنین کو عبادت کے لئے ایک جگہ جمع کرنا ہوتا ہے۔❁......ہم امن پسند لوگ ہیں اور ہم اپنی جماعت کے افراد اور بچوں کو بچپن سے ہی سکھاتے ہیں کہ وہ امن پسند بنیں۔❁......ہم عورت کی عزت کرتے ہیں اس کا احترام کرتے ہیں لیکن یہ ضروری نہیں کہ ہاتھ ملانا ہی ان کی عزت کے اظہار کا ذریعہ ہے۔ (حضور انور ایدہ اللہ کا سویڈش ٹی وی کی جرنلسٹ کو انٹرویو)

❁......ہمارا عقیدہ ہے کہ اسلامی تعلیمات بڑی وضاحت کے ساتھ انتہاپسندی اور ظلم وستم کی مذمت کرتی ہیں۔❁......آپ کبھی بھی کسی احمدی کو نہیں دیکھیں گے کہ وہ ملک چھوڑ کر ISIS یا دیگر انتہاپسند گروپوں میں شامل ہوا ہو۔ کیونکہ ہماری تعلیمات تو پیار، محبت اور ہم آہنگی پر مشتمل ہیں۔ ان اسلامی تعلیمات کا شدّت پسندی سے دُور دُور کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ اور میرا یقین ہے کہ ہر مذہب کی بنیادی تعلیم یہی محبت، پیار اور ہم آہنگی ہی ہے۔❁......اس دَور میں جہاد یہی ہے کہ میڈیا، لٹریچر اور کتب کے ذریعہ اسلام کے مخالفین کے اعتراضات کا جواب دیا جائے۔ (اخبار Skanska Dagbladat کے صحافی کو انٹرویو)

❁......جہاں بھی ہماری جماعت ہے ہم وہاں مساجد تعمیر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔❁......127 سال قبل 1889ء میں جس شخص نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا وہ اکیلا شخص تھا اور اس نے انڈیا میں پنجاب کے ایک چھوٹے سے گاؤں میں دعویٰ کیا اور اس کے دعویٰ کے 127 سال بعد اب اس شخص کی جماعت تقریباً 207 ممالک تک جا پہنچی ہے۔❁......میں دنیا بھر کا سفر کرتا ہوں۔ لیکن ان سفروں کا مقصد رہنماؤں کو ملنا نہیں ہوتا بلکہ میں تو اپنی جماعت کے لوگوں سے ملنے کے لئے سفر کرتا ہوں جن سے میں پیار کرتا ہوں اور جو مجھ سے پیار کرتے ہیں۔❁......میرے لئے سب سے اہم چیز دنیا کا امن ہی ہے جس کے متعلق میں ایک عرصہ سے بات کر رہا ہوں۔❁......مذہب اپنی تعلیمات پر عمل پیرا کرانے کے لئے آتا ہے نہ کہ دوسروں کے خیالات اور روایات پر عمل پیرا ہونے کے لئے۔❁......مَیں کسی شخص سے نفرت نہیں کرتا۔ اگر میں کسی چیز کو ناپسند کرتا ہوں تو وہ کسی شخص کا کوئی فعل ہوتا ہے نہ کہ وہ شخص۔

(سویڈش اخبار Sydsvenskan کے نمائندہ کو حضور انور ایدہ اللہ کا انٹرویو)

(رپورٹ مرتّبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

11 مئی 2016ء بروز بدھ

(حصہ اوّل)

صبح چار بجکر دس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ’’مسجد محمود‘‘ میں تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

پروگرام کے مطابق صبح گیارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے۔

سویڈش ٹیلیویژن کی جرنلسٹ Helena Bohm Nilsson، لوکل اخبار "Skanska Dagbladat" کے نمائندہ، ساؤتھ سویڈن کے سب سے بڑے اخبار "Sydsvenskan" کے نمائندہ جرنلسٹ Jens Mikkelsen اور سویڈش نیشنل ریڈیو کی نمائندہ Anna Bubehko حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا انٹرویو لینے کے لئے آئے تھے۔ الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے ان چاروں جرنلسٹس نے باری باری حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا انٹرویو لیا۔

سویڈش ٹی وی کی جرنلسٹ کو انٹرویو

سب سے پہلے سویڈش ٹیلیویژن کی جرنلسٹ نے حضور انور کا انٹرویو لیا۔

❁......**جرنلسٹ نے سوال کرتے ہوئے پوچھا کہ یہ مسجد جماعت احمدیہ کے لئے کیا معانی رکھتی ہے؟**

اس کے جواب میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: مسجد کا مقصد تمام مومنین کو عبادت کے لئے ایک جگہ جمع کرنا ہوتا ہے۔ قرآن کریم میں آتا ہے کہ انسان کی پیدائش کا مقصد اس کے خالق کے آگے جھکنا ہے۔ پس ہمارا یقین ہے کہ ایک مسلمان مومن کے لئے ضروری ہے کہ وہ حقوق اللہ کی ادائیگی کرے اور اس مسجد کی تعمیر کا بھی یہی مقصد ہے کہ احمدی مسلمان اسلامی تعلیمات کے مطابق دن میں پانچ مرتبہ یہاں جمع ہوں گے اور اپنے خالق کی عبادت کریں گے اور جمعہ ادا کریں گے۔ اس کے علاوہ کمیونٹی کے فائدہ کے لئے یہاں جمع ہوں گے۔ اور بعض اوقات ویسے ہی ملنے جلنے کے لئے جمع ہوں گے۔ لڑکے اور لڑکیاں یہاں آئیں گے اور ملٹی پرپز ہال میں اپنی گیمز وغیرہ کریں گے یا اپنے دیگر فنکشنز کا انعقاد کریں گے۔ لیکن بنیادی مقصد اپنے خالق حقیقی کی عبادت کے لئے جمع ہونا ہے۔

❁......**موصوفہ نے پوچھا کہ مسجد کی اس عمارت کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہ عمارت بہت خوبصورت طرز پر تعمیر کی گئی ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہاں کے مقامی لوگ بھی اس عمارت کو پسند کریں گے کیونکہ اس مسجد کا نقشہ بہت خوبصورت طرز پر ڈیزائن کیا گیا ہے۔

❁......**اس کے بعد موصوفہ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پوچھا کہ آپ کا مشن کیا ہے؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: جماعت احمدیہ مسلمہ کا مقصد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے ہی بتا دیا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ آخری زمانہ میں جب مسلمان اسلام کی اصل تعلیمات کو بھلا دیں گے اور سیدھے راستہ سے بھٹک جائیں گے اس وقت ایک شخص ظاہر ہوگا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا جائے گا اور وہ اسلام کے پیغمبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ماننے والا ہوگا اور وہ مسیح اور مہدی کہلائے گا۔ وہ مسلمانوں اور دیگر مذاہب کی راہنمائی کرے گا کہ اصل اسلام کیا ہے۔ اور بنی نوع انسان کو ایک جھنڈے تلے جمع کرے گا تا وہ اپنے خالق کے حقوق ادا کرسکیں اور ایک دوسرے کے مابین اور معاشرے میں پیار، محبت اور ہم آہنگی پیدا کرسکیں۔

❁......**موصوفہ نے سوال کیا کہ یہاں میں نے ایک نعرہ سنا ہے۔ کیا آپ اس کے متعلق کچھ بتائیں گے؟**

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اگر نعرے سے آپ کی مراد ’’محبت سب کے لئے، نفرت کسی سے نہیں‘‘ ہے تو یہ قرآنی تعلیمات اور اسلام کا خلاصہ ہے۔ اسلام کا مطلب ہی امن اور سلامتی ہے۔ ہمیں ایک دوسرے سے پیار کرنا چاہئے، پیار اور محبت پھیلانی چاہئے۔ قرآن کریم کہتا ہے کہ اپنے دشمن کے ساتھ بھی انصاف کا سلوک کرو۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: پیار کیا ہے؟ پیار ہمدردی کا نام ہے۔ یہ پیار ہی ہے کہ ہم نہیں چاہتے کوئی بھی شخص کوئی ایسے اعمال کرے جن سے وہ عذاب الٰہی کا مورد ٹھہرے۔ یہ پیار کے جذبات اس کے لئے بھی ہیں جو بظاہر ہمارا دشمن ہے۔ اور ہم کسی کو اپنا دشمن نہیں سمجھتے۔ پیار کے بھی کئی مرتبے ہوتے ہیں۔ اپنے بچے کے لئے آپ کا پیار اور ہوتا ہے، بہن بھائیوں کے لئے

باقی صفحہ نمبر 13 پر ملاحظہ فرمائیں